المھدی عج

مُصنّف :

آیت اللہ العظمیٰ صدر الدین صدر (رضوان اللہ علیہ)

مجمع العلماءِ الاسلامی

سی - ۸، صدف چیمبرس - ڈی / ۱۶۵ - پی، ای، سی، ایچ، ایس - بلاک ۳ - کراچی - پاکستان

فہرست

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○"

کچھ اپنے بارے میں

"الذین یبلغون رسالات اللہ ولا یخشون احدا الا اللہ"

"جو لوگ (علماء) اللہ کے احکامات کو پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور وہ سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔"

(سورہ احزاب۔ آیت ۳۹)

جیسا کہ ہم اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ خداوند عالم نے انسان کو دو چیزوں کا مجموعہ قرار دیا ہے 'ایک روح اور دوسرے بدن۔ چنانچہ یہ بدیہی بات ہے کہ ایسے موجود کو اس دنیا میں ایسے اساسی قوانین کی ضرورت ہوگی جنہیں بنیاد بنا کر وہ اپنی زندگی میں توازن برقرار رکھ سکے۔ ایسے ہی قوانین کے مجموعہ کا نام "اسلام" ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

"ان الدین عند اللہ الاسلام"

"بے شک خدا کے نزدیک دین فقط اسلام ہی ہے۔"

(سورہ شوریٰ۔ آیت ۱۹)

اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ واضح طور پر بتا دیا ہے کہ انسان اپنی دینی اور دنیوی احتیاجات کو صرف اور صرف اسلام ہی کے سائے میں پورا کر سکتا ہے۔

اس دین کو خدا نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ انسانوں تک پہنچایا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلواعلیھم آیاتہ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمتہ۔"

"وہ خدا ایسی ذات ہے کہ جس نے (امیین) کے درمیان انہی میں سے رسول بھیجا کہ جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انکا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

آنحضرتؐ کی حیات طیبہ کے بعد خدا نے اس الہی رسالت کو رسولؐ کے نائبین برحق کے حوالے کیا اور ائمہ طاہرین علیھم السلام نے اپنے اپنے دور میں اس ذمہ داری کو بطور احسن اور اتم انجام دیا۔ اور اب جب کہ خدا کی آخری حجت (عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) پردہ غیب میں ہیں ان کے نائبین یعنی "علماء" پر لازم ہے کہ اس سنگین الہی فریضے کو انجام دیں، کیونکہ رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔

"العلماءورثۃالانبیاء"

"علما انبیاء کے وارث ہیں۔"

بے شک یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کا خوف رکھتے ہیں اور اسکے سامنے خاشع و

خاشع ہیں جیسا کہ خود خدائے وحدہ لاشریک کا اپنی کتابِ مقدس میں ارشاد ہے۔

"انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"

"اللہ سے فقط علماء ہی ڈرتے ہیں۔"

لہٰذا اس الٰہی اور مقدس فریضہ و رسالت کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے حوزۂ علمیہ قم کے چند علماء اور فضلاء کرام نے خداوندِ عالم کے اس فرمانِ عظیم "ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر" (ضرور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو نیکی کی طرف دعوت دے۔) کے پیشِ نظر، اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کیا، اور اس احساس کی بدولت کوشش کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے مختلف ابواب سے متعلق معلومات سریع ترین اور جدید ترین وسائل کے ذریعہ فراہم کریں۔ اس سلسلے میں فقہی احکام، عقائد، تاریخ اسلام، تفسیر و تشریح آیاتِ قرآنِ کریم اور دیگر اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوالات کے جواب دینے کا امکان فراہم کیا گیا ہے۔

ان وظائف و فرائضِ اسلامی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور انہیں منظم طور پر انجام دینے کے لئے ایک دینی اور تبلیغی ادارہ بنام "مجمع العلماء الاسلامی" کی بنیاد رکھی گئی ہے تاکہ حتی المقدور اپنے الٰہی فریضے کو انجام دینے میں دوسرے تمام علماء اسلام کے ساتھ سہیم و شریک ہو سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس طریقہ سے ہم جدید دور میں اسلامی تحریکوں اور مسلمانوں کی بعض فکری مشکلات کو حل کر سکیں گے۔ "واللہ ھو الموفق المعین بحق محمد و آلہ الطاہرین اجمعین"

سپاس گزاری

الحمدللہ رب العلمین ۔۔۔

اراکین مجمع العلماء الاسلامی (GIS) رب جلیل کے نہایت شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطاء فرمائی کہ "المہدی (عج)" جیسی گرانقدر اور اہم کتاب اردو زبان قارئین کے لئے پیش کر سکیں۔

کتاب ہذا کو عربی سے اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے ماہ صفر المظفر ۱۳۵۸ ہجری قمری یعنی تقریباً ۶۱ سال قبل تحریر فرمایا ہے۔

ادارہ مجمع العلماء الاسلامی :۔

۔ جناب مستطاب حجۃ الاسلام والمسلمین سید علی اصغر میلانی دامت برکاتہ

۔ جناب حجۃ الاسلام سید حسین حیدر رضوی دامت توفیقاتہ

۔ جناب برادر سید سعید حیدر زیدی

اور

۔ جناب حسین علی جیوانی (اللہ ان سب کی نیک توفیقات میں اضافہ فرمائے)

کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ ان احباب اور بزرگواروں نے کتاب ہذا کی اشاعت کے سلسلے میں ہم سے تعاون فرمایا۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ

ان تمام افراد کو جنہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے اس کتاب ''المہدی (عج)'' میں ہماری معاونت اور مدد فرمائی ہے انہیں ثواب دارین اور زیارت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نصیب فرمائے۔ اور ہم سب کو آنحضرتؑ کے خاص شیعوں اور اصحاب میں قرار دے اور آخرت میں ان کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

ادارہ

مجمع العلماء والاسلامی

قم۔ کراچی

عرض ناشر

کتاب ہذا مرحوم آیت اللہ سید صدر الدین صدر کی علمی و تحقیقی کاوش ہے جس میں انہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود' ان کی امامت اور غیبت کے متعلق اہل سنت سے مروی احادیث کو ترتیب وار جمع اور ان کے ذریعے استدلال کیا ہے۔

یہ ان لوگوں کے لئے بہترین تحقیق ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے موضوع کو فقط شیعوں سے مختص قرار دیتے ہیں اور اپنی دانست میں سمجھتے ہیں کہ اس عقیدہ کا اہل سنت سے کوئی سروکار نہیں۔ ایسے لوگ دراصل اپنے منابع اور ماخذ سے ناآشنائی' کج فہمی اور تعصب کی وجہ سے اس موضوع کا انکار کرتے ہیں۔

ہم یہاں بطور نمونہ ان چند کتب کے نام پیش کرتے ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں علماء اہل سنت نے تحریر کی ہیں۔

(۱) جزء فی المھدی

تالیف : ابو حسین بن المنادی۔ متوفی ۳۳۶ ھ ق

ابن حجر عسقلانی اس کتاب کے بعض مطالب کو اپنی کتاب فتح الباری میں لے کر آئے ہیں۔

(۲) المہدی

تالیف : حافظ ابو نعیم اصفہانی۔ متوفی ۴۳۰ھ ق

یہ کتاب کشف الظنون (چلبی) میں ذکر ہوئی ہے اور اسماعیل پاشا نے ہدایہ العارفین میں اس کا نام لیا ہے۔

(۳) المہدی

تالیف : ابن قیم جوزی۔ متوفی ۷۶۷ھ ق

(۴) العرف الوردی فی اخبار المہدی

تالیف حافظ جلال الدین سیوطی۔ متوفی ۹۱۱ھ ق

(۵) تلخیص البیان فی اخبار مہدی آخر الزمان

تالیف : علی ابن حسام الدین متقی الھندی۔ متوفی ۹۷۵ھ ق

(۶) مختصر القول فی علامات المہدی المنتظر

تالیف : ابن حجر ہیثمی مکی۔ متوفی ۹۷۳ھ ق

(۷) التوضیح فی تواتر ماجاء فی المہدی المنتظر والدجال والمسیح

تالیف : قاضی القضاۃ الشوکانی۔ متوفی ۱۲۵۰ھ ق

(۸) الرد من حکم و قضی بان المہدی الموعود جاء و مضی

تالیف : ملا علی القاری۔ متوفی ۱۰۱۴ھ ق

(۹) القطر الشہدی فی اوصاف المہدی

تالیف : شہاب الدین حلوائی الشافعی۔ متوفی ۱۳۰۸ھ ق

(۱۰) اصح ماورد فی المہدی

تالیف : شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی۔ متوفی ۱۳۶۳ھ ق ' جامعہ الازہر کے مشہور علماء میں سے تھے۔

قابل ذکر ہے کہ مندرجہ بالا کتابیں چوتھی صدی سے لیکر چودھویں صدی تک کے صف اول کے علماء نے تحریر کیں۔

ان کتابوں میں اہل سنت کے جید علماء جن میں 'ابو نعیم اصفہانی' جلال الدین سیوطی' صاحب کنز العمال علی ابن حسام الدین متقی الھندی' قاضی شوکانی' شیخ محمد حبیب اللہ شنقیطی نظر آتے ہیں۔

ظاہر ہے اس موضوع کی اہمیت ہی کی وجہ سے اور اس کو زندہ رکھنے کے لئے ان علماء حضرات نے قلم اٹھایا اور اس عقیدہ کو بنیادی عقیدہ قرار دیتے ہوئے منکرین اور متوھمین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

ہم حجۃ الاسلام و المسلمین سید علی اصغر میلانی کے بے حد شکر گزار ہیں جنھوں نے ہر مرحلے پر راہنمائی اور مفید مشوروں سے نوازا اور یہ مبارک کوشش بھی آپ ہی کے مشوروں کا نتیجہ ہے۔

کچھ کتاب کے مصنف کے بارے میں

خاندان صدر اپنی علمی اور اجتماعی حیثیت کی وجہ سے عالم تشیع میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ سید صدر الدین صدرؒ سے لے کر شہید محمد باقر صدرؒ تک

اس خاندان کی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ جبل عامل، نجف اور قم میں اس خاندان نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ چاہے یہ خدمات علمی آثار کے ذریعے ہوں یا جام شہادت نوش کر کے مکتب تشیع کے دفاع کی صورت میں۔ لبنان میں فرانسیسی استعمار، عراق میں برطانوی استعمار اور حزب بعث کے خلاف کلمہ حق بلند کیا۔

مرحوم سید صدرالدین صدر ابن سید اسماعیل صدر ابن سید صدر الدین صدر شہر کاظمین میں ۱۲۹۹ھ ق میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید اسماعیل صدر اور دادا سید صدرالدین صدر مشہور فقہاء میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی دروس اور سطحیات کی تعلیم اپنے والد اور شیخ حسن کربلائی سے حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نجف اشرف تشریف لے گئے جہاں آپ نے مرحوم آخوند خراسانی اور مرحوم محمد حسین نائینی (قدھما) کے درس خارج میں شرکت فرمائی۔ ۱۳۴۴ھ ق میں قم تشریف لائے اور موسس حوزہ علمیہ قم کی خواہش پر قم میں قیام فرمایا۔ آپ مرحوم شیخ عبدالکریم حائری کے معتمد اور مشیر خاص تھے اور انہوں نے آپ کو اور آیت اللہ سید محمد حجت کو اپنا وصی بنایا تھا۔

مرحوم آیت اللہ العظمی آقا حسین قمی طباطبائی نے جن کا زہد و تقویٰ زبان زد عام و خاص تھا اپنی احتیاطات کو آپ کی جانب ارجاع دیا۔ آپ نے متعدد کتابیں تالیف فرمائیں جن میں۔

(۱) کتاب المہدی فی احوال الحجۃ المنتظر (کتاب ہذا)
(۲) خلاصۃ الفصول فی علم الاصول
(۳) رسالہ حقوق

(۴) التاریخ الاسلامی

(۵) حاشیہ عروۃ الوثقی

(۶) رسالہ فی اصول دین

(۷) لواء محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۱۲ جلد پر مشتمل احادیث کی کتاب۔

(۸) مدینۃ العلم ۲ جلد پر مشتمل احادیث اہل بیتؑ کی کتاب۔

آپ کے فرزندان میں سید رضا صدر جنھوں نے متعدد اسلامی موضوعات پر کتابیں تحریر کی ہیں اور چند سال قبل انتقال فرمایا۔ سید موسیٰ صدر جو لبنان میں عظیم انقلاب کے بانی ہیں جس کا مشاہدہ آج سب کے سامنے ہے' اسرائیل جیسی طاقت سے ان کے تربیت کردہ فرزند نبرد آزما ہیں۔

آیت اللہ شہید محمد باقر صدر (قدہ) اور آیت اللہ سید محمد باقر سلطانی آپ کے داماد ہیں۔

آپ نے ۱۹ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ کو قم میں انتقال فرمایا اور جوار حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

قارئین محترم سے استدعا ہے کہ اپنے مشوروں' قیمتی آراء اور تعمیری تنقید کے ذریعے مستقبل میں بہتر سے بہتر کام کرنے کے سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

سیکریٹری برائے تبلیغ و نشرو اشاعت

مجمع العلماء الاسلامی

قم۔ کراچی

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

پیش گفتار

یہ ایک محفل کا ذکر ہے ایک ایسی شاندار محفل کہ جس کے شرکاء محفل کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہے تھے۔ اس محفل میں میری ملاقات اپنے چند اہل علم و فضل دوستوں سے ہوئی۔ گفتگو کا سلسلہ چل نکلا اور پھر بات سے بات نکلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ حضرت مہدی "منتظر(عج) کا ذکر آیا۔ نیز آپ کے بارے میں ہم فرقہ شیعہ اثناء عشری کا عقیدہ اور اس عقیدہ کے بنیادی عقائد میں شمار کرنے کا بھی ذکر ہوا۔

حاضرین میں سے کچھ دوستوں نے اس سلسلے میں برادران اہل سنت کا نظریہ پوچھا' نیز یہ سوال بھی کیا کہ آیا ان کے یہاں بھی اس سلسلے میں ایسی روایات نقل ہوئی ہیں کہ جو ہماری روایات کے موافق و ہم معنی ہوں؟ اور آیا ان کے علماء نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے یا نہیں؟

میں نے کہا جی ہاں' بالکل۔ مزید براں ان کے راویوں کے ذریعے متعدد احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ بھی موجود ہیں۔ یہاں تک کہ بعض علماء (اہل

سنت) سے تو اس موضوع پر باقاعدہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ تاہم ان میں سے چند ایک کو اس مسئلے کی جزئیات اور چند پہلوؤں پر کچھ اعتراضات ہیں۔

یہ لوگ اس موضوع کو بعید از قیاس جاننے کے علاوہ اس پر اعتراضات بھی کرتے ہیں کہ جو ان کے یہاں نسل در نسل زبان زد ہیں۔ اور جن کو وہ اپنی کتب اور تالیفات میں عبارات کے اختلاف اور معنی کے اتحاد کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

دوستوں نے کہا کہ آیا تم صرف برادران اہل سنت کی مرویہ احادیث پر اکتفاء کرتے ہوئے کوئی ایسی کتاب تالیف کر سکتے ہو کہ جس میں انہی کی احادیث کی روشنی میں ان کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہو۔

میرا کہنا یہ تھا کہ اس طرح کے مسائل میں بحث و تمحیص کرنا جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا سبب ہے، جو میں ہرگز نہیں پسند کرتا۔ خصوصاً اس زمانے میں جب کہ ہم کو اتحاد کی شدید ضرورت ہے۔

یہاں پر مجھے جواب دیا گیا کہ علمی مسائل میں مناظرہ اور بحث کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے ادب و اخلاق کے دائرے میں رہ کر نہ صرف بحث کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس مورد میں کوئی شخص بھی کسی کو نفت و ست کہنے کا حق نہیں رکھتا۔

علاوہ ازیں انسان اپنے عقائد اور افکار میں آزاد ہے۔ اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان کا دفاع کرے۔ بلکہ ہم تو برادران اہل سنت کے بعض مولفین کی کتب میں جارحانہ اور چبھتے ہوئے الفاظ دیکھتے ہیں جس کی ذمہ داری انہی کے سر ہے۔

یہاں پہنچ کر میں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا کہ انشا اللہ میں آداب و اخلاق کا خیال رکھتے ہوئے اس موضوع پر تحقیق کروں گا۔ اور خدا ہی جس کو چاہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اب میرے پاس برادران اہل سنت کی گنتی کی چند کتابیں ہی تھیں جو اس سلسلے میں مفید تھیں۔ خلاصہ یہ کہ میں نے یکے بعد دیگرے کتابوں پر تحقیق شروع کر دی۔ یہاں تک کہ بعض کتابوں کو تو شروع سے آخر تک چھان مارا۔ ان میں سے بہت سی کتب تو ایسی تھیں کہ جن میں سرے سے حضرت مہدیؑ کے بارے میں کوئی مخصوص باب ہی نہ تھا کہ جس میں سے احادیث کی مناسب مقدار کو جمع کرتا اور حدیث کو اس کے متعلقہ عنوان کے تحت ذکر کرتا۔

لیکن پھر بھی میں نے جو حدیث بھی پائی 'تو اس کو' متعلقہ عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور اگر کوئی حدیث متعدد مطالب پر مشتمل پائی تو ان مطالب کو اس حدیث سے جدا کرتے ہوئے اسکے مناسب عنوان کے تحت ذکر کیا ہے نیز جس حدیث سے اقتباس کی ہے' اس حدیث کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔

کتاب ہذا میں مذکور احادیث کو میں نے انہی کتب سے نقل کیا ہے کہ جن میں احادیث موجود تھیں۔ لیکن اگر میرے پاس کوئی کتاب موجود نہ تھی تو اس مورد میں' میں نے اہل سنت کے علمائے کرام کے دیئے گئے حوالوں پر اعتماد کیا ہے۔

احادیث کے نقل کرنے میں' صرف اہل سنت کے مطبع خانوں میں طبع شدہ یا معتبر قلمی نسخوں پر ہی بھروسہ کیا ہے۔ لیکن اہل سنت کی ایران میں طبع شدہ کتب سے اگر اقتباس کیا بھی ہے تو نہایت قلیل۔ مثلاً البیان فی اخبار

صاحب الزمان' الفصول المهمة فی معرفة الائمة اور تذکرة الامة فی احوال الائمة۔

اسکے علاوہ میں نے شیعہ علمائے کرام کی کتب میں منقول ان احادیث نبوی کو بھی کہ جو برادران اہل سنت کے راویوں سے نقل کی گئیں ہیں' چھوڑ دیا ہے۔ کہ شاید ان میں بھی اعتراض کا کوئی پہلو ہو۔

صرف کتاب الدرر الموسویہ فی شرح العقائد الجعفریہ' مولفہ جناب استاد معظم مرحوم آیہ اللہ ابو محمد حسن صدر کاظمی طاب ثراہ سے نقل کیا ہے۔ وہ بھی صرف ان کے احترام اور حق استادی کی بنا پر۔ نیز ان کی کتاب سے نقل کرنے کا مقصد استدلال کرنا نہیں بلکہ اپنے دعوے کی تائید لینا ہے۔

خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان احادیث اور ذوی الاحترام علمائے سلف کے کلمات پر تحقیق کے دوران انصاف کا دامن تھامے رکھا اور صراط مستقیم سے ہرگز دور نہ ہوا۔ اپنے اوپر اس امر کو لازم کیا کہ میرے عقائد و افکار دلیل کے مطابق ہوں نہ کہ اپنے عقائد و افکار کے لئے دلیل تراشوں۔ اور انصاف کے ساتھ میری کتاب کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس امر کی گواہی دے گا۔

علاوہ ازیں یہ بات ہر انسان کے لئے ضروری ہے (خصوصاً دینی مسائل میں) کہ وہ اپنے آپ کو اندھی تقلید' وہم' خیال پردازی تعصب اور جدال سے دور رکھتے ہوئے صرف حقیقت اور سچائی کو مد نظر رکھے اور یہ گمشدہ حقیقت جہاں بھی نظر آئے اس کو اپنا لے۔

اجمالی خاکہ

علمائے کرام کی' خصوصاً برادرانِ اہلِ سنت کی کتب پر تحقیق کرنے والا (چاہے وہ کتب بنیادی تعلیمات پر مشتمل ہوں یا ثانوی تعلیمات کی حامل) شاید ہی کسی موضوع کے بارے میں احادیث مستفیض بلکہ متواترہ کو اس کثرت سے پائے جتنی کثرت سے امام مہدیؑ کے بارے میں پائے۔ جس کے ناقلین متعدد ہوں اور ائمہ حدیث اور جید حفاظ کے مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہوں۔

امام مہدیؑ کے بارے میں احادیث نبوی" بعض صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ سے نقل ہوئی ہیں کہ جس میں اختلاف صرف تفصیل اور اختصار کی حد تک ہے۔

بعض ائمہ حدیث جیسے بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی امام مہدیؑ کے بارے میں احادیث کو اجمال اور تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔

جید حافظین کرام میں سے امام احمد بن حنبل' ابوالقاسم طبرانی' ابو نعیم

اصفہانی' حماد ابن یعقوب' روجنی اور صاحب کتاب مستدرک حاکم نے بھی نقل کیا ہے۔

اور علماء اسلام میں گنجی' سبط ابن جوزی' خوارزمی' ابن حجر' ملا علی متقی صاحب کنزالعمال' شبلنجی اور قندوزی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

اس کے علاوہ بعض نے تو اس موضوع پر باقاعدہ ایک جداگانہ کتاب تحریر کی ہے۔ جیسے مناقب المہدی' نعت المہدی' ابو نعیم اصفہانی کی اربعین حدیث' ابو عبداللہ گنجی کی البیان فی اخبار صاحب الزمان' صاحب کنزالعمال ملا علی متقی کی البرہان فیماجاء فی صاحب الزمان' حماد بن یعقوب روجنی کی اخبار المہدی' جلال الدین سیوطی کی العرف الوردی فی اخبار المہدی' اور علامات المہدی' اور ابن حجر عسقلانی کی القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر (عج) وغیرہ شامل ہیں۔ اسکے علاوہ اور بھی کتب ہیں۔

اور جو احادیث نبوی برادران اہل سنت کے راویوں سے امام مہدی منتظر اور قائم آل محمدؑ کے بارے میں نقل ہوئی ہیں ناقابل شمار اور مستفیضہ بلکہ اہل سنت کے نزدیک بھی متواتر ہیں۔

ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق کے صفحہ ۹۹ پر ابوالحسن ابری سے نقل کیا ہے کہ : امام مہدی کا ظہور اور ان کا اہل بیت سے ہونے کے بارے میں رسول اللہ کی احادیث اس قدر زیادہ ہیں کہ وہ استفاضہ بلکہ تواتر کی حدود کو چھو رہی ہیں۔

شبلنجی کتاب نور الابصار کے صفحہ ۳۴۸ پر رقمطراز ہیں کہ :

"رسول اللہ سے احادیث متواترہ منقول ہیں کہ جن کے مطابق حضرت

مہدی اہل بیت میں سے ہیں اور مہدی ہی زمین کو عدل و انصاف سے پر کریں گے۔"

فتوحات اسلامیہ کی دوسری جلد صفحہ ۳۲۲ پر زینی دحلان لکھتے ہیں کہ :

"وہ احادیث کہ جن میں ظہور مہدی کا ذکر ہے کثیر اور متواتر ہیں۔ اب ان میں سے بعض صحیح' بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں اور ان ہی کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ لیکن ان روایات کی تعداد اتنی زیادہ' راوی متعدد اور نقل کرنے والے اتنے زیادہ ہیں کہ جن کی وجہ سے بعض روایات' بعض دوسری روایات کے مضمون کو مستحکم کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس موضوع پر اطمینان اور یقین حاصل ہو جاتا ہے۔"

نیز اسی صفحہ پر یہ بھی کہا ہے کہ کتاب الاشاعہ میں علامہ سید محمد بن رسول برزنجی نے ان متواتر روایات کی نشاندہی کی ہے کہ جن میں حضرت مہدی کا ذکر آیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ امر واقع ہو کر رہے گا۔ آپ جناب فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

یہ تھی ان علمائے کرام کے اعترافات اور تصریحات کی ایک جھلک کہ جو انہوں نے امام مہدی منتظر کی احادیث کے مستفیضہ بلکہ متواترہ ہونے کے بارے میں کیں۔ نیز یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ ان روایات کے مضامین پر یقین ضروری اور اعتقاد رکھنا لازمی ہے۔

کیا ان تمام باتوں کے بعد بھی اس موضوع میں کسی قسم کی بحث و تحقیق کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ چہ جائیکہ سرے سے اس عقیدے کا انکار ہی کیا جائے؟

اب اگر ہم علماء کی ان تمام تصریحات اور شہادتوں سے قطع نظر، صرف احادیث کی سند اور دلالت (مضمون / معنی) کو مد نظر رکھیں تو ہم ان تمام روایات کو تین اقسام میں منقسم کر سکتے ہیں۔

پہلی قسم

وہ روایات ہیں کہ جو سند کے لحاظ سے صحیح، دلالت کے لحاظ سے آشکار نیز ہر شک و شبہ سے خالی ہیں۔

اسکے علاوہ ائمہ حدیث اور جید حفاظ نے ان کے صحیح یا حسن ہونے کی تصریح بھی کی ہے۔

حاکم نے مستدرک میں ان میں سے بعض کی صحت کی گواہی اس شرط پر دی ہے کہ بخاری اور مسلم نے بھی ان کو صحیح جانا ہو۔

لہٰذا ایسی روایات کا بلا شک و شبہ اخذ کرنا واجب، ان پر عمل کرنا ضروری اور اعتقاد رکھنا لازم ہے۔

دوسری قسم

وہ احادیث جو سند کے لحاظ سے تو صحیح نہیں ہیں، لیکن ان کی دلالت واضح اور آشکار ہے۔

اس صورت میں مقررہ قانون و قواعد کے تحت ان کا اخذ کرنا ضروری ہے۔

کیونکہ ان کی سند کے نقص کو پہلی قسم دور کر دیتی ہے۔

مزید بر آں، اکثر علماء نے ان احادیث کو صحیح مانا ہے بلکہ ان روایات کے

مضامین اور معانی پر اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔

تیسری قسم

وہ روایات کہ جن میں صحیح اور ضعیف دونوں ہیں لیکن یہ احادیث ان کثیر، مستفیضہ اور متواترہ احادیث کی مخالف اور متضاد ہیں اس صورت میں اگر ان روایات کی تاویل نہ ہو سکے تو ان کا ترک کرنا لازم ہے۔ مثلاً وہ روایات جو بتلاتی ہیں کہ حضرت مہدی کا نام احمد ہے یا آپ کے والد کا نام رسول اللہؐ کے نام کی طرح ہے یا آپ امام حسن مجتبیٰ کی اولاد سے ہیں ایسی تمام احادیث نادر ہیں کہ جن کی طرف علمائے کرام کی اکثریت نے اعتناء نہیں کی ہے۔

اس آخری اور تیسری قسم کے بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ روایات جن میں یہ نقل ہے کہ آپ (مہدیؑ) رسول اللہؐ کے ہم نام ہیں تو شاید اس شخص نے گمان کیا کہ رسول اللہؐ کا نام احمد ہے، باوجود اسکے کہ روایات مستفیضہ اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ آپؐ کا نام محمد ہے۔

اسی طرح سے کچھ اور روایات کے متعلق یہ لگتا ہے کہ درہم و دینار کی چمک دمک سے متاثر ہو کر گڑھی گئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ محترم قارئین کے سامنے حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے آئندہ فصلوں میں اس اجمال کی تفصیل بیان کریں گے۔

یہاں پر ایک اہم نکتہ جس کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ روایات کی پہلی اور دوسری اقسام میں بعض روایات (اگرچہ ان بعض کی تعداد ایک یا دو سے زیادہ نہیں) ایسے معنی کی حامل ہیں کہ جن کا بطلان اظہر من

الشمس ہے۔ نیز تاریخ و تحقیق بھی اس بطلان کی گواہی دیتی ہے۔

اسکے علاوہ علم اصول میں ثابت شدہ قواعد یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی حدیث ایسے متعدد جملوں پر مشتمل ہو کہ جو باقاعدہ اپنے جداگانہ معنی و مفہوم رکھتے ہیں اب اگر ان جملوں میں سے بعض کے خلاف اجماع قائم ہو جائے تو صرف اسی جملہ کو ترک کیا جائے گا جس کے معنی و مفہوم کے خلاف اجماع قائم ہوا ہے اور باقی جملے اسی قوت اور استحکام سے اپنے معانی پر باقی رہیں گے۔

اگرچہ جناب محترم فرید وجدی آفندی' مولف کتاب دائرۃ المعارف اس قاعدے کو نہیں مانتے اور مذکورہ صورت میں سرے سے ایسی حدیث کو متروک قرار دیتے ہیں۔

ہم اگرچہ مندرجہ بالا صورت میں جناب فرید وجدی کے نظریے کو تسلیم نہیں کرتے لیکن پھر بھی ان کے نظریے کو صحیح فرض کرتے ہوئے بحث کے سلسلے کو آگے بڑھائیں گے۔ کیونکہ بقیہ احادیث ہمارے دعوے کے اثبات کے لئے کافی ہیں۔

فصلِ اول

آیاتِ شریفہ

وہ بشارتیں کہ جو امام مہدی منتظر(عج) کے ظہور کے بارے میں کتاب و سنت نبویؐ اور جناب امیرالمومنینؑ کے کلمات میں موجود ہیں یا اکابرین اور علمائے کرام نے اپنی نظم و نثر میں جن کا تذکرہ کیا ہے۔

آیاتِ مبارکہ

نہج البلاغہ، کلمات قصار کلمہ ۲۰۹، جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ : یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی، جس طرح کاٹنے والی اونٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اس آیہ مبارکہ کی تلاوت فرمائی :

"و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم آئمۃ و نجعلھم الوارثین"

"ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر

احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہی کو (اس زمین کا) مالک بنائیں۔" (سورہ قصص۔ آیت ۵)

اس آیت مبارکہ کے بارے میں نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید معتزلی نے کہا ہے کہ:

"ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ یہاں پر ایسے امام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ جو زمین کا مالک اور تمام ممالک پر غلبہ حاصل کرے گا۔" (شرح نہج البلاغہ۔ ج ۴۔ ص ۳۳۶)

عقد الدرر کے باب ہفتم میں ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے امام ابو اسحق ثعلبی سے اور انہوں نے بکیر بن عبداللہ سے قرآن مجید میں موجود کلمہ "حمعسق" کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ

"ح سے مراد حرب (جنگ) ہے جو قریش اور انکے غلاموں کے درمیان چھڑے گی اور جیت قریش کی ہو گی۔

م سے مراد بنی امیہ کی مملکت اور بادشاہی۔

ع سے مراد علو (یعنی بلندی) بنی عباس کے لئے۔

س سے مراد حضرت مہدی کی سنی (یعنی رفعت و منزلت اور نورانیت)

ق سے مراد نزول حضرت عیسیٰ بن مریم ہے۔" (تمام ہوا کلام عقد الدرر)

کلام مصنف: ہم نے بعض مقامات پر اس طرح سے بھی نقل ہوتے دیکھا ہے کہ۔

س سے مراد "سناء" مہدی یعنی ضیاء اور بزرگی مراد ہے۔

ق سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم کی قوت مراد ہے۔

ابن حجر نے صواعق کے صفحہ ۹۶ پر آیہ کریمہ "وانہ لعلم الساعة" کے بارے میں مقاتل بن سلیمان اور ان کے ہم خیال مفسرین کا قول نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت مہدیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

کتاب اسعاف الراغبین صفحہ ۱۵۴ پر بھی یہی بات مذکور ہے۔

کتاب نور الابصار صفحہ ۳۴۳ پر ابو عبداللہ گنجی سے اور انہوں نے تفسیر سعید بن جبیر سے آیہ کریمہ "لیظھرہ علی الدین کلہ" کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ وہ مہدی ہی ہیں اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔

کلام مصنف : گنجی سے منقول مذکورہ بالا روایت ان کی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان طبع شدہ ایران میں بھی موجود ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۳ پر مناقب خوارزمی سے اور وہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ایک یہودی کے رسول اللہؐ کی خدمت میں آنے، اس کے چند سوالات پوچھنے اور آخر میں اسلام لانے کا ذکر ہے۔ جن چند مسائل کے بارے میں اس نے آپؐ سے سوالات کئے ان میں سے ایک رسول اللہؐ کے خلفاء کے بارے میں بھی تھا کہ وہ کون لوگ ہیں؟

آنحضرتؐ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی تعداد ۱۲ (بارہ) ہے اور یکے بعد دیگرے سب کا نام بھی بتایا۔ یہاں تک کہ آپؐ امام حسن عسکری علیہ السلام تک پہنچے اور فرمایا کہ اس (عسکریؑ) کے بعد اس کا فرزند محمد کہ جس کو مہدی، قائم اور حجت کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے، امامت کے منصب پر فائز ہوگا۔ پس پھر وہ غائب ہو جائیگا اور پھر خروج کرے گا۔ جب خروج کرے

گا تو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔ خوشا نصیب ان لوگوں کے لئے جو اس غیبت میں صبر و تحمل کا دامن تھامے رکھیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کی تعریف کرتے ہوئے خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ :

"ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب"

"متقین کے لئے ہدایت ہے، وہ لوگ جو غیب پر ایمان لائے۔" (سورہ بقرہ۔ آیت ۱-۳)

اور فرمایا کہ :

"اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۸ پر ہی کتاب فرائد السمطین سے نقل ہے کہ حسن بن خالد نے حضرت ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ جس میں حضرت مہدی کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی مذکور ہے کہ آپ (مہدیؑ) امام علی رضاؑ کی چوتھی پشت سے ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپؑ نے فرمایا کہ "جب خروج کریں گے تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔"

پھر آگے چل کر فرمایا کہ وہی ہے کہ جس کے لئے آسمان سے منادی اس طرح ندا دے گا کہ :

آگاہ ہو جاؤ! حجت خدا بیت اللہ کے نزدیک ظاہر ہو چکا ہے پس اس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ حق اسی کی ذات میں مضمر اور اسی کے ساتھ ہے۔

اور وہی اس آیہ کریمہ کا مصداق ہے کہ :

"ان نشاء ننزل علیھم من السماء فظلت اعناقھم لھا

خاضعین"
"اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک نشانی نازل کریں گے جس کے نتیجے میں ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جائینگی۔" (سورہ شعراء۔ آیت ۴)

تفسیر نیشاپوری جلد اول میں آیہ کریمہ یومنون بالغیب (سورہ بقرہ۔ آیت ۳) کے ذیل میں آیا ہے کہ بعض شیعہ' آیت میں موجود کلمہ غیب سے مراد حضرت مہدی منتظر لیتے ہیں۔ کہ جس کا وعدہ قرآن کریم نے ان الفاظ میں دیا ہے۔

"وعدالله الذین آمنوامنکم وعملوالصالحات لیستخلفنهم فی الارض"
"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح انجام دیا' خدا نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ وہ ضرور ان کو زمین میں اپنا جانشین بنائے گا۔"

رسول اللہ سے مروی ہے کہ 'اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تو خدا اس دن کو طولانی کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص میری امت سے خروج کرے گا' میرا ہم نام ہوگا اور اسکی کنیت میری کنیت سے مشابہ ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کرے گا' جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ (تمام ہوا کلام نیشاپوری)

نیز اسی آیت کے ذیل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل سنت اس آیت کا مصداق خلفائے راشدین کو قرار دیتے ہیں۔

وہ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ : کیونکہ آیت میں کلمہ "منکم" (تم میں سے کچھ لوگ) موجود ہے جس کے معنی تبعیض کے ہیں یعنی تم میں سے

بعض۔ اور یہ بات ضروری ہے کہ ان "بعض" کو نزول آیت کے وقت موجود ہونا چاہئے۔ دوسری طرف یہ بات سب کے سامنے عیاں ہے کہ چاروں خلفائے راشدین اہل ایمان اور صاحبان عمل صالح ہونے کے علاوہ نزول آیت کے وقت موجود بھی تھے نیز خلافت اور فتوحات بھی انہی کو حاصل ہوئیں۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ "تم میں سے بعض" سے مراد خلفائے راشدین ہی ہیں۔ ۱

پھر صاحب کتاب (تفسیر نیشاپوری) خود ہی مذکورہ بالا استدلال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ مذکورہ آیت میں "منکم" بیان کے لئے ہو اور زمین پر استخلاف و خلافت سے مراد قابو اور غلبہ حاصل کرنے کی طاقت اور زمین کو وطن قرار دینا ہو۔ جس طرح بنی اسرائیل کے لئے مذکور ہے۔ اب اگر اس استدلال کو (خلافت راشدہ مراد ہونے کو) مان بھی لیں تب بھی کیا یہ ممکن نہیں کہ استخلاف سے مراد خلافت علی علیہ السلام ہو اور کلمہ "منکم" کہ جو جمع کا صیغہ ہے، احترام کی خاطر استعمال کیا گیا ہو۔ یا اس صیغہ جمع سے حضرت علی علیہ السلام کے بعد کی گیارہ نسلیں مراد ہوں۔ ۲ (تمام ہوا کلام نیشاپوری)

---

۱ تبعیض : کسی چیز کو مختلف حصوں اور ٹکڑوں میں بانٹ دینا اور پھر اس میں سے کسی ایک یا چند ٹکڑوں اور حصوں کو نظر میں رکھنا یا کوئی خاص حکم لاگو کرنا۔

۲ عربی زبان میں کلمہ "من" کے چند معنی ہیں کبھی اس سے مراد "بعض" ہوتی ہے جیسے "اخذت من الدراھم" میں نے چند یا بعض درہم اٹھائے، کبھی یہ کلمہ اپنے سے پہلے آنے والے ایک مبہم لفظ کو بیان کرتا ہے اور مبہم لفظ کو واضح کرتا ہے۔ لہٰذا "من" کے معنی کو مذکورہ مقام پر بلا دلیل تبعیض سے مختص کرنا صحیح نہ ہوگا۔

احادیث نبویؐ

صحیح ابوداود جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ پر عبداللہ سے اور عبداللہ' رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ :

"اگر دنیا کی تباہی میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا اس دن کو اس قدر طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری اولاد سے ایک شخص خروج کرے۔"

اور ابوسفیان سے نقل شدہ حدیث میں یہ جملہ موجود ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"دنیا ختم نہ ہوگی یا برباد نہ ہوگی جب تک ـــــــ اور پھر مذکورہ بالا حدیث نقل ہے۔"

نیز اسی صفحہ پر حضرت علیؑ سے رسول اللہؐ کی ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر زمانے میں بجز ایک دن کے کچھ بھی باقی نہ رہ گیا ہو تب بھی خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔" (بقیہ حدیث کتاب مذکورہ میں ملاحظہ کریں)

صحیح ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ پر عبداللہ سے اور انہوں نے جناب ختمی مرتبتؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص تمام کے تمام عرب کو تسخیر نہ کرے' دنیا ختم نہ ہوگی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

مذکورہ حدیث کو ترمذی نے صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

اسکے علاوہ مذکورہ باب میں ایسی ہی روایات حضرت علیؓ، حضرت ابو سعیدؓ، ام المومنین ام سلمہؓ اور حضرت ابو ہریرہ سے بھی نقل ہوئی ہیں اور اسی صفحہ پر حضرت ابو ہریرہ سے رسول اللہؐ کی ایک حدیث مذکور ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں سے صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی اس دن کو خدا اس قدر طولانی کرے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص تمام امور کا انتظام و انصرام سنبھال لے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اس حدیث کے بارے میں مصنف (ترمذی) نے کہا ہے کہ یہ صحیح اور حسن ہے۔

ابن حجر نے صواعق کے صفحہ ۹۷ پر ایک حدیث نقل کی ہے جس کو ابو احمد ابو داؤد، ترمذی اور ابو ماجہ نے بھی نقل کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ :

"اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو، تب بھی خدا اس دن میری عترت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔" (حدیث ملاحظہ ہو)

اسعاف الراغبین کے صفحہ ۱۴۷ پر بھی اسی طرح کی حدیث منقول ہے۔

ابن حجر نے صواعق کے صفحہ ۹۷ پر ایک حدیث نقل کی ہے، جس کو ابو داؤد اور ترمذی نے آپؐ سے نقل کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہے تب بھی خدا اس دن کو طولانی کرے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک

شخص کو ظاہر کرے۔"

کتاب اسعاف الراغبین کے صفحہ ۱۴۸ پر بھی اسی طرح کی حدیث موجود ہے۔

ابن حجر نے صواعق کے صفحہ ۹۷ پر رسول اللہؐ کی ایک حدیث کا ذکر کیا ہے جس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نقل کیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا اس دن کو طولانی کرے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے۔" (ملاحظہ کریں حدیث)

کتاب اسعاف الراغبین کے صفحہ ۱۴۸ پر اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

نورالابصار کے صفحہ ۲۳۵ پر حضرت علی بن ابی طالب سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؐ نے فرمایا کہ :

"اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔"

صاحب نورالابصار کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن میں نقل کیا ہے۔ نیز صاحب نورالابصار نے اس بات کا بھی ذکر کیا ہے کہ ابوداؤد نے یہ حدیث اپنی کتاب سنن میں بھی نقل کی ہے۔

نورالابصار صفحہ ۲۴۸ پر جناب ابوہریرہ سے اور وہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ :

"قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں

سے ایک شخص تمام امور کو اپنے ہاتھ میں نہ لے چکے۔"

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۸ پر مرقوم ہے کہ احمد اور ماوردی نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"بشارت ہو تم لوگوں کو مہدیؑ کی" (حدیث ملاحظہ ہو)

نورالابصار کے صفحہ ۱۵۱ پر بھی اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

نورالابصار صفحہ ۳۴۷ پر احمد نے ابوسعید خدری سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"میں تم لوگوں کو مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۳۲ پر قتادہ سے نقل ہوا ہے کہ میں نے سعید ابن مسیب سے پوچھا کہ آیا مہدیؑ کی کوئی حقیقت ہے بھی یا نہیں؟ سعید نے جواب دیا کہ بالکل" نیز آپؑ جناب فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی پر جناب علی علیہ السلام سے رسول اللہؐ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا میرے اہل بیت سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو دنیا کو عدل سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔"

اسکے علاوہ صاحب ینابیع المودۃ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث ابوداؤد، احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی نقل کی ہے۔

نیز اس کتاب کے صفحہ ۴۳۲ پر مذکور ہے کہ مسند احمد میں رسول اللہؐ سے روایت نقل کی ہے کہ

"قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ زمین ظلم و جور سے نہ بھر جائے' یہاں تک کہ میری عترت میں سے وہ شخص خروج کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً مذکورہ کتاب کے صفحہ ۳۴۰ پر مرقوم ہے کہ موفق ابن احمد کہ جو خوارزم کے بہترین خطیب اور مقرر بھی تھے' اپنی سند کو نقل کرتے ہوئے عبدالرحمن ابن ابے لیلیٰ سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ "رسول اللہؐ نے غزوہ خیبر میں پرچم حضرت علیؑ کو عطا کیا کہ جن کے ہاتھوں خدا نے فتح نصیب کی۔ پھر غدیر خم میں یہ لوگوں کو بتلایا کہ علی ہی ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہیں۔ پھر اسی طرح جناب علی علیہ السلام' جناب فاطمہؑ اور جناب حسنین علیہم السلام کے فضائل و مناقب کو بیان کرتے ہوئے حدیث کو آگے بڑھاتے ہیں اور پھر رسول اللہ سے یہ جملہ نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"مجھ کو جبرئیلؑ نے یہ خبر دی ہے کہ ان (پنج تن اور اہل بیت) پر میرے بعد ظلم ہوتا رہے گا اور ظلم کا یہ سلسلہ جوں کا توں باقی رہے گا یہاں تک کہ ان کا قائم قیام کرے گا اور انہی کا بول بالا ہو گا۔ تمام کی تمام امت ان کی محبت پر متفق ہو جائے گی ان سے بغض رکھنے والے قلیل' تنفر رکھنے والے ذلیل اور انکی تمجید اور تحسین کرنے والے کثیر ہو جائیں گے۔ اور یہ اس وقت ہو گا کہ جب شہر کے شہر تہہ و بالا ہو چکے ہوں گے اور بندگان خدا کمزور اور بے بس۔ غم اندوہ کے سائے چھٹنے کی کوئی امید نہ ہو گی۔ اس مقام پر میری اولاد میں سے مہدیؑ قائم ظہور کرے گا' اس کے ہمراہ ایسے افراد ہوں گے کہ جن کے وسیلے سے خدا حق کا بول

بالا کرے گا اور انکی تلواروں سے باطل کے نقوش کو مٹاوے گا۔"

پھر آگے چل کر فرمایا کہ :

"اے لوگو! کشادگی اور غم کے بادل چھٹنے کی بشارت لو اور یقیناً خدا کا وعدہ سچا ہے جو کبھی جھوٹا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے فیصلے کو پلٹا جا سکتا ہے' وہی حکیم و خبیر ہے اور یقیناً خدا کی فتح تو قریب ہی ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع المودۃ ہی کے صفحہ ۴۴۷ پر ایک روایت نقل کی ہے جو فرائد السمطین میں شیخ الاسحاق ابراہیم بن یعقوب الکلاباذی البخاری سے اور انھوں نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے حدیث نبویؐ نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"جس نے خروج مہدیؑ کا انکار کیا تو یقیناً اس نے ان تمام چیزوں کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ اور جو حضرت عیسیٰ کے نزول کا منکر ہوا تو گویا کافر ہو گیا۔ اور جس نے خروج دجال کا انکار کیا تو وہ بھی کفر کا مرتکب ہوا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت علی علیہ السلام کے خطبات

نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کا خطبہ نمبر۹۱ ہے جس کے آخر میں آپؑ نے بنی امیہ اور انکی وجہ سے لوگوں کو درپیش فتنہ و فساد کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں :

"پھر ایک دن وہ آئے گا کہ اللہ اس شخص کے ذریعے سے جو انھیں

ذلت کا مزا چکھائے اور سختی سے ھنکائے اور (موت کے) تلخ جام پلائے گا اور ان کے سامنے تلوار رکھے گا۔۔۔۔۔"

نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید اس خطبے کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اس خطبے کو سیرت نگاروں کی ایک تعداد نے نقل کیا ہے اور یہ خطبہ متداول و مستفیض ہے۔ یہ خطبہ حضرت علی علیہ السلام نے نہروان کے فتنے کی فروکشی کے بعد دیا تھا۔ اس خطبے میں چند جملے ایسے ہیں جو رضی (رحمہ اللہ علیہ) نے نقل نہیں کئے۔ انہی جملوں میں سے ایک جملہ یہ ہے۔

"میرے علاوہ کسی ایک میں جرات نہ تھی کہ وہ اسکی طرف بڑھتا۔۔۔۔"

انہی جملوں میں سے ایک جملہ بنی امیہ کے بارے میں ہے جس میں آپؑ سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں: خدا اس فتنہ کو ہم اہل بیت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے ذریعے فرو کروائے گا۔ میرے ماں باپ قربان ہوں بہترین کنیزوں کے فرزند پر۔"

فاضل شارح نے اس خطبے کی تشریح کے آخر میں اس بات کو قبول کیا ہے کہ مذکورہ بالا جملہ میں آپؑ نے مہدی منتظر علیہ السلام کی جانب اشارہ کیا ہے۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۴۸ میں آپ علیہ السلام فتنوں اور ہنگاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اے میری قوم! یہی تو وعدہ کی ہوئی چیزوں کے آنے اور ان فتنوں کے

نمایاں ہو کر قریب ہونے کا زمانہ ہے کہ جن سے تم ابھی آگاہ نہیں ہو۔
دیکھو! ہم (اہل بیت) میں سے جو (ان فتنوں کا دور) پائے گا وہ اس میں
(ہدایت کا) چراغ لے کر بڑھے گا اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر قدم
اٹھائے گا تاکہ بندھی ہوئی گرہوں کو کھولے اور بندوں کو آزاد کرے
اور حسب ضرورت جڑے ہوئے کو توڑے اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے۔
وہ لوگوں کی (نگاہوں سے) پوشیدہ ہو گا' کھوج لگانے والے پیہم نظریں
جمانے کے باوجود بھی اس کے نقش قدم کو نہ دیکھ سکیں گے۔"

اس خطبے کی تشریح کے دوران بھی شارح نے یہی تحریر کیا ہے کہ آپؑ کا اشارہ حضرت مہدی منتظر علیہ السلام کی ذات کی جانب ہے۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۸۰ جو آپ نے کوفہ میں ارشاد فرمایا۔ نوفل بکالی کا کہنا ہے کہ امیرالمومنینؑ نے یہ خطبہ کوفے کے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا جس کو جعدہ بن ھبیرہ مخزومی نے آپؑ کے لئے نصب کیا تھا۔ اس وقت آپؑ کے جسم پر اونی جبہ تھا اور تلوار خرمے کی چھال کی رسی سے حمائل تھی اور پیروں میں جوتے بھی کھجور کی پتیوں کے تھے۔ (سجدوں کی وجہ سے) پیشانی یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اونٹ کے گھٹنے کا گٹا۔ آپؑ فرما رہے تھے :

"وہ حکمت کی سپر پہنے ہو گا اور اسکو' اسکے تمام شرائط و آداب کے ساتھ
حاصل کیا ہو گا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اسکی طرف متوجہ ہو اس کی اچھی
طرح شناخت ہو اور دل (دنیا کی محبتوں سے) خالی ہو۔ چنانچہ وہ اس کے
نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ
طلبگار و خواستگار ہے۔ اور وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر)

غریب و مسافر ہو گا کہ جب اسلام عالم غربت میں مثل اس اونٹ کے ہو گا جو تھکن سے اپنی دم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو۔ وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔"

فاضل شارح نے مذکورہ بالا اقتباس کی تشریح کے ضمن میں یہ تحریر کیا ہے کہ : اس کلام کی ہر فرقے نے اپنے اعتقادات کے مطابق تفسیر کی ہے لہٰذا شیعہ امامیہ گمان کرتے ہیں کہ مذکورہ کلام سے مراد حضرت مہدی منتظر کی ذات ہے۔

اسکے بعد شارح تحریر کرتے ہیں کہ : میرے خیال میں یہ اتنی بعید از قیاس بات نہیں کہ اس کلام سے آخری زمانے کا قائم آل محمدؐ مراد لیا جائے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۶۱ پر کتاب الدرر المنظم سے امیرالمومنین علیہ السلام کے بعض جملے منقول ہیں جن میں مہدی منتظر یعنی قائم آل محمدؐ کی جانب اشارہ ہے۔ الفاظ کچھ یوں ہیں۔

"صاحب پرچم محمدیہ اور دولت احمدیہ ظاہر ہو گا' قیام بالسیف کرے گا' گفتار میں صادق ہو گا' زمین کو امن و امان بخشے گا اور سنت و فرض کو زندہ کرے گا۔۔۔۔۔"

ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۶۸ پر بعض صاحبان کشف و شہود سے امیرالمومنینؑ کے یہ جملے نقل ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

"بہت جلد خدا ایک قوم کو لائے گا جو خدا سے محبت رکھتے ہوں گے اور خدا بھی ان سے محبت رکھتا ہو گا۔ اور ان پر وہ شخص حکومت کرے گا

جو ان کے درمیان ناشناختہ اور اجنبی ہو گا۔ وہی مہدی ہے۔ سرخ چہرہ اور سیاہ و سرخ بالوں کا مالک ہے۔ زمین کو بغیر کسی مشکل کے عدل سے پر کردے گا۔ وہ اپنے ماں باپ سے کم سنی ہی میں جدا ہو جائے گا، اپنی پرورش کے دوران صاحب جاہ و حشم ہو گا۔ پس پردہ مسلمانوں کے شہروں کی باگ ڈور نہایت امن و امان کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں لے لے گا۔ وقت اس کا ساتھ دے گا۔ اس کا کلام سنا جائے گا، پیرو جوان اسکی اطاعت کریں گے، زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ اس وقت اسکی امامت کا عروج ہو گا اور اسکی خلافت مستحکم ہو جائے گی۔ نیز خداوند تعالی قبور میں سے مردوں کو اٹھائے گا۔ مہدی کے وجود کی بدولت زمین شاد و آباد ہوتی جائے گی اور روز بروز اسکی جلا اور روشنی میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اسکی نہریں جاری ہو جائیں گی، فتنہ و تباہی معدوم اور خیر و برکات بکثرت موجود ہوں گی۔"

علمائے کرام کی تصریحات

فتوحات مکیہ جلد سوم باب ششم صفحہ ۳۶۰ پر مرقوم ہے کہ :

"خدا کا ایک ایسا خلیفہ ہے جو اس وقت خروج کرے گا کہ جب دنیا ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی اور وہ عدل و انصاف سے (دنیا کو) پر کرے گا۔ اگرچہ دنیا کی عمر میں ایک دن ہی کیوں نہ رہ گیا ہو، تب بھی خدا اس دن کو اس قدر طولانی کرے گا یہاں تک کہ عترت رسول اللہ اور اولاد فاطمہؑ سے تعلق رکھنے والا یہ خلیفہ تمام کے تمام امور کی باگ ڈور اپنے

ہاتھ میں نہ لے لے۔"

صاحب کتاب عقد الدرر اپنی کتاب کے دیباچہ میں حوادث روزگار اور آشوب زمانہ کا شکوہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ :

"بعض لوگ چند ایک احادیث کے سطحی اور ظاہری معنی کو نظر میں رکھتے ہوئے یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آشوب اور حوادث روزگار یونہی بپا رہیں گے۔"

ان افراد کے جواب میں یہ عرض ہے کہ "ہم ان احادیث کو صحیح مانتے ہیں اور سر آنکھوں پر رکھتے ہیں' لیکن ان احادیث میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ جو ان فتنوں اور آشوب کے قیامت تک برپا رہنے پر دلالت کرے۔ اور بہت ممکن ہے کہ ان آشوب اور فتنوں کا خاتمہ ظہور مہدی کے موقع پر ہو۔ اور آپ کی غیبت کے راز ظاہر ہونے کے ساتھ ساتھ ان آشوب اور فتنوں کی آگ بھی ٹھنڈی پڑ جائے۔ اسکے علاوہ علمائے اسلام نے اپنی کتب میں ایسی بہت سی احادیث جمع کی ہیں جو آپ کے ظہور کی نوید دیتی ہیں اور بتلاتی ہیں کہ خدا یقیناً ایک ایسے شخص کو ظاہر کرتے ہوئے اپنی ولایت کا میدان اس کے لئے کچھ اس شان سے ہموار کرے گا کہ تمام بلند و بالا چوٹیاں بھی اس کے آگے پستیوں میں تبدیل ہو جائیں گی بادیہ نشین اور شہری آبادیاں' سب اس کی محبت پر متفق ہونگے۔ نرم ہموار زمین ہو یا سنگلاخ اور پتھریلی چٹانیں' سب اسکے قبضہ قدرت میں آ جائیں گی۔ زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا۔ زمین اس کے لئے اپنے مخفی خزانوں کے منہ کھول دے گی۔۔ اور پھر

عطا و بخشش کی وجہ سے خوشحالی اور بے نیازی کا دور دورہ ہو گا۔۔۔۔۔۔" (حدیث جاری ہے)

ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۱۰ پر صاحب کتاب شیخ کمال الدین بن طلحہ سے ان کی الدرر المنظم سے نقل ہے کہ :

"خدائے تبارک و تعالیٰ کا ایک خلیفہ ہے جو آخری زمانے میں اس وقت خروج کرے گا کہ جب دنیا ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی پس وہ عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ یہاں تک کہ یہ خلیفہ جو حضرت فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہے تمام امور کا انتظام و انصرام سنبھال لے گا اگرچہ دنیا کی عمر میں ایک ہی دن کیوں باقی نہ رہ گیا ہو۔ آپ کی ناک ستواں' آنکھیں سرمگیں اور دائیں رخسار پر ایک علامت اور نشانی ہے جس کی شناخت اہل معرفت ہی کو ہے۔ آپؑ (مہدی) کا اسم گرامی محمد ہے۔ خوش قامت ہونے کے ساتھ ساتھ پر کشش و حسین اور خوبصورت گھنے بالوں کے مالک ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان ہی کے وسیلے سے ہر بدعت کے نقش کو مٹا کر تمام سنتوں کو زندہ کرے گا۔ آپ کا لشکر سرزمین صنعاء اور عدن (یمن) سے سیراب ہوا کرے گا۔ آپؑ کے وجود مبارک کی برکت سے اہل کوفہ خوش بخت ترین لوگ ہونگے۔ آپ اموال کو مساوات سے تقسیم کریں گے اور رعایا کے ساتھ عدل و انصاف روا رکھیں گے۔ آپؑ کے دور حکومت میں آسمان باران رحمت کا آخری قطرہ تک برسا دے گا اور زمین اپنے اوپر اگنے والی ہر چیز کو اگا کر دم لے گی۔ اور یہی امام مہدی علیہ السلام ہے کہ جس کے وسیلے سے خدا تمام باطل ادیان کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گا جس کے نتیجے میں صرف اور صرف دین خالص ہی باقی رہے گا۔۔۔۔ (حدیث جاری ہے)

ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۳۲ پر علامہ سمہودی مصری کی کتاب جواہر العقدین سے منقول ہے کہ :

"جو دعا رسول اللہؐ نے جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ کے عقد کے موقع پر مانگی تھی' اس (دعا) کی برکات حسنین علیہما السلام کی نسل کے ذریعے ظاہر ہو چکی ہیں۔ اب ان کی نسل سے گذر جانے اور آیندہ آنے والے تمام افراد' ان دونوں ہی کی نسل سے گروانے جائینگے۔ اگر آیندہ آنے والی نسلوں میں صرف اور صرف امام مہدیؑ کے وجود کو ہی مد نظر رکھا جائے تو یہی دعا کی برکت کے ثبوت کے لئے کافی ہے ـــــ" (جاری ہے)

ابن اثیر جزری نے اپنی کتاب نہایہ میں کلمہ "جلا" کے ذیل میں لکھا ہے کہ :

"صفات مہدی کچھ اس طرح ہیں کہ آپؑ کی پیشانی روشن اور کشادہ ہے نیز کنپٹی پر بالوں کی تعداد کم ہے۔"

پھر مادہ "ہدی" کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ :

"مہدی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی ہدایت خدا نے حق کی طرف کی ہو۔ پھر یہ کلمہ بطور نام استعمال ہونے لگا اور اسمائے غالبہ میں تبدیل ہو گیا۔ (یعنی اس کلمہ پر لوگوں کے نام رکھے جانے لگے) اور اسی لفظ مہدی پر حضرت مہدیؑ کا نام رکھا گیا' وہی کہ جس کے بارے میں بشارت دیتے ہوئے رسول اللہؐ نے فرمایا وہ آخری زمانے میں آئے گا۔"

فتوحات اسلامیہ کی جلد دوم صفحہ ۳۲۲ پر ان متعدد روایات کا صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضرت مہدیؑ منتظر کے بارے میں منقول ہیں اور جن سے آپ کے بارے میں یقین اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے پھر لکھتے ہیں کہ :

"یہ بات حتمی ہے کہ آپ کا ظہور ہر حال میں ہو کر رہے گا اور آپ حضرت فاطمہ کی اولاد سے ہیں۔ نیز آپؑ ہی زمین کو عدل و انصاف سے پر کریں گے۔"

اسکے علاوہ سید محمد رسول برزنجی نے بھی اپنی کتاب الاشاعہ کے آخر میں مذکورہ بالا امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابن ابی الحدید معتزلی' جلد ۲ کے صفحہ ۵۳۵ پر امیرالمومنینؑ کے ان کلمات کی تشریح کے ذیل میں کہ جو کتاب ہذا میں چند صفحات قبل مذکور ہیں اور جن میں آپؑ نے حضرت مہدی منتظرؑ کے ظہور کی طرف اشارہ کیا ہے رقمطراز ہیں کہ :

"مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا تباہ و برباد ہو گی (قیامت) اور نہ ہی شرعی ذمہ داریاں ختم ہوں گی' بجز آپ کی ذات کے سبب۔"

کلامِ مصنف

ہمارا کہنا یہ ہے کہ فاضل مصنف ابن ابی الحدید کے کلام میں موجود کلمہ "آپؑ کی ذات" سے مراد حضرت مہدی منتظرؑ ہیں کہ جو آخری زمانے میں خروج کریں گے اور اس سے قبل بھی مذکورہ مصنف کے کلام میں آپؑ (مہدی) کا ذکر

ہے۔

اشعار و نظم میں آپؑ کا ذکر

ینابیع المودۃ صفحہ ۲۸۱ (ترجمہ اردو) پر چند اشعار درج ہیں کہ جن کو صاحب کتاب نے حضرت علی علیہ السلام سے منسوب کیا ہے۔

"حسین اذا کنت فی بلدۃ
غریبا فعاشر باٰدابھا"

"حسین جب تمہارے شہر میں غریب ہو تو آداب زندگی کا خیال رکھنا۔
کنایۃً نصرتِ حضرت امام حسینؑ مراد ہے۔"

"کانی بنفسی واعقابھا
وفی کربلاء و محرابھا"

"گویا میں خود اور میری اولاد کربلا میں اور میدان کارزار میں ہے۔"

"فتخضب منا اللحی بالدما
خضاب العروس باثوابھا"

"خون سے رنگین ہو جائیں گی ہماری داڑھیاں جس طرح دلہن کے کپڑے رنگین ہوتے ہیں۔"

"اراھا ولم یک رای العیان
واوتیت مفتاح ابوابھا"

"دیکھ رہا ہوں مگر آنکھوں کی دید سے نہیں اور عطاء ہو چکی دروازوں کی چابیاں۔"

"فلله دره من امام سميدع
يذل جيوش المشركين بصارم"

"کیا کہنے امام صالح اور شجاع کے وہ مشرکین کی فوج کو تیز دھار والی تلوار سے ذلیل کرے گا۔"

"يظهر هذا الدين في كل بقعة
ويرغم انف المشركين الغواشم"

"ظاہر ہو جائے گا یہ دین ہر حصہ میں۔ اور ظالم مشرکین کی ناک رگڑ دی جائے گی۔"

"وما قلت هذا القول فخرا وانما
قد اخبر نبی المختار من آل هاشم"

"نہیں کہی یہ بات میں نے بڑائی میں۔ فقط اس کی خبر دی مجھ کو برگزیدہ آلِ ہاشم نے۔ کہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔"

ایضا ینابیع صفحہ ۴۵۴ پر وہ واقعہ درج ہے کہ جس کے مطابق جناب دعبل خزاعی نے اپنا مشہور و معروف "قصیدہ تائیہ" امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں آکر پڑھا۔

جناب دعبل کہتے ہیں کے جب میں نے بقیہ قصیدہ پڑھا اور اس شعر پر ختم کیا۔

خروج الامام لا محالة واقع
يقوم على اسم الله والبركات

"یقیناً خروج امام واقع ہو کر رہے گا باسم رب العزت برکات کے ساتھ

قیام کریں گے۔"

"لیمیز فینا کل حق و باطل
ولیجزی علی النعماء والنقمات"

"ہمارے درمیان حق کو باطل سے ممتاز کرے گا (دوستوں کو اطاعت کی بنا پر) نعمتوں کا اجر دیں گے (اور دشمنوں کو نافرمانی و عصیان کی بنا پر) سزا و عذاب کی پاداش ملے گی۔"

تو امام رضا علیہ السلام نے زار و قطار گریہ فرمایا اور پھر گویا ہوئے۔

اے دعبل! اروح القدس تمہاری زبان کے ذریعے کلام کرتا ہے۔

نیز فتوحات مکیہ کی جلد سوم حدیث ۳۶۶ میں درج ہے۔

" الاان ختم الاولیاء شهید
وعین امام العالمین فقید "

"جان لو کہ خاتم الاولیا شاہد ہیں اور امام العالمین مفقود۔"

" هوالسید المهدی من آل احمد
هوالصارم الهندی حین یبید"

"آل احمدؐ سے تعلق رکھنے والے سید یعنی مہدی ہیں وہی (جنگ کے میدان میں قتل کرنے پر آئیں) تو تیز دھار شمشیر ھندی کی مانند تباہی پھیلاتے ہیں۔"

"هوالشمس یجلو کل غم و ظلمه
هوالوابل الوسمی حین یجود"

"وہی خورشید تاباک کی مانند ہیں کہ جو ھر تاب اندھیرے اور تاریکی کو

مٹا دیتا ہے اور جب دوستی سے کام لیں تو باران رحمت کی مانند ہیں۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۱۲ پر صاحب فتوحات مکیہ شیخ محی الدین عربی کی کتاب الدار المکنون سے درج ذیل اشعار موجود ہیں۔

"اذا دار الزمان علی حروف
ببسم الله فالمهدی قاما"

"جب زمانہ چند حرف (علم الحروف کے مطابق) پر گردش کرے گا تو خدا وند تعالی کے نام سے مہدی قیام کریگا۔"

"ویخرج بالحطیم عقیب صوم
الا فاقرئه من عندی السلاما"

"وہ مقام حطیم سے ماہ رمضان المبارک کے بعد خروج کرے گا" "آگاہ رہو اور اسکو میرا سلام پہنچا دینا۔"

عقد الدرر کی فصل چہارم باب چہارم میں مرقوم ہے۔

"پس ہم اس فصل ہذا کو اس گرانبہا قصیدے کے چند اشعار پر تمام کرتے ہیں جس میں شاعر نے آل محمد کی مدح کی ہے نیز نفس زکیہ کے قتل کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یہ قصیدہ علامہ ادیب عبداللہ بن بشار سے منقول ہے واللہ العالم۔ پھر قصیدے کے اشعار مرقوم ہیں۔"

"وفی قتل نفس بعد ذاک زکیۃ
امارات حق عند من یتذکر"

"اور قتل نفس زکیہ میں اس شخص کے لئے جو آگاہی حاصل کرنا چاہتے حق کی علامات ہیں۔"

"وآخر عندالبيت يقتل خيمه
يقوم فيدعو للامام فينحر"

"ایک علامت یہ کہ نفس زکیہ کا خون بیت اللہ الحرام کے پاس مباح جان کہ (ناحق) بہایا جائے گا۔ کیونکہ وہ قیام کرنے کے بعد امام علیہ السلام کے ظہور کا اعلان کر دیں گے۔"

"وتدخل نارجوف كوفة ضحوة
تيل بها سيلا فتحرق ادور"

"ایک آگ کوفے کے اندر چاشت کے وقت گھس آئے گی اور سیلاب کی مانند کوفے میں پھیل جائے گی جس سے تمام گھر جل جائیں گے۔"

"ويبعث اهل الشام بعثا عليهم
بناحية البيداء خسف مقدر"

"اہل شام ان لوگوں کی جانب ایک لشکر کو بھیجیں گے جس کا سرزمین بیداء میں دھنس جانا مقدر ہے۔"

"وخيل تعادى بالكماة كانها
هى الريح اذتعت العجاجه تصبر"

"اور ایک لشکر کہ جسکی سربراہی شجاع و بہادر افراد کر رہے ہونگے گویا کہ یہ لشکر ہوا کی مانند ہے جو گردو غبار کے درمیان چل رہی ہے۔"

"يقود نواصيها شعيب بن صالح
الى سيد من آل هاشم يزهر"

"اس لشکر کی سربراہی شعیب بن صالح کریں گے اور پھر یہ سربراہی آل

بنی ھاشم سے تعلق رکھنے والے ایک سید کو منتقل ہو جائے گی ۔"

" علی شقه شق الیمین علامة

لدی الخد عند الصدغ خال منور"

"اسکے چہرے کے دائیں جانب ایک نشانی ہے ۔ اور دوسرے رخسار کے پاس کنپٹی کے نزدیک ایک تل ۔"

ایضا عقد الدرر کے دیباچے میں حضرت مہدی علیہ السلام کی مدح میں چند اشعار درج ہیں لیکن شاعر کا نام درج نہیں ممکن ہے یہ اشعار صاحب کتاب کے ہوں یا کسی اور کے ۔

"به لمحاسن الشرع انتظام

به لفاسد الشرک انصرام"

"انہی کی بدولت محاسن شریعت کو استحکام نصیب ہو گا اور انہی کی بدولت مفاسد شرک صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے ۔"

"تحلی من ابادیه البوادی

ویجلی من محاسنه الظلام "

"بیابانوں کو آپؑ کے وجود کی برکت سے خوبصورتی و زیبائی ملے گی اور آپؑ کے نورانی حسن کی وجہ سے تاریکیاں روشنی میں بدل جائیں گی ۔"

"علیه مجددا فی کل یوم

من الله التحیه والسلام "

"اسکے اوپر ہر روز خداوند تعالیٰ کی جانب سے عنایت، تحیت اور سلامتی کا نزول ہوتا ہے ۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۶۶ پر شیخ جلیل القدر عبدالکریم یمانی کے مندرجہ ذیل اشعار موجود ہیں۔

"وفی یمن امن یکون الاھلھا
الی ان تری نور الھدایہ مقبلا "

"اور ملک یمن میں ایک امن و امان وہاں کے رہنے والوں کو نصیب ہو گا' یہاں تک کہ تم دیکھو گے کہ نور ہدایت طلوع ہو رہا ہے۔"

"بمیم مجید من سلالہ حیدر
ومن آل بیت طاھرین بمن علا"

"مجید کے میم کے ذریعے' حیدر اور اہل بیت طاہرین کی نسل سے کہ جو بلند مرتبہ ہوا۔"

"یلقب بالمھدی بالحق ظاھر
بسنہ خیر الخلق یحکم اولا"

"الحق کہ وہ مہدی کے لقب سے ملقب ہو گا اور ظہور کرے گا۔ نیز خدا کی بہترین مخلوق (رسول اللہ) کی سنت کے مطابق حکم کرے گا۔"

ایضاً اسی کتاب کے صفحہ ۴۶۸ پر صاحب کتاب درۃ المعارف جناب شیخ عبدالرحمن بسطامی کے مندرجہ ذیل اشعار درج ہیں۔

"ویظھر میم المجد من آل محمد
ویظھر عدل اللہ فی الناس اولا"

"اور مجد (عظمت) کا میم آل احمد سے ظاہر ہو گا اور سب سے پہلے لوگوں کے درمیان عدل خداوند تعالی کو ظاہر کرے گا۔"

"کما قد رویناعن ابی الحسن الرضا
وفی کنز علم الحرف اضحی محصلا"

"جیسا کہ ہم نے ابوالحسن رضاؑ سے روایت کی ہے کہ علم الحروف کے خزانوں سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔"

صاحب ینابیع نے مذکورہ بالا شاعر کے مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

"ویخرج حرف المیم من بعد شینہ
بمکۃ نحو البیت بالنصر قد علا"

"مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کی جانب حرف شین کے بعد حرف میم خارج ہو گا جو نصرت کی بنا پر عروج و عظمت پائے گا۔"

"فھذا ھوالمھدی بالحق ظاھر
سیاتی من الرحمن للحق مرسلا"

"پس یہی وہ مہدی ہے کہ جو حق کے ساتھ ظاہر ہو گا اور پروردگار کی جانب سے اقامہ حق کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

"ویملا کل الارض بالعدل رحمۃ
ویمحو ظلام الشرک والجور اولا"

"اپنی رحمت کی بنا پر تمام کرہ ارض کو عدل سے پر کر دے گا اور تمام شرک و ظلم کی تاریکیوں کو مٹا دے گا۔"

"ولایتہ بالامر من عند ربہ
خلیفۃ خیر الرسل من عالم العلا"

"اسکی ولایت پروردگار کی جانب سے امر کے ہمراہ ہوتی ہے وہ بہترین

رسولؐ کا خلیفہ ہے جس کو عالم بالا سے یہ خلعت عطا ہوئی ہے۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۶۸ پر شیخ صدر الدین قونوی کے چند اشعار جناب امام مہدیؑ کی شان میں موجود ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔

"یقوم بامر اللہ فی الارض ظاھرا
علی رغم شیطانین یمحق للکفر"

"امر خدا کی بنا پر زمین پر قیام کرے گا اور شیاطین کو ذلیل و خوار کرتے ہوئے کفر کو مٹا دے گا۔"

"علی یدہ محق اللئام جمیعھم
بسیف قوی المتن عنک ان تدری"

اسی کے ہاتھوں اس تیز دھار شمشیر کے ذریعے تمام لئیم و ظالم انسان نابود ہوں گے۔ کاش تم سمجھ سکتے کہ ۔۔۔۔

"حقیقۃ ذاک السیف و لقائم الذی
تعین للدین القویم علی الامر"

اس تلوار اور اس قائم کی حقیقت کہ جو دین کو استحکام اور عظمت دے گا۔

"یفیض علی الاکوان ماقد افاضہ
علیہ الہ العرش فی ازل الدھر"

وہ تمام موجودات کو اپنے وجود سے اسی طرح فیض یاب کرے گا۔ جس طرح کہ خداوند تعالیٰ نے روز ازل سے اس پر اپنا فیض جاری کیا ہے۔

صفحہ ۴۷۴ پر رقوم ہے۔

بعض شافعی حضرات نے اپنے مشہور قصیدہ والیہ میں یہ اشعار کہے ہیں۔

"وسائلی عن حب اھل البیت ھل
أسرا اعلانا بھم ام اجحد"

اے شخص تو مجھ سے حب اہل بیت کے بارے میں سوال کرتا ہے کہ میں کھلے عام ان سے محبت رکھتا ہوں۔

"واللہ مخلوط بلحمی ودمی
حبّھم ھم الھدی والرشد"

خدا کی قسم! انکی محبت میرے گوشت و خون میں سرایت کر گئی ہے اور وہی ہدایت و ارشاد کا پیکر ہیں۔

"حیدرۃ والحسنان بعدہ
ثم علی وابنہ محمد"

"حیدر، حسنین، علی اور علی کا بیٹا محمد"

"وجعفر الصادق وابن جعفر
موسی و یتلوہ علی السند"

"اور جعفر صادق انکا بیٹا موسیٰ جسکے بعد علی رضا ہے جو ہمارا محور و آسرا ہے۔"

"اعنی الرضا ثم ابنہ محمد
ثم علی وابنہ المسدد"

"یعنی علی رضا اور انکا فرزند محمد پھر علی اور ان کا فرزند"

"والحسن التالی و یتلوتلوہ

محمد بن الحسن المجد"

"اور بعد میں حسن عسکری ہیں جن کے بعد ان کا فرزند محمد بن الحسن ہے۔"

"فانهم ائمتی وسادتی
وان لحانی معشر و فندوا"

"اور یہی افراد میرے امام اور مولا ہیں اگرچہ کوئی گروہ مجھے کتنا ہی غلط جانے اور مجھے اور میرے اس کام کو خطا کہے۔"

"ائمه اکرم بهم ائمة
اسماؤهم مسرودة تطرد"

"ایسے ائمہ کہ جن کا احترام تم امام ہونے کے ناطے سے کرو نیز ان کے اسماء گرامی (کتب میں) معین و ترتیب وار موجود ہیں۔"

"هم حجج الله علی عباده
وهم الیه منهج و مقصد"

"یہی بندگان خدا پر خدا کی حجت ہیں اور خدا تک پہنچنے کا راستہ یہی لوگ ہیں۔"

"هم النهار صوم لربهم
وفی الدیاجی رکع و سجد"

"یہ لوگ دن کو پروردگار کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھتے ہیں اور تاریک راتوں میں رکوع و سجود کی حالت میں محو عبادت ہیں۔"

"قوم لهم مکة والابطح

والخيف وجمع والبقيع الفرقد "

"یہ ایسا خاندان ہے کہ جو مکہ وادی ابطح ' خیف میں ہیں اور ان میں سے بعض بقیع میں موجود ہیں۔"

"قوم منى والمشعران لهم
المروتان لهم والمسجد"

"ایسے لوگ ہیں کہ منیٰ ' مشعر' مسجد الحرام اور صفا و مروہ انہی کے لئے ہے۔"

"قوم لهم في كل ارض مشهد
لابل لهم في كل قلب مشهد "

"ایسے افراد ہیں کہ جن کے روضے ہر سرزمین بلکہ ہر دل میں موجود ہیں۔"

(تمام ہوا اقتباس از ینابیع المودۃ)

محمد بن طلحہ اپنی کتاب مطالب السئول میں رقمطراز ہیں۔

"اب بارہواں باب امام ابو القاسم محمد بن الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع ابن علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد بن الباقر بن علی زین العابدین بن حسین الزکی بن علی المرتضیٰ امیر المومنین بن ابی طالب یعنی مہدی ' حجت خلف صالح المنتظر (علیہم السلام و رحمۃ اللہ برکاتہ) کے بارے میں ہے۔"

"فهذا الخلف الحجة قد ايده الله "

"یہی ہے خلف حجت کہ جس کی خدا نے تائید فرمائی ہے۔"

"هداہ منہج الحق واتاہ سجایاہ"

"راہ حق کی اسکو ہدایت دی اور اس کو خصوصیات و خوبیاں عطا کیں۔"

"واعلی فی ذری العلیا بالتایید مرقاہ"

"اسکو مراتب تک بلندی عطا کی نیز اس تائید کے ذریعے وہ آخری مراتب تک جا پہنچا۔"

"واتاہ حلی فضل عظیم فتحلاہ"

"ایک عظیم فضیلت سے اسکو آراستہ کیا جس کی بدولت آپؑ کی ذات باکمال ہو گئی۔"

"وقد قال رسول اللہ قولا قد رویناہ"

"اور رسول اللہؐ نے وہ بات فرمائی کہ جس کو ہم نے بھی نقل کیا ہے۔"

"وذوالعلم بماقال اذا ادرک معناہ"

"اور صاحب علم ہو جاؤ گے اگر اس چیز کے معنی سمجھ لو جو انہوں نے کہی ہے۔"

"یری الاخبار فی المہدی قد جائت بسیماہ"

"ایسی روایات کو دیکھے گا انسان کہ جس میں حضرت مہدیؑ کا حلیہ تفصیلا بتایا گیا ہے۔"

"وقد ابداہ بالنسبہ والوصف و سماہ"

"ان کے اوصاف، حسب نسب اور ظاہری شمائل سب ہی کچھ روشن کئے ہیں۔"

"ویکفی قولہ منی لاشراق محیاہ"

"اور رسول اللہؐ کی یہی حدیث حضرت مہدیؑ کے چہرے کو روشن و واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔"

"ومن بضعته الزهراء مرساه و مسراه"

"اور حضرت مہدیؑ رسول اللہؐ کی جان کے حصے اور ٹکڑے یعنی حضرت فاطمہ الزہراؑ کی نسل سے ہیں۔"

"ولن يبلغ ما اوتيه امثال واشباه"

"اور جو منزلت و مرتبہ خدا نے حضرت مہدیؑ کو دیا ہے کوئی بھی اسکی مانند و مثل مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"فمن قالوا هوالمهدی ما مانوا بما فاهوا"

"اب جس نے یہ کہا کہ مہدی در حقیقت یہی شخص ہے تو وہ اپنی اس بات کے ذریعے کسی خطا کا مرتکب نہیں ہوا ہے۔"

نیز اسکے علاوہ فارسی و عربی کے دیگر متعدد اشعار ہیں کہ جو ہر محقق کو ڈھونڈنے سے مل جائیں گے۔ صاحب ینابیع المودۃ نے ان میں سے بہت سے اشعار کو اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ انہی میں سے شیخ احمد جامی، شیخ عطار نیشاپوری اور شیخ جلال الدین رومی کے علاوہ دیگر متعدد شعراء نے بھی اشعار کہے ہیں۔ لیکن جتنے بھی اشعار ہم نے یہاں نقل کیے ہیں وہی تعداد بھی کافی ہے۔

فصل دوم

مہدیؑ عرب سے ہیں

حضرت مہدیؑ کا عرب اور رسول اللہؐ کی امت سے ہونا اسکے علاوہ آپؑ (مہدی) کے عظیم الشان گھرانے اور عالی نسب خاندان کا تعین۔

مہدیؑ عرب سے ہیں

عقد الدرر کی فصل اول' باب چہارم میں ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب "الفتن" سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا :

"بنی عباس کی مملکت ایسی ہوگی کہ اگر ترک' اہل ہند اور اہل سندھ بھی اس کو تباہ و برباد کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں گے۔ اور بنو عباس اسی طرح عیش و عشرت میں ڈوبے رہیں گے۔ یہاں تک کہ خدا ان پر ایک سواری کو اس مقام سے مسلط کرے گا جہاں سے ان کی مملکت کی ابتداء ہوتی ہے۔ جس شہر سے بھی یہ سواری گزرے گی اس کو فتح کرکے رہے گی' جو پرچم بھی اس کے سامنے (یعنی مخالفت میں) لہرایا جائے گا' سرنگوں ہو کر رہے گا۔ کوئی نعمت ایسی نہ ہوگی جس کو یہ تباہ و برباد نہ کرے۔ جو اس سے دشمنی رکھے گا تباہی و بربادی اس کا مقدر ہوگی۔

ان فتوحات کا سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ لوگ ان فتوحات کو ایک مرد عربی کے حوالے کریں گے جو حق کی سربلندی اور اس پر عمل کے لئے قیام کرے گا۔"

کلام مصنف : اس حدیث سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ مرد عربی سے مراد مہدی منتظرؑ ہی ہیں کہ جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے۔ اس بات کی دلیل وہ الفاظ ہیں کہ جو عقد الدرر کی مذکورہ بالا فصل میں امام ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے اپنی کتاب "الفتن" میں اور انہوں نے ابو قبیل سے نقل کئے ہیں کہ :

"لوگ بنو عباس کی سلطنت کے خاتمے تک اسی طرح آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ اور جب ان کی مملکت کا خاتمہ ہو جائے گا تو فتنوں اور حوادث میں ان کی زندگی گزرے گی یہاں تک کہ مہدی علیہ السلام قیام فرمائیں۔"

تاریخ اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ ہلاکو خان کے قیام سے اب تک سرزمین مشرق کو سکون نصیب ہوا' نہ ہی فتنہ و فساد ختم ہوئے۔ اسکے علاوہ امراء اور سربراہان مملکت کے درمیان اختلافات جوں کے توں ہی رہے۔ پس حدیث کا یہ جملہ کہ "ایک مرد عربی کے حوالے کریں گے۔" گویا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مذکورہ حوادث' اختلافات' حوادث روزگار اور فتنہ و فساد سب کے سب ہلاکو خان کے قیام کا لازمہ اور اثرات میں سے ہیں' نیز ظہور حضرت مہدیؑ تک قائم و دائم رہیں گے۔

ادھر دوسری طرف کیونکہ سرزمین مشرق میں برپا یہ فتنہ و فساد امام مہدیؑ کے

غالب آجانے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے' اسکے علاوہ آپؑ کی دعوت حق اور ممالک پر غلبہ حاصل کرنے پر تقدم زمانی بھی رکھتا ہے' نیز ہلاکو خان کے لوازم اور نتائج سے بھی ہے لہٰذا ہم ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ فتوحات اور قابو پا لینے کا امر آپ علیہ السلام کے حوالے کیا گیا ہے۔

اب رہا حضرت مہدی منتظرؑ کا عرب سے ہونا تو اس کی نشاندہی (جیسا کہ بعد میں واضح ہو گا انشاءاللہ) روایات مستفیضہ کرتی ہیں' اور جن میں آپؑ کے گھرانے اور خاندان کے بارے میں بتلایا گیا ہے۔ راغب اصفہانی اپنی کتاب "مفردات" میں لکھتے ہیں کہ :

"عرب حضرت اسمٰعیل کی نسل سے ہیں اور اعراب اصل میں عرب کی جمع ہے اور بعد میں بادیہ نشینوں کو اعراب کہا جانے لگا۔"

سبائک الذھب کے باب دوم صفحہ ۴ پر درج ہے کہ :

"یہ جان لو کہ جس کو عرب کہا جائے وہ شہری اور جس کو اعراب کہا جائے تو وہ بادیہ نشین ہے اور عرب زبان دونوں کے لئے کلمہ عرب استعمال کرتے ہیں۔"

جوھری اپنی کتاب صحاح میں لکھتے ہیں کہ :

"وہ قوم کہ جو شہروں میں زندگی گزارے عرب کہلاتی ہے اور عربی' عرب سے منسوب ہے اور اعرابی' اعراب سے منسوب ہے۔۱ اور عرف عام میں کلمہ عرب کو دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔"

تقریباً یہی بات قاموس میں بھی مرقوم ہے۔

۱۔ جیسے پاکستان سے پاکستانی' پس پاکستانی' پاکستان سے منسوب ہے۔

صاحب العبران نے ذکر کیا ہے کہ :

"لفظ عرب 'اعرابی سے نکلا ہے' جس کے معنی "بیان کرنے" کے ہیں۔ اور یہ معنی عربی کے اس جملے سے اخذ کئے گئے ہیں کہ جب کہا جائے "اعرب الرجل عن حاجتہ" یعنی اس شخص نے اپنی ضرورت کو صاف صاف فصاحت کے ساتھ بیان کیا۔ یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے کہ جب کوئی شخص واضح اور فصیح انداز سے بات کرے۔ عربوں کو عرب اس لئے کہا جاتا ہے کہ اکثر و بیشتر ان کے یہاں فصاحت 'بلاغت اور وضاحت کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے۔ اب عربوں کے علاوہ جتنی بھی قومیں ہیں تو وہ اعجمی کہلائیں گی۔ چاہے فارسی' ترکی' رومی یا فرنگی وغیرہ ہی کیوں نہ ہوں اور عوام الناس کا یہ خیال قطعاً غلط ہے جس کے مطابق وہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اعجمی صرف فارسی زبان والوں کو ہی کہا جاتا ہے۔ بلکہ اہل مغرب (مراکش 'الجزائر' اندلس) کے باسی تو آج تک اعجم کے لفظ کو اہل روم و فرنگ اور ان کے قرب و جوار میں بسنے والی اقوام کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

اب رہی بات کلمہ "اعجم" کی تو یہ اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو فصاحت کے ساتھ کلام نہ کر سکے' اگرچہ عرب ہی کیوں نہ ہو۔" (تمام ہوا کلام صاحب العبران)

حضرت مہدیؑ اسی امت (امتِ مرحومہ) سے ہیں

ترمذی اپنی کتاب "صحیح" کے صفحہ ۲۷۰ پر ابو سعید خدری سے نقل کرتے

ہیں کہ :

"ہمیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوگا' اس لئے ہم نے آپؐ سے سوال کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ یقیناً میری امت میں سے مہدی ہے کہ جو خروج کرے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ہدی الاسلام کے تیسرے سال کے شمارہ نمبر۲۵ میں ابن ماجہ سے اور وہ ابو سعید خدری سے رسول اللہؐ سے اسی طرح کی حدیث روایت کرتے ہیں۔

عقد الدرر باب اول میں ابو مسلم' عبدالرحمٰن بن عوف سے اور وہ اپنے والد سے رسول اللہؐ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"یقیناً خدا میری امت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرکے رہے گا' پھر فرمایاکہ زمین کو عدل سے بھردے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسکے علاوہ عقد الدرر باب سوم میں حافظ ابو نعیم سے خود انکی اپنی کتاب صفۃ المہدی سے اور اس میں ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"مہدی ہم اہل بیت میں سے ایک شخص ہے کہ جو میری امت سے ہوگا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

الفصول المہمۃ میں ابو داؤد اور ترمذی سے اور ان دونوں نے عبداللہ بن مسعود سے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی خدا اس دن کو اسقدر طولانی کرے گا۔ یہاں تک کہ خدا میری امت اور میرے

اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو ظاہر کرے گا جو میرا ہم نام ہو گا۔

(حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ کے صفحہ ۴۳۴ پر کتاب جواہر العقدین سے اور اسمیں ابو سعید خدری سے اور وہ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

''مہدی میری امت میں سے ہو گا۔'' (حدیث ملاحظہ کریں)

ابو عبداللہ نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن میں رسول اللہؐ کی ایک حدیث ہشام بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

''مہدی اسی امت میں سے ہے اور وہی ہے کہ جو عیسیٰ بن مریم کی امامت کرے گا۔'' (حدیث ملاحظہ کریں)

راغب اپنی کتاب مفردات میں لکھتے ہیں کہ :

''امت یعنی ہر وہ جماعت جو کسی قدر مشترک کی وجہ سے آپس میں منسلک ہو خواہ وہ قدر مشترک ان افراد کا دین، ان کا زمان یا مکان ہو، خواہ کسی بیرونی طاقت کے دباؤ سے وجود میں آئی ہو یا اپنے اختیار سے، اور امت کی جمع امم ہے۔'' (تمام ہوا کلام راغب)

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر نبی کے پیروکاروں اور اسکے دین کے ماننے والوں کو، اس نبی کی امت کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ افراد کہ جو اس نبی کے دور میں موجود تو تھے مگر پیروی نہ کرتے تھے تو یہ لوگ امت میں شامل نہیں۔

پس امت اسلامیہ میں اس شخص کو شامل کیا جائے گا جو دین اسلام پر قائم ہو اور ان تمام چیزوں پر ایمان رکھتا ہو جو رسول اللہؐ اپنے ہمراہ لائے۔ اب چاہے آپؐ کی صحبت سے شرفیاب ہو سکا ہو یا نہ ہو سکا ہو۔ آپؐ کے دور کو پا سکا ہو یا نہ

پا سکا ہو اور کسی بھی حسب نسب ' قوم ' ملک ' زبان یا زمانے سے تعلق رکھتا ہو۔ (معیار صرف اور صرف دین کی پیروی اور ایمان لاتا ہے)

کلام مصنفؒ : جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ احادیث میں موجود کلمہ "المهدی" میں "ال" (الف لام) عہد کے لئے ہے۔ اور عربی قواعد میں عہد کے معنی یہ ہیں کہ احادیث میں موجود کلمہ "مہدی" اسی مہدی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جس کا ذکر مبارک آسمانی کتب میں آیا ہے اور تمام انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو آپ کی بشارت بھی دی ہے۔ لہذا وہی مہدی ' اسی امت مرحومہ میں سے ہیں کسی اور امت سے نہیں۔

لہذا اس امت کا بجا طور سے یہ حق ہے کہ اس فضیلت کے عطا ہونے پر فخر وانبساط سے پھولے نہ سمائے۔

البتہ شاذ و نادر اور غیر قابل اعتبار روایات (کہ جو چند ایک ہی ہیں) میں یہ بھی ملتا ہے کہ مہدی ' حضرت عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی اور نہیں۔

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۸ پر راقم ہیں کہ ' ابن ماجہ اور حاکم نیشاپوری نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"تمام امور کی سختی اور صعوبت بڑھتی چلی جائے گی ' دنیا آنکھیں پھیر لے گی ' لوگوں میں بجز بخل ' کنجوسی کے کسی چیز کا اضافہ نہ ہو گا ' قیامت سوائے بدکار لوگوں کے کسی پر نہ آئے گی اور مہدی عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی نہ ہو گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ابن حجرؒ حاکم نیشاپوری کے ایک جملے کو نقل کرتے ہیں جس میں حاکم نے خود کہا ہے کہ :

"میں نے اس حدیث کو نہایت تعجب اور حیرت کے عالم میں نقل کیا ہے
کسی استدلال اور دلیل کے قائم کرنے کے لئے نہیں۔"۱

بیہقی کا کہنا ہے کہ صرف محمد بن خالد وہ واحد شخص ہے کہ جس نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

حاکم نیشاپوری نے یہ کہا کہ محمد بن خالد مجہول راوی ہے۔۲ اور اس روایت کی اسناد میں بھی اختلاف ہے۔

نسائی نے تو اس بات کا کھلے الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ اس کی حدیث منکر (یعنی غیر قابل قبول) ہے۔

دائرۃ المعارف جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۵ پر مذکورہ حدیث کو ابن ماجہ سے نقل کیا گیا ہے اور پھر امام قرطبی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ :

"مذکورہ بالا حدیث کی یہ بات (کہ عیسیٰ بن مریمؑ ہی مہدی ہیں) گزشتہ احادیث کے معنی سے تضاد نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس بات سے حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کی تعظیم کرنا بھی مراد ہو سکتی ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی عصمت اور کمال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی مہدی ہیں۔

۱۔ یعنی حاکم کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ احادیث میں ایسی عجیب اور حقیقت سے دور احادیث بھی نقل ہوئی ہیں کہ جو غیر معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سے دور بھی ہیں۔

۲۔ یعنی نہ تو کسی نے اس کی اچھائی اور وثاقت کی گواہی دی ہے اور نہ ہی برائی کو بیان کیا ہے۔

"کہ جو حضرت مہدیؑ کے وجود سے تضاد نہیں رکھتی، بالکل ایسے جیسے کہا جاتا ہے کہ "لا فتی الا علی" (بجز علی کے کوئی جوانمرد نہیں سا)

اور ہماری اس بات کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ مہدی میرے اہل بیت سے ہے۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا اور عیسیٰ کے ساتھ خروج کرے گا اور اس کی دجال کے قتل میں، فلسطین کے باب لد کے مقام پر مدد کرے گا۔ اس امت کی امامت کرے گا اور حضرت عیسیٰ بن مریم اس کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔"

عقد الدرر کے دیباچہ میں مرقوم ہے کہ:

"کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ پاک و پاکیزہ حضرت مریمؑ کے فرزند عیسیٰؑ کے علاوہ کوئی اور مہدی نہیں۔ اگر ایسے لوگ سرے سے حضرت مہدیؑ کے ظہور کے منکر ہیں، تو ان کا یہ خیال کسی توجہ کا مستحق ہے اور نہ بحث کے لائق۔ کیونکہ انکی اس بات کی کوئی قابل توجہ اور معتبر دلیل نہیں۔

اب رہ گئے وہ لوگ جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے علاوہ کوئی اور مہدی نہیں ہے اور ایسی حدیث کے صحیح ہونے پر اصرار کرتے ہوئے ڈٹے رہتے ہیں تو اس کی وجہ تعصب اشتباہ یا مغالطہ کے علاوہ کچھ اور نہیں چاہے یہ حدیث کتنی ہی زبان زد عام و خاص رہی ہو۔

سا کوئی جوان مرد نہیں ہے بجز علی بن ابی طالب کے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے علاوہ تمام افراد (اگرچہ جوان سال ہوں) بوڑھے ہیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جوان مردی اور عزم و استقلال کا اتم و احسن مصداق "علی علیہ السلام" ہیں۔

اسکے علاوہ جب مذکورہ روایت' علمائے حدیث کے کہنے کے مطابق قابل توجہ ہی نہیں تو ہم کیونکر اس حدیث کو صحیح و معتبر مانیں۔ اور اگر کوئی مذکورہ حدیث کی سند میں دقت نظر سے تفکر کرے تو نہ اس حدیث کو استدلال کے لائق پائے گا نہ احتجاج کے قابل۔"

امام ابو عبدالرحمٰن نے تو اس حدیث کے منکر (ناقابل قبول) ہونے کی تصریح کی ہے۔ اور ان کا یہ کلام عین قرین قیاس ہے کیونکہ اس حدیث کی سند کو محمد بن خالد جندی کے دائرمدار دیکھتے ہیں۔[۱]

امام ابوالفرج بن جوزی اپنی کتاب "علل متناھیہ" میں اس حدیث کے ضعیف ہونے کے بارے میں حافظ ابوبکر بیہقی کے کلام کو نقل کرتے ہوئے' لکھتے ہیں کہ :

"مذکورہ حدیث کی سند' آخری مرحلہ میں جندی کی طرف پلٹتی ہے جو مجہول ہے۔
ابان بن عیاش نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' لیکن وہ (ابان) متروک اور ناقابل قبول راوی ہے۔
ایک اور راوی حسن ہے کہ جس نے اس حدیث کو رسول اللہ سے نقل کیا ہے لیکن سند کے تمام راویوں کا ذکر نہیں کیا اور حدیث کے سلسلے کو رسول اللہ تک نہیں پہنچایا۔"

بیہقی نے اپنے استاد' حاکم نیشاپوری سے حکایت کی ہے اور حاکم

۱۔ یعنی اس حدیث کو جس نے بھی نقل کیا ہے' محمد بن خالد جندی سے نقل کیا ہے' اور مذکورہ راوی مجہول ہے جس کی بناء پر روایت اپنی قوت پر باقی نہیں رہتی۔

نیشاپوری کا کلام علم حدیث اور راویوں کے احوال کے بارے میں حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ :

"جندی مجہول ہے اور ابن عیاش متروک۔ لہٰذا مذکورہ حدیث اس طرح کی سند کے ساتھ "منقطع" کہی جائے گی۔" (منقطع یعنی وہ حدیث جس کے راویوں کا ذکر نہ کیا گیا ہو)

اسکے علاوہ علمائے حدیث نے امام مہدیؑ کے حق میں اتنی زیادہ روایات کا ذکر کیا ہے کہ جن کی کثرت ڈھکی چھپی نہیں اور تمام احادیث آپؑ کے نام کا صراحت سے ذکر کرتی ہیں۔

اور یہی تمام امور 'وہ واضح دلائل ہیں کہ جن کی بنیاد پر ہم ان تمام احادیث کو اس ایک منکر اور متروک حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ یقیناً یہ بات اس شخص کے لئے روشن ہے جو مذکورہ بالا حدیث کی سند کے حال زار سے واقف ہے۔

اسکے علاوہ کچھ اور احادیث ہمارے دعوے کی ہم معنی اور موافق احادیث کو قوت واستحکام بھی بخشتی ہیں۔

امام حافظ ابو عبداللہ حاکم نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مستدرک میں اس حدیث پر مضبوط اور مستحکم انداز سے قلم اٹھایا ہے اور حقیقت کے متلاشی کے لئے ان کثیر روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے مذکورہ روایت پر ترجیح اور فوقیت بھی دی ہے۔ اس حدیث کی سند کے نقص اور صاحب فہم شخص کے لئے روایت کے ضعف کو بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ :

"میں نے اس حدیث کا 'جس طرح سے بھی یہ مجھ تک پہنچی اس طرح سے ذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس حدیث کو نقل کرنے سے میرا مقصد '

استدلال و احتجاج کرنا نہیں بلکہ احادیث کے درمیان اس عجیب و غریب اور حقیقت سے دور حدیث کی موجودگی پر اظہار تعجب ہے۔ اور یہی بات اس حدیث کے شدید ضعف کو ظاہر کرتی ہے۔"

اسکے بعد کہا ہے کہ اس حدیث سے بہتر سفیان ثوری اور شعبہ و زائدہ اور دیگر لوگوں کی حدیث ہے اور پھر سفیان کی حدیث کا ذکر کیا ہے جس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ :

"اس کا نام میرے نام سے مشابہ ہے۔" (یعنی ہم نام)

اور پھر جید علماء کی یہ بات نقل کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ : نام کی مشابہت کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہؐ اور حضرت مہدیؑ ہم نام ہیں۔

انصاف کی نگاہ سے اس کلام پر غور کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی جیسا کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ جناب فاطمہ الزہراؑ کی نسل سے ہیں نہ کہ جناب مریمؑ کے فرزند۔ لہٰذا جناب عیسٰی بن مریمؑ کے علاوہ ایک اور شخصیت ہیں۔

بالفرض محال اگر اس حدیث کو صحیح مان بھی لیا جائے، تب بھی اس حدیث کی تاویل ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہمیں ان ڈھیروں احادیث صحیحہ اور معتبرہ کے اسقاط کی جو اس ایک حدیث سے متضاد و متعارض ہیں، کوئی معقول راہ دکھائی نہیں دیتی۔

ہمارے خیال میں شاید مذکورہ حدیث کی تاویل بھی "لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد"۱؎ کی طرح ہو۔ کیوں کہ دونوں حدیثوں کے

۱؎ حدیث نبویؐ۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز، بجز مسجد کے کہیں نہیں۔

الفاظ ملتے جلتے ہیں نیز اس انداز کی احادیث لاتعداد ہیں۔۔ ایسی احادیث میں کسی امر کی سرے سے نفی اور انکار مقصود نہیں بلکہ اس نفی کے بمقابل امر کی شدید ترجیح اور فوقیت کی طرف اشارہ کرنا ہے' اس نفی کے پس پردہ کوئی اور معنی مراد ہیں۔

نیز مذکورہ تاویل کے علاوہ کوئی اور تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ (تمام ہوا کلام حاکم' والحمدللہ)

صاحب ینابیع المودۃ اپنی کتاب کے صفحہ ۴۳۴ پر راقم ہیں کہ محمد بن خالد کا مذکورہ حدیث (کوئی نہیں بجز عیسیٰ بن مریم کے) کو گھڑنا چند امور کی مدد سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔

۱) اگر مذکورہ حدیث صحیح اور سچی ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ ظلم و جور کہ جو یزید اور حجاج کے زمانے میں برپا تھا اور دنیا میں خیر و صلاح نام کی کوئی چیز باقی نہ رہ گئی تھی اب تک باقی رہتا۔ لیکن بحمداللہ ان دونوں کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز اور باقی عباسی خلفاء کے زمانے سے اب تک خیر و صلاح قائم و دائم ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت مہدی کی ذات مبارک کی طرف قرآن مجید میں' بے شمار آیات کے ضمن میں اشارہ کیا ہے۔ پس جس طرح ہمارے رسولؐ سے پہلے کے انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور امام مہدی کے ظہور کی عظیم الشان بشارت سے نوازا۔ ان انبیاء کی بشارتیں مشرق الاکوان میں مذکور ہیں۔ (تمام ہوا ینابیع المودۃ)

۱۔ ایک تو یہی حدیث نبوی اور دوسری "لا مھدی الا عیسی ابن مریم" بجز عیسیٰ بن مریم کے اور کوئی مہدی نہیں۔

اب علمائے اسلام نے جو جوابات محمد بن خالد کی مذکورہ حدیث کے بارے میں دیئے ہیں ان سے مندرجہ ذیل نتائج و نکات اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

۱) یہ حدیث جعلی اور من گھڑت ہے۔

۲) حدیث منکر اور ضعیف ہے۔

۳) اس حدیث کی تاویل کرتے ہوئے' ظاہری معنی کے علاوہ کسی اور معنی پر عمل کیا جانا چاہئے۔

۴) یہ حدیث احادیث متواترہ سے متعارض اور متضاد ہے۔

ایک اور بات جو کہی جا سکتی ہے کہ احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ظہور حضرت مہدیؑ اور آسمان سے حضرت عیسیٰؑ کا نزول ایک دوسرے کا لازم و ملزوم ہیں۔ جو ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ پس اگر ذرا دقت نظر اور باریک بینی سے ایک کا تصور کریں تو دوسرے کا تصور خود بخود ذہن میں آئے گا۔ گویا دونوں ایک شخصیت کی طرح ہیں۔

پس یہ بات بھی کہہ سکتے ہیں کہ روایت میں کچھ کلمات محذوف ہو گئے' مثلاً حدیث اسطرح رہی ہو کہ :

"مہدی نہ ہو گا' بجز اسکے کہ حضرت عیسیٰ بھی آپ کے ساتھ ہوں۔"

جس طرح کہ روایات مستفیضہ حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی کی معیت کو بتاتی ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ کا نزول اور وجود' حضرت مہدی کے دعوے کی سچائی کی چند علامتوں میں سے ایک ہے۔

حضرت مہدیؑ کنانہ میں سے ہیں

عقد الدرر کے باب اول میں امام ابو عمر عثمان بن سعید المقری کی کتاب سنن سے اور وہ قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ آیا مہدی کی کوئی حقیقت بھی ہے؟ تو سعید نے جواب دیا۔ بالکل ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ وہ (مہدی) کس سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کنانہ سے۔ میں نے پوچھا کنانہ میں کس شاخ سے؟ انہوں نے جواب دیا قریش ہے۔ پھر قریش میں کس شاخ سے؟ انہوں نے جواب دیا بنی ہاشم سے۔

پھر میں نے پوچھا کس کی نسل سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت فاطمہؑ کی نسل سے۔

کلام مصنف : کنانہ کا شجرہ یہ ہے۔

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان سبائک الذھب میں مرقوم ہے۔

بنو کنانہ، مضر کی نسل سے ہیں۔ کنانہ کے ایک فرزند تو نضر ہیں کہ جن کی نسل سے رسول اکرمؐ ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں کہ جن سے رسول اکرمؐ کی نسل کا کوئی تعلق نہیں، اور وہ ہیں مالک، ملکان، حارث، عمرو، عامر سعد، غنم، عوف، مخرمہ، جرول، جدال اور عزوان۔

ابو عبیدہ کا کہنا ہے کہ یہ لوگ یمن میں رہتے ہیں۔ اور کتاب العبر میں مرقوم ہے کہ ان کے گھر مکے منورہ کے اطراف میں ہیں۔ (تمام ہوا کلام سبائک الذھب)

مہدی قریش سے ہیں

عقد الدرر کے باب اول میں امام ابو عبداللہ نعیم بن حماد اور وہ وائل سے اور وہ قتادہ اور امام ابو الحسین احمد بن جعفر المناوی سے نقل کرتے ہیں کہ :

"قتادہ نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ :
آیا مہدی کی کوئی حقیقت ہے؟ سعید نے جواب دیا بالکل ہے۔
پوچھا کس سے ہیں؟ جواب دیا قریش سے۔
قتادہ نے پوچھا قریش کی کونسی شاخ سے؟ جواب دیا بنو ہاشم سے۔
پوچھا کونسے بنو ہاشم؟ جواب دیا عبد المطلب کی نسل سے۔
پوچھا عبد المطلب کی کونسی اولاد ہے؟ جواب دیا فاطمہؑ کی نسل سے۔
پوچھا فاطمہ کے کونسے بیٹے سے؟
تو اس مقام پر سعید نے کہا کہ تمہارے لئے یہاں تک جو جوابات دیئے وہی کافی ہیں۔"

ایضاً عقد الدرر کے باب ہفتم میں حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد سے انکی کتاب "الفتن" اور اس میں اسحق بن یحییٰ بن طلحہ سے اور وہ طاؤس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے اپنے آخری وقت میں بیت المال کا الوداعی جائزہ لیا اور کہا کہ :

"خدا کی قسم! میں بیت المال کے خزانے اور اس میں جمع شدہ اسلحہ اور مال و دولت کو خدا کی راہ میں تقسیم کیے بغیر نہیں چھوڑ سکتا۔"

تو حضرت علیؑ نے انکے جواب میں کہا کہ :

"اے امیرالمومنین! رہنے دیجئے، آپ اس امر کے مالک نہیں۔ اس کا مالک تو صرف قریش کا وہ دلاور جوان ہے جو آخری زمانے میں اس مال و دولت کو خدا کی راہ میں تقسیم کرے گا۔"

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۹ پر ایک حدیث کا ذکر کرتے ہیں کہ جس کو احمد اور ماوردی نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا :

"بشارت ہو تم لوگوں کو مہدی کی جو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۸ پر بھی مندرجہ بالا حدیث کی طرح ایک حدیث موجود ہے۔

کلام مصنف : قریش نضر بن کنانہ کو کہا جاتا ہے۔

جامع اللطیف میں مرقوم ہے کہ :

"یہ بات جان لو کہ قریش کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ایک بحری جانور کے نام پر ہے جو قریش کہا جاتا ہے۔ اور یہ قبیلہ قریش کی اس حیوان سے شباہت کی بناء پر ہے کہ قریش نہایت مستحکم اور ناقابل تسخیر ہیں۔ کیونکہ یہ جانور ہر چیز کو ہڑپ کر جاتا ہے لیکن کوئی چیز اس کو اپنا لقمہ نہیں بنا سکتی۔ یہ ہر چیز پر غالب ہے لیکن کسی سے مغلوب نہیں۔"

اور مدارک میں اس حیوان کے بارے میں ہے کہ :

"یہ ایک عظیم الجثہ حیوان ہے کہ جو بڑی بڑی کشتیوں کو الٹا سکتا ہے اور صرف آگ کے ذریعے ہی قابو میں آتا ہے۔ اور کلمہ قریش کو اس

وزن پر تعظیم و تکریم[۵۱] کے لئے ڈھالا گیا ہے۔" (تمام ہوا کلام مدارک)

لھبی نے اپنے شعر میں کہا ہے :

"وقریش ھی التی تسکن البحر
وبھا سمیت قریش قریشا"

"اور قریش یہ وہ ہے کہ جو سمندر میں رہتی ہے اور اسی کے اوپر قریش کا نام رکھا گیا ہے۔

"تاکل الغث والسمین ولاتترک فیه
لذی الجناحین ریشا"

"بڑے اور چھوٹے تمام جانوروں کو اپنا لقمہ بنا لیتی ہے اور سمندر میں کسی بھی پرندے کے پروں تک کو نہیں چھوڑتی۔"

"ھکذا فی البلاد حتی قریش
یاکلون البلاد اکلا قشیشا"

"اسی طرح شہروں (خشکی میں) میں قریش ہیں کہ جو شہروں کو اس طرح اپنا لقمہ بنا لیتے ہیں جس طرح سانپ کی کھال کے رگڑ سے ایک آواز پیدا ہوتی ہے۔"

"ولھم آخرالزمان نبی
یکثر القتل فیھم والخموشا"

---

[۵۱] عربی زبان میں بھی اس وزن پر اگر کوئی کلمہ آئے تو اس سے تعظیم و تکریم مراد ہوتی ہے جیسے خود قریش کہ جو بروزن "زھیر" ہے۔

"اور انہی میں سے آخری زمانے میں ایک نبی ہے کہ جب قتل و مار کوٹ کی کثرت ہو جائیگی۔"

کلمہ "تقشیش" مصدر ہے۔ اور اسی سے "تقشت الحیہ" نکلا ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب سانپ کی کھال کی رگڑ سے آواز پیدا ہو۔

ایک وجہ تسمیہ کے مطابق' قریش بن مخلد بن غالب بن فہر کے نام پر قریش کو قریش کہا گیا ہے۔ یہ ان کے سالار قافلہ کا نام تھا۔ لہذا جب قافلہ کی آمد ہوتی تو کہا جاتا تھا کہ قریش کا قافلہ آگیا اور روانگی پر کہتے کہ قریش کا قافلہ روانہ ہو گیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "قصی" نے ان لوگوں کو دور دراز کے مقامات سے لا کر مکہ میں آباد کیا تھا' اور اسی لئے' جیسا کہ فضل بن عباس بن عتبہ کے شعر میں گزشتہ صفحات پر ذکر ہوا' ان کو (قصی کو) مجمع (جمع کرنے والا) بھی کہا جاتا تھا۔

فضل بن عباس ہی کا شعر ہے کہ :

"نحن کنا سکا نہا من قریش
و بنا سمیت قریش قریشا"

"قریش میں سے ہم ہی لوگ اس کے (مکہ کے) سکونت پذیر تھے۔ اور ہماری بنا پر قریش کو قریش کہا گیا ہے۔"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ "قصی" کا نام قریش بھی تھا اسی لئے ان کا نام بھی قریش پڑ گیا۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ان کا نام زید تھا۔ جیسا کہ قارئین کی نظر سے گزرا۔

ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ لوگ مختلف ساز و سامان کو فروخت کرکے تقرش کیا کرتے تھے۔ جسکے معنی کسب معاش کے ہیں۔

یہ بھی کہا گیا کہ نضر کو قریش بھی کہا جاتا تھا جس کی بناء پر قبیلے کا نام قریش پڑ گیا۔

مہدی بنی ہاشم میں سے ہیں

عقد الدرر باب اول میں مرقوم ہے کہ امام ابوالحسن احمد بن جعفر المنادی امام ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ قتادہ نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ :

"آیا مہدی کی کوئی حقیقت ہے؟ انہوں نے جواب دیا بالکل ہے۔

میں نے پوچھا کس کی نسل سے ہونگے؟ جواب دیا قریش سے۔

پوچھا قریش کی کونسی شاخ سے؟ جواب دیا بنی ہاشم سے۔

پوچھا بنی ہاشم کے کس گھرانے سے؟ جواب دیا عبدالمطلب کے یہاں سے۔

پوچھا عبدالمطلب کے کس فرزند سے؟ جواب دیا فاطمہ کی نسل سے۔

پوچھا فاطمہؑ کے کون سے فرزند سے؟ تو اس مقام پر سعید نے جواب دیا کہ تمہارے لئے یہی جوابات کافی ہیں۔ اب میں تمہیں ان کا شجرہ بتاتا ہوں وہ ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔"

کتاب جامع اللطیف میں لکھتے ہیں کہ :

"جناب ہاشم کا اصل نام عمرو العلیٰ تھا' ہاشم ان کو اس لئے کہا جانے لگا کہ وہ قحط اور غذائی قلت کے ایام میں اپنی قوم کے لئے "ثرید" ۱؎ تیار کرتے تھے۔ اور انہی کے بارے میں شاعر نے کہا ہے کہ :

"عمر والذی ھشم الثرید لقومہ
ورجال مکہ مسنتون عجاف"

"عمرو وہی تو ہے کہ جو اپنی قوم کے لئے ثرید تیار کرتا تھا جبکہ مکہ کے لوگ قحط اور خشک سالی کا شکار تھے۔

"اسکے علاوہ جناب ھاشم جود و سخا کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے یہاں تک کہ وحشی حیوانات اور پرندوں کے لئے بھی دانے پانی کا انتظام کرتے تھے۔ وہ اس طرح کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ان حیوانات کے لئے (انکی موزوں) غذا رکھ جاتے اور جب قحط سالی ہوتی تو آپ تمام لوگوں کے طعام کا بندوبست کرنے کے ساتھ ساتھ مکہ کے مخیر لوگوں کو حکم دیتے کہ جب تک باران رحمت نہ برسے آپ لوگ تمام فقراء و مساکین کے کھانے پینے کا انتظام کریں۔

اسکے علاوہ جناب ہاشم ہی نے قیصر روم کے پاس ایک وفد شام بھیج کر اور یمن کے امراء و سلاطین کی طرف اپنے بھائی مطلب کو بھیج کر' قریش کے لئے امان نامہ حاصل کیا اور پھر قریش کے تاجروں کو موسم گرما اور موسم سرما کی تجارت شروع کرنے کو کہا' جس کے بعد قریش نے موسم گرما میں شام اور موسم

۱؎ "ثرید" : شریف کا ہم وزن۔ شوربے میں روٹی کو توڑ کر بھگنے کے بعد کھایا جاتا ہے۔ جزیرہ نمائے عرب کے عمدہ کھانوں میں سے تھا۔

ھاشم : توڑنے والا "ھشم الثرید لقومہ فھو ھاشم" (المنجد)

سرما میں یمن کی جانب تجارتی قافلے لے جانے شروع کیے جس کے نتیجے میں ان کی تجارت نے ترقی اور معیشت نے بہتری پائی۔ اور خدا نے ہاشم کی برکت سے ان کے دلوں سے سفر اور قحط سالی کے خوف کا خاتمہ کر دیا۔

اور اب ابن عبد مناف کا تذکرہ، تو ان کو انکی خوبصورتی اور حسن کی بنا پر قمر بطحاء بھی (سرزمین بطحاء کا چاند) کہا جاتا تھا۔ اور آپ ہی تھے کہ جو اپنے والد قصی کی جگہ سردار بنے نیز حجاج کے پانی کا انتظام بھی آپ کی زیر نگرانی تھا ایک اور قول کے مطابق آپ کا نام مغیرہ بھی بتایا گیا ہے اور کنیت ابو عبد الشمس تھی۔

ابن قصی : آپ کا نام زید تھا اور یزید بھی نقل ہوا ہے چونکہ آپ اپنی والدہ فاطمہ بنی سعد کے ہمراہ جو بنی عذرہ سے تھیں، ایک دور دراز مقام پر چلے گئے تھے اور وہیں اپنے ماموؤں کے ساتھ پرورش پائی۔ چونکہ یہ مقام مکہ سے دور تھا اس لئے آپ کا نام قصی پڑ گیا جو قاصی سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنی بعید (دور) کے ہیں۔ اسکے علاوہ آپ کو مجمع (جمع کرنے والا) بھی کہا جاتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ جب آپ بڑے ہو گئے اور مکہ واپس لوٹے تو دور دراز کی وادیوں اور قریوں میں بکھرے ہوئے قریش کو جمع کر کے مکہ لائے اور قبیلہ خزاعہ کو مکہ سے خارج کر دیا۔ اسی لئے آپ کو مجمع بھی کہتے ہیں۔

اور انہی کے بارے میں فضل بن عباس بن ابو لھب نے کہا ہے کہ :

"ابوکم قصی کان یدعی مجمعا
به جمع الله القبائل من فهر"

"تم لوگوں کے والد قصی تھے کہ جن کو مجمع کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ وہ فہر کی

نسل سے تھے اور انہی کے سبب رب العزت نے قبائل کو جمع کر دیا۔"

حضرت مہدی اولاد عبد المطلب سے ہیں

عقد الدرر کے باب ہفتم میں اہل حدیث کے بعض علماء سے ایک حدیث منقول ہے جو ان علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کی ہے جیسے امام ابو عبداللہ بن ماجہ نے اپنی کتاب سنن میں، حافظ ابو القاسم طبرانی نے اپنی معجم میں، اور حافظ ابو نعیم اصفہانی وغیرہ نے یہ سب نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"ہم بنو عبد المطلب کی نسل سے سات افراد اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں (یعنی رسول اللہؐ)، میرا بھائی (علیؑ)، میرے چچا حمزہ، جعفر (ابن ابو طالب)، حسن، حسین اور مہدی۔" (حدیث تمام ہوئی)

کلام مصنف : جو روایت قتادہ نے سعید بن مسیب سے نقل کی ہے اور گزشتہ صفحات پر نقل ہوئی، وہ بھی مندرجہ بالا حدیث کے مضمون کی تائید کرتی ہے۔ الجامع اللطیف میں مرقوم ہے کہ :

"عبد المطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا۔ عامر بھی کہا گیا ہے۔ شیبۃ الحمد ان کو اس لئے کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کی کنیت آپ کے بیٹے حارث کی وجہ سے ابو حارث تھی۔ عبد المطلب آپ کو اس وجہ سے کہا گیا کہ جب آپ کے والد جناب ہاشم جو کہ مکہ میں تھے، پر موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بھائی مطلب سے آپ (عبد المطلب) کے بارے میں کہا کہ یثرب میں اپنے عبد کو ڈھونڈو۔ جس کے بعد آپ کا نام عبد المطلب پڑ گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو آپ کے چچا مطلب 'گھوڑے کی پشت پر اپنے ہمراہ سوار کر کے مکہ لائے' جب لوگوں نے آپ کے چچا سے آپ کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے' ان کی بوسیدہ اور ژولیدہ حالی سے شرم کے سبب' بجائے اپنا بھتیجا بتلانے کے' اپنا عبد یعنی غلام بتلایا' لیکن جب مکہ میں داخل ہونے کے بعد آپ دوبارہ شائستہ حالت میں آئے تو پھر لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ عبد نہیں بھتیجا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا رنگ گندمی تھا لہٰذا جب آپ اپنے چچا کے ہمراہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو کے آئے تو لوگوں نے آپ کو آپکے رنگ کی وجہ سے غلام سمجھا۔ اور کہا کہ مطلب اپنے عبد (غلام) کے ہمراہ آیا ہے۔ جس کے بعد یہ نام ہمیشہ کے لئے آپ سے مخصوص ہو گیا۔" (تمام ہوا کلام الجامع اللطیف)

حضرت مہدی اولاد ابو طالب سے ہیں

عقد الدرر فصل سوم باب چہارم میں سیف بن عمر سے روایت نقل ہے کہ انہوں نے کہا :

"ایک دن میں ابو جعفر منصور کے پاس بیٹھا تھا کہ اس نے معاً مجھ سے گفتگو کی ابتداء کرتے ہوئے کہا کہ اے سیف بن عمیرہ! یقیناً آسمان سے ایک منادی آل ابو طالب میں سے ایک شخص کو اس کا نام لے کر ضرور ندا دے گا۔

۱۔ سفر کی صعوبتیں گرد و خاک کے سبب۔

میں نے کہا : اے امیرالمومنین! آپ کے قربان جاؤں' اس حدیث کو آپ روایت کر رہے ہیں؟
جواب دیا : قسم ہے اس کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' میں نے خود اپنے ان کانوں سے بغور سنا۔
تو میں نے کہا کہ اس سے قبل میں نے کبھی یہ حدیث نہیں سنی۔ جس پر ابو جعفر منصور نے کہا کہ اے سیف! یہ بالکل سچی بات ہے' اور جب واقع ہو گی تو ہم سب سے زیادہ اس نداء کا جواب دینے کے حقدار ہیں۔ اور یہ نداء ہمارے چچازاد بھائیوں میں سے کسی ایک کی ہو گی۔
میں نے پوچھا : کیا (جناب) فاطمہؑ کی نسل سے ایک شخص کی نداء؟
جواب دیا : ہاں اے سیف! اگر میں نے اس حدیث کو ابو جعفر بن محمد بن علی سے نہ سنا ہوتا اور تمام کے تمام اہل زمین مجھ سے اس حدیث کو نقل کرتے۔" (تمام ہوا کلام منصور)

کلام مصنف : عقد الدرر میں[1] یہ روایت اسی طرح نقل ہوئی ہے۔

---

[1] کتاب عقد الدرر کے جس نسخے میں ہم نے دیکھا' اس میں "اگر" کا جواب موجود تھا۔ دراصل روایت کچھ یوں ہے "اگر میں نے اس حدیث کو ابو جعفر محمد بن علی ------- تب بھی میں اس کو نہ مانتا لیکن وہ ابو جعفر بن محمد بن علی ہے۔" لہذا میں اس حدیث کو مانتا ہوں' شاید مرحوم سید صدرالدین اعلی اللہ مقامہ کے پاس موجود نسخہ میں حدیث بغیر "اگر" کے جواب کے تھی۔ ہم نے بھی صحت ترجمہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔

بظاہر روایت میں موجود کلمہ "اگر" کا جواب کسی نامعلوم سبب کی بناء پر حذف ہو گیا ہے' اور وہ جواب تھا۔ تب بھی میں اس حدیث کو تسلیم نہ کرتا۔

سبائک الذھب میں مرقوم ہے کہ :

"ابن اسحٰق کا کہنا ہے کہ ابوطالب کا نام عبد مناف تھا۔"

حاکم ابو عبد اللہ کا کہنا ہے کہ :

"ان کی کنیت ہی ان کا نام تھی۔"

صاحب تذکرہ الامۃ آپ کے والد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"ہم نے آپ (حضرت ابوطالب) کا حسب و نسب بتلایا نیز یہ بھی بتلایا کہ آپ حضرت عبد المطلب کے فرزند ہیں اور جب حضرت عبد المطلب پر حالت احتضار طاری ہوئی تو آپ نے رسول اللہؐ کو' حضرت ابوطالب کے سپرد کرتے ہوئے آپ سے رسول اللہؐ کی پرورش اور حفاظت کا عہد بھی لیا۔"

اور اسی بات کی طرف محمد بن سعد نے اپنی کتاب طبقات میں علماء سے نقل کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے' کہ جن میں ابن عباس' مجاہد' عطا' زہری اور بہت سے دوسرے شامل ہیں لیکن کچھ اسماء کا ہی ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ :

"دوسرے برس حضرت عبد المطلب نے وفات پائی' اس وقت رسول اللہؐ کی عمر مبارک ۸ برس تھی اور حضرت عبد المطلب کی ۱۲۰ برس۔ آپ کو حجون کے مقام پر سپرد خاک کیا گیا۔ ام ایمن کا کہنا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کو حضرت عبد المطلب کے تابوت کے پیچھے چلتے دیکھا اور آپؐ گریہ و بکا فرما رہے تھے۔"

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی عمر ۸۰ برس تھی لیکن ۱۲۰ برس والا قول زیادہ معتبر ہے۔

"مجاہد" ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا :

"بنی مدلج میں ۱؎ سے قافہ کی ایک جماعت نے جب رسول اللہؐ کے قدموں کا مشاہدہ کیا تو حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ اے ابا البطحاء! اس کی (رسول اللہ) کی حفاظت کرو کیونکہ ہم نے اس کے قدموں سے زیادہ دوسرا کوئی قدم تمہارے قدموں سے زیادہ مشابہہ نہیں دیکھا۔ جس پر جناب عبدالمطلب نے حضرت ابوطالب کو مخاطب کیا اور کہا کہ غور سے سنو یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔

یقیناً میرے اس فرزند کو ایک عظیم الشان منزلت نصیب ہوگی۔ پھر اسکے بعد حضرت ابوطالب نے نہایت شدومد کے ساتھ رسول اللہؐ کی نصرت اور کفالت پر کمر ہمت باندھ لی اور حضرت ابوطالب' آنحضرتؐ کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے اور ہرگز جدا نہیں کرتے۔ شدید محبت کرتے تھے یہاں تک کہ حضورؐ کو اپنے بچوں پر بھی فوقیت دیتے تھے۔ اور جب بھی استراحت فرماتے' رسول اللہ کو اپنے پہلو میں سلاتے' اور آپؐ کے بارے میں اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ "تم برکت کے نقیب اور خوش بختی کا طلوع ہو۔"

ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ :

"ذی المجاز کی طرف حضرت ابوطالب معہ رسول اللہؐ کے نکلے' معاً آنحضرتؐ

۱؎ قافہ : ان لوگوں کو قافہ کہا جاتا ہے جو چہرہ یا جسمانی خدوخال دیکھ کر انسان کے حسب ونسب کا تعین کریں۔

کو تشنگی محسوس ہوئی' آپ (ابو طالب) نے کہا کہ اے بھتیجے تم کو پیاس تو لگی ہے لیکن مجبور ہوں پانی موجود نہیں۔

جب آپ نے یہ کہا تو رسول اللہؐ سواری سے اترے اور اپنی ایڑھی زمین پر ماری' ایڑھی کا مارنا تھا کہ پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا' جس سے آپ نے پیاس بجھائی۔"

سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت ابو طالب نے آپؐ کی نصرت کی ٹھان لی اور باوجہ احسن آپؐ کو دشمنوں سے بچائے رکھا تو قریش وفد کی صورت میں آپ کے پاس (جناب ابو طالب کے پاس) آئے اور کہنے لگے کہ :

"تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہا ہے' ہم کو بے عقل اور آباؤ اجداد کو گمراہ کہا ہے' پس اب یا تو تم اس کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ایک گھمسان کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

اس مقام پر حضرت ابو طالب نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ :

"تمہارے منہ میں خاک بخدا میں ہرگز اس کو تمہارے حوالے نہ کروں گا۔"

پھر قریش نے کہا کہ :

"عمارہ بن ولید بن مغیرہ ہے قریش کے جوانوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل ہے۔ اس کو تم اپنے پاس لے پالک بنا کر رکھو اور اسکے بدلے اس کو (حضورؐ کو) ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے (آنحضرتؐ کو) اپنے راستے سے ہٹا دیں ایک جوان دینگے اور ایک جوان لیں گے۔"

یہ سننا تھا کہ حضرت ابو طالب نے فرمایا :

"خدا تمہارے ان بد نما چہروں کو ذلیل و خوار کرے۔ لعنت ہو تم لوگوں پر۔ غضب خدا کا تم لوگوں نے کس قدر پست بات کہی ہے۔ اپنا بیٹا تو مجھے دے رہے ہو تاکہ اس کو تم لوگوں کی خاطر لقمہ تر کھلاؤں اور اپنا جگر گوشہ تم کو دے دوں تاکہ اس کو تہہ تیغ کر دو۔ خدا کی قسم میں کتنا برا شخص ہوں گا اگر اس کام کو انجام دوں۔"

پھر جناب ابو طالب نے فرمایا کہ :

"جاؤ اور اونٹنی کو اسکے دودھ پیتے بچے سے جدا کر کے دیکھو' اگر اونٹنی اس بچے کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف لپکے تو اس صورت میں' میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

پھر یہ اشعار پڑھے :

"والله لن یصلوا الیک بجمعهم
حتی اوسد فی التراب دفینا"

خدا کی قسم! یہ لوگ اکٹھے ہو کر بھی تمہارا (حضورؐ) کچھ نہیں بگاڑ سکتے' یہاں تک کہ مجھے مٹی میں دفن کر دیں۔

"فاصدع بامرک ماعلیک غضاضة
وابشر وقربذاک منک عیونا"

تم ہرگز اس کام سے نہ رکو اور اسکو کر گزرو' خوش رہو اور اپنے کام کو انجام دے کر ہماری آنکھیں اپنے وجود سے ٹھنڈی کرو۔

"وعرضت دینا لامحاله انه
من خیر ادیان البریة دینا"

تم نے تو ایک ایسا دین پیش کیا ہے جو یقیناً تمام ادیان سے بہتر، احسن اور اکمل ہے۔

"لولا الملامة او حذار مسبة
لوجدتنی سمحا بذاک ضنینا"

اگر مجھے لوگوں کی ملامت اور طعن و تشنیع کا ذر نہ ہوتا (کہ لوگ کہیں ابوطالب در حقیقت اسلام کی نہیں بلکہ بھتیجے کی محبت میں دیوانے ہیں) تو تم مجھے علی الاعلان اپنا موافق و حامی پاتے اور میں کھلے بندوں اپنے چھپے ہوئے ایمان کا اعلان کر دیتا۔

اسکے بعد حضرت ابوطالب نے آنحضرت کی عمر کے آٹھویں برس سے، نبوت کے دسویں برس تک آپ کو دشمنوں سے بچائے رکھا اور کوئی گزند نہ پہنچنے دی۔ یہ عرصہ ۴۲ سال کے عرصے پر مشتمل ہے۔

نورالابصار میں حضرت ابوطالب کی وفات یکم ذوالقعدہ ہے، یعنی شعب ابی طالب کے خاتمہ کو ۸ ماہ اور ۲۱ روز گزر چکے تھے۔

المواھب الدنیہ میں مذکور ہے کہ آپ کی عمر ۸۷ برس تھی۔

کلام مصنف : نیز اسی سال ام المومنین جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بھی رحلت واقع ہوئی۔ یہی وہ سال ہے کہ جس کو آنحضرتؐ نے عام الحزن (غم کا سال) کا نام دیا۔

اگر قارئین محترم میں سے کوئی حضرت ابوطالب کے حالات میں بیشتر دلچسپی رکھتا ہے تو ہم اس کو تاریخی کتب کے مطالعے کا مشورہ دیں گے۔ مثلاً سیرہ ابن ہشام اور تاریخ طبری، اسکے علاوہ وہ کتب جو ماضی قریب میں آپ (جناب

ابو طالب) کے بارے میں لکھی گئی ہیں۔

خصوصاً "بغیة الطالب فی احوال ابی طالب" مولفہ زینی دحلان صاحب فتوحات اسلامیہ اور شیخ الابطح کہ جو ہمارے ابن عم فاضل محقق سید محمد علی شرف الدین عاملی نے لکھی ہے۔ اور یہ کتاب اس موضوع پر لکھی جانے والے تمام کتب میں سب سے بہترین کاوش ہے۔

حضرت مہدی آلِ محمدؐ سے ہیں

صحیح ابو داؤد جلد ۴ صفحہ ۸۷ پر ابو داؤد' عبداللہ بن مسعود سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ :

"اگر دنیا کی عمر میں بس صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی خداوند تعالیٰ اس دن کو اسقدر طولانی کرے گا۔ یہاں تک کہ میری نسل سے ایک شخص کو ظاہر کرے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اور صحیح ابو داؤد صفحہ ۸۸ پر ابو سعید خدری سے رسول اللہؐ کی حدیث نقل کی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا :

"مہدی مجھ سے ہے۔"

نور الابصار صفحہ ۳۲۶ پر ترمذی نے ابو سعید خدری سے رسول اللہؐ کی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے اور ترمذی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ :

"یہ حدیث صحیح اور ثابت شدہ ہے۔"

نیز صاحب نور الابصار کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو طبرانی اور طبرانی کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی نقل کیا ہے۔

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۸ پر رسول اللہؐ کی حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس کو رویانی اور طبرانی کے ساتھ ساتھ کچھ دوسرے محدثین نے بھی نقل کیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا :

"مہدی میری اولاد میں سے ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۹ پر اسی طرح کی حدیث موجود ہے۔

نورالابصار صفحہ ۲۳۰ پر ابن شیرویہ سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اللہؐ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

ایضاً اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ پر حضرت علی بن ابی طالبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ :

"میں نے رسول اللہ سے پوچھا : یارسول اللہؐ! کیا مہدی ہم آل محمدؐ ہی میں سے ہے یا ہمارے علاوہ کسی اور کی نسل سے؟

تو آپؐ نے جواب دیا : ہرگز نہیں! بلکہ ہم ہی سے ہے۔"

صاحب مطالب السئول اسی کتاب میں رقمطراز ہیں کہ :

"کلمہ "آل" کی تعریف کے بارے میں لوگوں کے اقوال مختلف ہیں۔

کچھ کا کہنا ہے کہ کسی کی آل یعنی اس شخص کے گھر والے، بعض نے یہ رائے دی کہ آل النبیؐ وہ لوگ ہیں کہ جن پر زکواۃ حرام ہے لیکن اسکے بجائے خمس حلال ہے۔

بعض نے اس قول کو اختیار کیا کہ کسی شخص کی آل یعنی جو اس شخص کے دین اور مسلک پر چلے اور پیروی کرے۔

پس یہ تین نظریے سب سے زیادہ مشہور ہیں۔

اب پہلے نظریے کے حامی اس چیز کے ذریعے استدلال کرتے ہیں جس کو قاضی الامام الحسین بن مسعود بغوی نے اپنی کتاب شرح سنتہ الرسول میں رقم کیا ہے اور ایسی احادیث کی تشریح کی ہے کہ جن کی صحت متفق علیہ ہے۔ مذکورہ مصنف نے جس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اس کو اپنی سند کا ذکر کرتے ہوئے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے متصل کیا ہے "کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ میں نے کعب بن عجرہ سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ "کیا میں تحفہ تمہیں ایسی حدیث سناؤں کہ جو میں نے ختمی مرتبتؐ سے سنی ہے؟

عبدالرحمن نے کہا کہ بالکل سنائیے۔ تو پھر کعب نے کہا کہ ہم نے ختمی مرتبتؐ سے پوچھا کہ ہم آپ اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کہو: "اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کماصلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم و بارک علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و آل ابراھیم انک حمید مجید"

پس آنحضرتؐ نے (اس درود میں) کلمہ "آل" اور "اہل" کی تفسیر و تشریح ایک دوسرے کے ذریعے فرمائی۔ اس طرح تفسیر شدہ اور تفسیر کنندہ لفظ ایک دوسرے کے ہم معنی ہیں (یعنی آل اور اہل) پس لفظ کو بدلا گیا، لیکن معنی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ۔۔۔ا

اس طرح آل النبی، اہل بیت ہیں اور اہل بیت آل النبی۔ اس حساب سے الفاظ تو مختلف ہیں لیکن معنی کے لحاظ سے متحد۔

اسکے علاوہ ایک دوسری حقیقت جو سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ (عربی زبان

کے علم اشتقاق کے حوالے سے) کلمہ آل' اہل ہی سے لیا گیا ہے۔ اور کلمہ اہل میں موجود ہائے ھوز' ھمزہ میں تبدیل ہو گئی۔ اس امر کی نشاندہی اس وقت ہوتی ہے جب ہم کلمہ آل کی تصغیر بنائیں۔ کیونکہ تصغیر کے وقت آل کی ھاء پلٹ آتی ہے اور آل کا تلفظ "أھیل" ہو جاتا ہے۔

جس طرح مشہور قاعدہ ہے کہ کسی کلمہ کے محذوفہ حروف' تصغیر اور جمع بناتے وقت لوٹ آتے ہیں۔

"اب کلمہ آل کے معنی کرتے ہوئے جن لوگوں نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے ان کا استدلال وہ روایت ہے کہ جس کو ائمہ حدیث نے اپنی مسانید میں ذکر کیا ہے۔ اور امام مسلم بن حجاج ابوداؤد اور نسائی ان سب نے مذکورہ حدیث کی سند کو اپنی صحیح میں ذکر کرتے ہوئے آخر میں عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث سے متصل کیا ہے کہ عبدالمطلب کہتے ہیں : میں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ تمام صدقات میل کچیل کی مانند ہیں محمدؐ اور آل محمدؐ میں سے کسی پر حلال نہیں۔

اور دوسرا استدلال اس حدیث کے ذریعے ہے جس کو امام دارالہجرۃ مالک بن انس اپنی کتاب میں سند کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں' کہ آپؐ نے فرمایا : "صدقہ آل محمدؐ کے لئے حلال نہیں ہے۔" یہ لوگوں کے اموال کا میل ہے۔

پس رسول اللہؐ نے حرمت صدقات کو اپنی آل کی خصوصیات میں سے قرار دیا۔ لہٰذا وہ لوگ جن پر صدقہ حرام ہے' بنو ہاشمؑ' اور پھر بنو عبدالمطلب ہیں۔ اور جب زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ وہ کون آل

رسول ہیں کہ جن پر صدقہ حرام ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا : وہ آل علی، آل جعفر، آل عباس، اور آل عقیل ہیں۔ اور آل کے یہ معنی، پہلے معنی سے ملتے جلتے ہیں۔ اور جس نے کلمہ آل کے معنی کے سلسلے میں تیسرا قول اختیار کیا، تو اس کی دلیل قرآن میں موجود یہ آیہ مبارکہ ہے۔ "الا آل لوط انا لمنجوھم اجمعین" اس آیت میں موجود کلمہ آل کے بارے میں تمام مفسرین کا اجماع اور اتفاق ہے کہ اس سے مراد حضرت لوطؑ پر ایمان لانے والے اور آپ کے دین پر عمل کرنے والے ہیں۔

اور آل کے بارے میں کئے گئے تمام معانی کے ساتھ ساتھ یہ بات روشن ہو گئی ہے کہ آپؐ کی آل اور اہل بیت مذکورہ بالا تینوں معانی کی حامل ہے۔ نیز آپؐ کے دین کے پیرو اور آپؐ کے راستے پر چلنے والے ہیں پس یہ بات متفق علیہ ہے کہ کلمہ آل کا اطلاق ان لوگوں پر حقیقتاً ہے۔ (مجازاً نہیں) (تمام ہوا کلام، آل کی تفسیر میں)

مہدی عترت رسولؐ سے ہیں

ابوداؤد اپنی کتاب صحیح، جلد ۴ صفحہ ۸۷ پر جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ : ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ :

"مہدی میری عترت میں سے ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۲ پر نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی سے اسی طرح

روایت نقل ہوئی ہے میزان کے علاوہ دوسروں نے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔

ابن حجر، صواعق کے صفحہ ۹۸ پر رقمطراز ہیں کہ ابو نعیم نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ :

"خدا ضرور میری عترت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا پھر آگے چل کر فرمایا : وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۹ پر ایسی ہی حدیث نقل ہے۔

ایضاً اسعاف الراغبین صفحہ ۹۷ پر مرقوم ہے کہ احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے رسول اللہؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن ہی کیوں باقی نہ رہ گیا ہو تب بھی خدا میری عترت سے ایک شخص کو ضرور ظاہر کرے گا۔"

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ :

"میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا کہ جو دنیا کو اس طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح ظلم سے بھر چکی ہو گی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۸ پر بھی ایسی ہی حدیث موجود ہے۔

مطالب السئول میں مرقوم ہے کہ :

"عترت، عشیرے اور خاندان کو کہتے ہیں ایک اور معنی کے مطابق 'عترت' ذریت کو کہتے ہیں۔

بہرحال عترت کے دونوں معنی (مذکورہ بالا) ائمہ میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ آپؐ کی عترت بھی ہیں اور ذریت بھی۔ اب رہی بات عشیرے کی تو وہ خاندان اور نزدیکی قرابت داروں کو کہا جاتا ہے کہ جس کا مصداق بدرجہ اتم، ائمہ ہی ہیں۔۱ اور جہاں تک ذریت کا سوال ہے تو کسی انسان کی بیٹی کی اولاد، اسکی ذریت میں سے ہی کہلائے گی۔ اس معنی پر قرآن مجید کی وہ آیت جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی، دلالت کرتی ہے:

"ومن ذریته داؤد و سلیمان و ایوب و یوسف وموسی و هارون و کذلک نجزی المحسنین و زکریا و یحیی و عیسی و الیاس کل من الصالحین"

اور ان ہی (ابراہیم) کی اولاد سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، (سب کی ہم نے ہدایت کی)، اور نیکو کاروں کو ہم ایسا ہی صلہ عطا کرتے ہیں۔ (سورہ انعام-۸۶-۸۵)

اب اس آیہ مبارکہ میں خداوند تعالیٰ نے مذکورہ انبیاء علیہم السلام، من جملہ حضرت عیسیٰ کو بھی حضرت ابراہیم کی ذریت میں سے قرار دیا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ فقط اپنی والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کی جانب سے حضرت ابراہیم سے متصل ہیں۔

۱۔ تمام لوگوں کی نسبت، نسبی مرتبت کے سب سے زیادہ نزدیکی قرابت دار، ائمہ اثنا عشر ہی ہیں۔

اور یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ شعبی امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے مودت رکھتے تھے اور جب دونوں کا ذکر کرتے تو کہتے کہ یہ دونوں فرزند رسول اللہؐ اور انکی ذریت سے ہیں۔ یہ بات حجاج بن یوسف کے کانوں تک بھی پہنچی اور شعبی کے اس فعل کی اس کو کثرت سے اطلاع ملتی کہ ان کا یہ فعل مسلسل جاری ہے جس کی وجہ سے حجاج نہایت غضبناک ہوا اور اس نے ایک دن شعبی کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس موقع پر بصرہ اور کوفہ کے علماء اور قاریان بھی موجود تھے۔ جب شعبی دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا' اس موقع پر حجاج نے خندہ پیشانی سے استقبال کرنا تو در کنار سلام کا جواب تک نہ دیا۔ جب شعبی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو حجاج نے کہا کہ : اے شعبی! یہ تمہارا کیا کام ہے؟ جس کی مجھے اطلاع دی گئی ہے ایسا کام کہ جو تمہارے جہل و نادانی کی گواہی دیتا ہے۔ شعبی نے کہا اے امیر! وہ کون سا فعل ہے؟

حجاج نے کہا : کیا تمہیں نہیں معلوم کہ انسان کا فرزند وہ ہوتا ہے جو اس کے نسب و نسل سے ہو؟ اور نسب و نسل صرف باپ سے چلتی ہے۔ یہ کہ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم علی کے دونوں بیٹوں کو رسولؐ کا فرزند اور ان کی ذریت گروانتے ہو۔ آیا ان دونوں کا رسولؐ سے اتصال ان کی ماں فاطمہؑ (جو رسولؐ کی بیٹی تھیں) کے علاوہ بھی کسی سے ہوتا ہے؟ جب کہ نسب بیٹیوں سے نہیں صرف بیٹوں سے چلتا ہے۔

یہ سن کر شعبی نے چند لمحوں کے لئے اپنا سر جھکا لیا۔ ادھر حجاج تھا کہ اس کی گھن گرج اور چیخنا چلانا بڑھتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ گویا درباریوں کے کان پھٹنے لگے۔ لیکن شعبی پھر بھی خاموش بیٹھے رہے۔ شعبی کی اس حرکت نے حجاج

کو اور طیش دلایا اور اس نے ان کو اور زیادہ لعنت ملامت کرنا شروع کر دی۔

کہ معاً شعبی کی آواز بلند ہوئی اور کہنے لگے : اے امیر! تمہارے کلام کو میں ہو بہو اس شخص کے کلام کی طرح پاتا ہوں جو کتاب خدا کے بارے میں جاہل و نادان اور سنت رسولؐ سے کوسوں دور ہے۔ یہ سننا تھا کہ حجاج آپے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ مجھ جیسے شخص کے لئے یہ بات کہہ رہے ہو! وائے ہو تم پر ـــــــ شعبی نے جواب دیا : ہاں ' بالکل (اور دربار میں موجود قاریان شہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ قاریان شہر ہیں ' حاملان کتاب اللہ اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

آیا پروردگار عالم نے اپنے تمام بندوں کو یا بنی آدم کہہ کر مخاطب نہیں اور یا بنی اسرائیل نہیں کہا؟ اور کیا حضرت ابراہیم کے بارے میں ارشاد رب العزت یہ نہیں کہ "اور اسکی ذریت میں سے" یہاں تک کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا اتصال آدم سے ' عیسیٰ کا اتصال اسرائیل سے ' عیسیٰ کا اتصال ابراہیم خلیل اللہ سے کس باپ یا باپ کے اجداد کے ذریعے پاتے ہو؟ عیسیٰ کا یہ اتصال صرف ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ کے توسط سے ہے۔ اسکے علاوہ رسول اللہؐ کی معتبر حدیث نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے جناب امام حسنؑ کے بارے میں فرمایا : میرا یہ فرزند سید و آقا ہے۔

اب جو حجاج نے یہ سنا تو مارے خفت اور شرم کے اپنا سر نیچے جھکا لیا۔ اور پھر شعبی سے نرم لہجہ اختیار کیا۔ حجاج کی یہ حالت تھی کہ مارے شرم کے حاضرین مجلس سے آنکھیں نہ ملا سکتا تھا۔

اب مندرجہ بالا امور کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات بھی واضح ہو چلی ہے کہ

عترت طاہرہ ہی رسول اللہؐ کی ذریت ہیں' نیز آپؐ کی اولاد اور آپؐ کا خاندان بھی۔

خلاصہ یہ کہ ذریت کے تمام معانی کا مصداق' عترت طاہرہ ہی ہے۔" (تمام ہوا کلام مطالب السئول)

مہدی اہل بیت سے ہیں

صحیح ابوداؤد' جلد ۴ صفحہ ۸۷ پر حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو تب بھی خداوند تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

صحیح ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۶ پر ابوہریرہ سے نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو' تو خدا اس دن کو اس قدر طولانی کرے گا۔ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص تمام دنیا کا نظم و نسق سنبھال لے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ترمذی نے کہا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث حسن اور صحیح ہے۔

ابن حجر نے صواعق صفحہ ۹۶ پر' اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۸ پر ابوداؤد اور ترمذی سے رسول اللہؐ کی ایسی ہی حدیث کو جزوی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مجلہ ھدی الاسلام تیسرے سال کے چھبیسویں شمارہ میں مذکور ہے کہ ابن ماجہ

اپنی سند کے ذکر کے ساتھ حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"مہدی میرے اہل بیت میں سے ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۵ اور ابن حجر صفحہ ۹۷ پر رقمطراز ہیں کہ احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ، رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں ایک دن باقی رہ گیا ہو تب بھی خداوند تعالیٰ اس دن میری عترت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔"

ایک روایت میں بجائے عترت کے اہل بیت ہے۔

ابن حجر، صواعق کے صفحہ ۹۷ پر اور صاحب اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۶ پر نقل کرتے ہیں کہ احمد، ابوداؤد، اور ترمذی نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"دنیا اس وقت تک فنا نہیں ہوگی یا ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص تمام امور کا مالک نہ ہو جائے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

نورالابصار صفحہ ۳۴۸ پر مرقوم ہے کہ ابوداؤد نے ذر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ تمام عرب پر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ وہ دنیا کو عدل سے بھر دے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی کتاب کے صفحہ ۳۴۵ پر مذکور ہے کہ ابوداؤد نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو تب بھی باری تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔"

مطالب السئول میں 'اہل بیت کے معنی کے تشریح کے ذیل میں مرقوم ہے کہ :

"ایک قول یہ ہے کہ اہل بیت یعنی جو ایک نزدیک ترین جد سے نسبت رکھتے ہوں (یعنی منسوب ہوں)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو ایک جد کے رحم سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک اور نظریہ کے مطابق 'اہل بیت یعنی جو ایک جد کے ذریعے آپس میں منسلک ہوں چاہے تعلق نسب کے ذریعے ہو یا سبب (مثلاً رضاعت' نکاح وغیرہ) سے۔

اور یہ تمام کے تمام معانی ائمہ علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب اپنے نسب کے لحاظ سے حضرت عبدالمطلب سے جا ملتے ہیں اور حضرت عبدالمطلب کے ذریعے ایک رحم میں سے ہیں۔ اور آپ ہی کے توسط سے ایک خاندانی رشتے میں منسلک ہیں۔ چاہے یہ خاندانی رشتہ نسبت ہو یا سبب۔ پس ائمہؑ ہی حقیقی معنوں میں اہل بیت ہیں۔ اسکے علاوہ آل اور اہل بیت ایک دوسرے کے ہم معنی و مساوی ہیں۔

اب چاہے ان دونوں کے معنی ایک ہوں جیسا کہ پہلی تفسیر میں تھا یا مختلف ہوں جس طرح دوسری تفسیر تھی۔ بہر کیف یہ بات ثابت ہے ائمہ علیہم السلام

تمام معنی کا مصداق ہیں۔

مسلم اپنی کتاب صحیح میں مع ذکر سند زید بن حسان سے نقل کرتے ہیں کہ :

''میں (زید بن حسان) حصین بن سبرۃ' اور عمر بن مسلم کے ہمراہ زید بن ارقم کے پاس گیا۔ جب ہم بیٹھ گئے تو حصین نے کہا کہ اے زید (ابن ارقم) تم نے تو بہت سی نیکیاں کمائی ہیں' تم نے رسول اللہؐ کی زیارت کی' ان کی احادیث کو سنا' ان کی رکاب میں جنگ کی' ان کے پیچھے نماز پڑھی' یقیناً تم نے ڈھیروں نیکیاں کمائی ہیں' اے زید! ہم کو بھی وہ باتیں بتاؤ تم نے جو رسول اللہؐ سے سنی ہیں۔ پھر زید گویا ہوئے کہ اے میرے بھتیجے! میرا سن بہت ہو گیا ہے اور میرا زمانہ قدیم' جو باتیں میں نے رسول اللہؐ سے سنی تھیں اب ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں۔ لہذا اب جو میں تم کو بتاؤں تو اس کو مان لینا اور جو نہ بتاؤں تو اس کے لئے مجھے مجبور نہ کرنا۔

پھر زید گویا ہوئے کہ :

ایک دن رسول اللہؐ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کے ذخیرے کے پاس جس کو ''خما'' کہا جاتا ہے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر کچھ سوچنے کے بعد فرمایا :

''اما بعد' ایہا الناس ''! میں ایک بشر ہوں کہ عنقریب میرے پاس میرے پروردگار کا فرستادہ آئے گا' اور میں اس کی دعوت پر لبیک کہوں گا۔ میں تمہارے درمیان دو گرانبہا چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک

خدا کی کتاب کہ جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس کتاب کو تھامے رکھو اور اس سے متمسک رہو۔ اور رسول اللہؐ نے قرآن مجید کے بارے میں اشتیاق اور ترغیب دلائی پھر فرمایا : دوسرے میرے اہل بیت 'تمہیں اپنے اہل بیت کی یاد دھانی کروا رہا ہوں' میرے اہل بیت کے معاملے میں ہمیشہ خدا کو نظر میں رکھنا' میرے اہل بیت کے معاملے میں ہمیشہ خدا کو نظر میں رکھنا'

تب حصین نے پوچھا کہ اے زید (ابن ارقم) یہ اہل بیت کون لوگ ہیں؟ کیا آپؐ کی ازواج اہل بیت نہیں ہیں؟ زید نے جواب دیا 'نہیں آپؐ کے اہل بیت وہ ہیں جن پر رسول اللہؐ کے بعد صدقہ حرام ہے۔"
(تمام ہوا کلام مطالب السئول)

مہدی ذوی القربیٰ سے ہیں

اب جب کہ آپ نے جان لیا کہ جناب مہدی منتظر علیہ افضل الصلوۃ و السلام آل محمدؐ' عترت طاہرہ' اور اہل بیت سے ہیں نیز نسل حضرت فاطمہ و علی و حسنین علیہم السلام سے ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے تو اس کے ضمن میں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ آپؑ (مہدی) ان ذوی القربیٰ ۱۰۰ میں سے ہیں کہ جن کی مودت و محبت تمام لوگوں پر فرض کی گئی ہے۔

ینابیع المودہ صفحہ ۱۰۶ پر بخاری اور مسلم سے منقول ہے کہ ابن عباس نے جب آیہ ذوی القربیٰ کے بارے میں پوچھا تو سعید بن جبیر نے جواب دیا کہ یہ قربیٰ آل محمدؐ ہیں۔

---

۱۰۰ قربیٰ : قرابت داروں۔ جمع کا صیغہ ہے۔

صاحب مطالب السئول نے امام ابوالحسن علی بن احمد الواحدی کی تفسیر سے رسول اللہؐ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ جس کی سند کو امام ابوالحسن نے ابن عباس سے متصل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب آیہ : "قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" ((اے رسول) تم کہہ دو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔) نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہؐ سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کی مودت کا خدا ہمیں حکم دیتا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا : علیؑ، فاطمہؑ اور ان دونوں کی اولاد (اور ان سے وجود میں آنے والے آئندہ نسلیں)

نیز معجم کبیر طبرانی سے ابن ابوحاتم اپنی تفسیر میں، حاکم اپنی کتاب المناقب میں، واحدی اپنی کتاب الوسیط میں، ابونعیم حلیہ الاولیاء میں، ثعلبی اپنی تفسیر میں، اور حموینی نے فرائد السمطین میں مذکورہ بالا روایت سے ملتی جلتی روایت کو نقل کیا ہے۔

ابن حجر نے صواعق صفحہ ۱۰۱ پر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ جب آپؑ کو آپؑ کے والد حضرت حسینؑ کی شہادت کے بعد قیدی بنا کر لایا گیا اور دمشق کے دروازہ پر کھڑا کر دیا گیا تو اہل شام کے کچھ اہل ستم کہنے لگے کہ اس خدا کا شکر جس نے تم کو قتل کیا اور تمہاری جڑیں اکھاڑ پھینکیں، فتنے و فساد کو فرو کش کیا۔ اس پر جناب زین العابدین نے فرمایا کہ :

"کیا تم نے آیہ "قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ"۔ نہیں پڑھی تو اس نے پوچھا کہ کیا تم ہی ذوی القربیٰ سے ہو آپؑ نے جواب دیا بالکل۔" (تمام ہوا کلام صواعق)

کتاب مطالب السئول میں مرقوم ہے کہ :

"جان لو کہ سورہ شوریٰ - آیت ۲۳ میں مذکورہ صاحبان مودت واجبہ ہی ذوی القربیٰ ہیں۔ اب جو بھی قرابت (ذوی القربیٰ) کے وصف سے متصف ہو گا' آیہ کریمہ میں موجود "مودت"[۱] اس کا حق قرار پائے گی۔ کیونکہ حکم تو اپنے سبب اور علت کی پیروی کرتا ہے۔ جہاں جہاں حکم کا سبب اور منشاء موجود ہو گا' اس اس جگہ حکم ثابت ہوتا چلا جائے گا۔ اگرچہ ان تمام ذوالقربیٰ (یعنی قرابت داروں) میں مودت کا سبب اور منشاء مشترک ہے۔ اسی بناء پر ان تمام کی مودت بھی واجب ہے۔ لیکن پھر بھی اس مودت کے درجات مختلف ہیں۔ جس کی بھی قرابت رسول اللہؐ سے زیادہ نزدیک اور مستحکم ہو گی اس کا حق مودت و محبت بھی سب سے زیادہ ہو گا۔

مزید برآں علماء کا اس امر پر اجماع بھی ہے کہ ولادت کا درجہ اور رتبہ' دیگر تمام قرابت داریوں کے رتبے اور درجے سے زیادہ نزدیک اور مستحکم ہے۔

یہاں تک کہ علماء نے اپنی علمی تصانیف اور دقت نظر سے بھرپور تحقیقات میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ اگر کوئی شخص مثلاً زید کے نزدیک ترین رشتہ دار کے لئے کوئی چیز وقف کرے یا کسی چیز کی وصیت کرے اور زید کا باپ زندہ نہ ہو تو اس وصیت یا وقف کا حقدار یا مصداق قرار پائے۔

۱۔ مودت کا سبب و منشاء : یعنی وہ چیز جس کی وجہ سے مودت و محبت' واجب قرار دی گئی' اور وہ قرابتداری اور ذوی القربیٰ ہونا ہے۔

تو مذکورہ صورت میں زید کی اولاد کو تمام عزیز و اقارب پر ترجیح اور فوقیت حاصل ہوگی۔

لیکن اگر اس کا باپ زندہ ہو تو کیا باپ کو زید کی اولاد پر ترجیح دی جائے گی؟ یا اسکے باپ اور اولاد کے ساتھ، وصیت اور وقف میں مساوات برقرار رکھی جائے گی؟ تو یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ قرابت اور صورت کے معاملے میں جناب فاطمہؑ کا رتبہ سب سے اعلیٰ و بلند ہے۔

اب جبکہ مقرر شدہ قوانین اور طے شدہ قواعد کے تحت یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جناب فاطمہ کا مرتبہ کتنا بلند اور عالیشان ہے۔ نیز آپؑ (فاطمہ) ہی کے توسط سے ائمہ علیہم السلام کو ایک عظیم الشان منقبت اور اعلیٰ رتبہ حاصل ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں آپؑ اور ائمہ علیہم السلام کے تمام حقوق کی ادائیگی اور اظہار عقیدت کرنا لازم اور ضروری امر ہے۔ یعنی وہ تمام ایام کہ جو مختلف مناسبتوں سے پیش آتے ہیں، چاہے ولادت کے مبارک ایام ہوں یا شہادت کے سوگوار دن۔" (تمام ہوا کلام مطالب السئول)

مہدیؑ ذریت سے ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۴ پر ذخائر العقبیٰ سے اور اس میں صاحب الفردوس سے اور وہ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"خداوند عزوجل نے ہر نبی کی ذریت کو اسکے صلب میں قرار دیا اور میری

ذریت کو علی بن ابی طالبؑ کے صلب میں۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

کلام مصنف : مذکورہ حدیث نہایت صراحت کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہم السلام کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ کے رحم مبارک سے ہو' وہی ذریت رسول اللہؐ کا مصداق ہیں۔ چاہے وہ امام حسنؑ کی اولاد ہو یا امام حسینؑ کی۔ اور جناب مہدی منتظرؑ گلدستہ اہل بیت رسولؐ کا پر مہک پھول اور مستحکم ترین ستون ہیں۔ یعنی آپ (حضرت مہدیؑ) ذریت رسول اکرمؐ سے ہیں۔ نیز ذریت کے معنی گزشتہ صفحات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

تحف العقول میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی ہارون کے ساتھ ایک طویل حدیث کے ذیل میں گفتگو نقل ہوئی ہے جس میں سے ہم صرف مورد نظر حصے کا اقتباس ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

"جناب موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہارون کے دربار میں داخل ہوئے جبکہ وہ (ہارون) دل ہی دل میں آپؑ کی گرفتاری کا ارادہ کر چکا تھا۔ اس کا سبب وہ ناروا باتیں تھیں جو ہارون کے خلاف کہی گئی تھیں اور اسکا ذمہ دار آپؑ کو ٹھہرایا گیا تھا۔ جب آپؑ دربار میں داخل ہوئے تو اس نے طویل دستاویز نکالی جس میں مختلف ناروا باتیں اور ہارون کے خلاف طعن و تشنیع درج تھا۔ اور ان تمام کو امام علیہ السلام کے شیعوں سے نسبت دی گئی تھی۔

آپ نے ان صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہارون کو مخاطب کیا اور فرمایا : اے امیر! ہم اہل بیت اس مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ ہم سے

نازیبا اور ناروا باتوں کو منسوب کیا گیا جب کہ خداوند تعالیٰ نے جو گناہوں کا بخشنے والا اور عیبوں کا پردہ پوش ہے' اس بات کو ہرگز نہ چاہا کہ بندوں کے رازوں سے پردہ اٹھائے' بجز اس دن کہ جب وہ اپنے بندوں کا محاسبہ کرے گا' وہ دن کہ جب مال و اولاد کچھ کام نہ آئے گا سوائے اسکے جو بارگاہ رب العزت میں قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہو۔

پھر آپؑ نے فرمایا : میں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے جناب علی علیہ السلام سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا : جب عزیز و اقارب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں تو اضطراب کے بعد آرام و سکون پاتے ہیں' پس اگر امیر (ہارون) مجھے اپنے عزیز و اقارب میں شمار کرتے ہیں تو انھیں اور مجھ سے مصافحہ کریں۔ یہ سننا تھا کہ ہارون اپنے تخت سے اٹھا اور اپنا دایاں ہاتھ آپؑ کی طرف بڑھایا جس کو آپؑ نے اپنے دائیں ہاتھ میں تھاما' پھر ہارون نے آپؑ کے ہاتھ کو اپنے سینے سے لگایا' آپ سے معانقہ کیا اور پھر اپنے دائیں جانب بٹھایا اور کہا کہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؑ سچے' آپؑ کے والد سچے اور آپؑ کے نانا رسول اللہؐ سچے ہیں۔ یقیناً جب آپؑ یہاں آئے تو تمام لوگوں کی نسبت آپؑ کے لئے میرے دل میں سب سے زیادہ بغض و کینہ تھا۔ لیکن جب آپؑ نے یہ تمام باتیں کیں اور مجھ سے مصافحہ کیا تو میرا سارا غصہ فروکش ہو گیا اور میں بجائے اسکے کی آپؑ پر غضبناک ہوتا' آپؑ سے مسرور ہوا' پھر یہ کہہ کر ہارون نے چند لمحوں کے لئے سکوت اختیار کیا۔ پھر کہا کہ میں آپؑ سے

(جناب) عباس (بن عبدالمطلب) اور (حضرت) علی کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ علی کس طرح رسولؐ کی میراث کے سلسلے میں، رسول کے چچا، عباس سے افضل و اولیٰ ہیں؟ جبکہ رسول اکرم کے والد اور جناب عباس ایک ہی ماں اور باپ سے تھے اور آپس میں سگے بھائی تھے۔

اس کے جواب میں جناب موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا کہ مجھے اس کے جواب سے معاف ہی رکھو۔ ہارون نے کہا بخدا جب تک جواب نہ دیں گے، جانے نہ دونگا۔

پھر امامؑ نے فرمایا : اگر معاف نہیں رکھ سکتے تو مجھے امان دو۔ اس نے کہا امان دی۔ پھر آپؑ نے فرمایا :

آنحضرتؐ نے اس کو میراث کا حقدار نہ بنایا جس نے ہجرت پر قادر ہونے کے باوجود ہجرت نہ کی۔ تمہارے والد عباس، ایمان تو لے آئے مگر ہجرت نہ کی۔ لیکن علی ایمان بھی لائے اور مہاجرین کی صف میں بھی شامل ہوئے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ : "الذین آمنوا ولم یھاجروا مالکم من ولا تیھم من شی حتی یھاجروا" اور جن لوگوں نے ایمان تو قبول کیا اور ہجرت نہیں کی تو تم لوگوں کو ان کی سرپرستی سے کچھ سروکار نہیں، یہاں تک کہ وہ ہجرت اختیار کریں۔

(سورہ الانفال۔ آیت ۷۲)

یہ سنتا تھا کہ ہارون کا منہ فق ہو گیا اور پھر کہنے لگا کہ یہ تم لوگوں کا نرالا طریقہ ہے کہ تم اپنے آپ کو، اپنے والد علی کے بجائے رسول اکرمؐ سے

منسوب کرتے ہو کہ جو تمہارے نانا ہیں۔ اس کے جواب میں امامؑ نے فرمایا : پروردگار عالم نے قرآن مجید میں حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کو ابراہیم خلیل اللہ کی طرف ان کی عفیف اور پاکدامن ماں حضرت مریمؑ کے توسط سے منسوب کیا ہے کہ جن کو کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے۱۔ فرمایا کہ : "ومن ذریته داؤد و سلیمان و ایوب ویوسف موسی و هارون وکذلک نجزی المحسنین وزکریا ویحیٰی وعیسیٰ والیاس کل من الصالحین" (سورہ الانعام آیت ۸۵-۸۶)

جس طرح خدا نے مذکورہ آیت میں حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت ایوب' حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو ان کے آباؤاجداد کے ذریعے ' حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے منسوب کیا' اسی طرح حضرت عیسیٰ بن مریم کو' حضرت ابراہیمؑ سے صرف اور صرف ان کی پاکدامن و عفیف ماں حضرت مریم کے ذریعے منسوب کیا۔ تاکہ حضرت عیسیٰ کی فضیلت اور اس عظیم الشان منزلت کی نشاندہی کی جائے جو ان کو انکی والدہ ماجدہ کی بدولت حاصل ہوئی جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت مریم کے قصے کے ذیل میں مذکور ہے کہ :

"ان الله اصطفک و طهرک و اصطفاک علی نساء العالمین"

۱۔ کتاب کے متن میں حضرت مریم کا لقب بکر اور بتول ہے جس کا ترجمہ عفیف اور پاکدامن کیا گیا ہے اور یہ عین ترجمہ نہیں' بلکہ ترجمے کے نازل معنی ہیں۔

(اے مریم) تم کو خدا نے برگزیدہ کیا (تمام گناہ اور برائیوں سے) پاک و صاف رکھا اور سارے جہاں کی عورتوں میں سے تم کو منتخب کیا۔ (سورہ آل عمران۔ آیت ۴۲)

اسی طرح ہمارے پروردگار نے جناب فاطمہؑ کو برگزیدہ کیا اور پاک و طاہر بنا کر تمام عالمین کی خواتین پر جوانان جنت کے سردار، حسن و حسین کے ذریعے فضیلت دی۔

مہدی اولادِ علیؑ سے ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۹ پر مناقب خوارزمی سے مسند (مع سند کے) اور خوارزمی ثابت بن دینار سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :

"علیؑ میرے بعد میری امت کا امام ہوگا اور اسی کی نسل سے قائم منتظر ہے، وہی کہ جو اپنے ظہور کے بعد زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کردے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر باب اول صفحہ ۲۴ پر سنن ابی داؤد سے اور ترمذی اپنی جامع میں، نسائی اپنی سنن میں اور ابن اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ :

"علیؑ نے اپنے فرزند حسینؑ پر ایک نگاہ ڈالی اور کہا کہ جس طرح رسول اللہؐ نے اسکے متعلق کہا، یقیناً اسی طرح یہ آقا و مولا ہے اور عنقریب اسکی نسل میں سے ایک شخص کی ولادت ہوگی کہ جس کا نام تمہارے نبی

کے نام سے مشابہ ہوگا۔ (ہم نام) بجائے صورت کے' سیرت میں
رسول اللہ کی شبیہ ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔"

عقد الدرر کے باب دوم صفحہ ۲۴ پر بیہقی نے بعث و نشور (معاد و قیامت) کے ذیل میں یہی حدیث نقل کی ہے جس میں آپ کی آنحضرت سے سیرت میں شباہت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایضاً باب سوم صفحہ ۲۳ ہی میں ابو وائل سے نقل ہے کہ حضرت علیؑ نے امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ :

"میرا یہ فرزند سید و آقا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا' اسی کی نسل سے عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا کہ جس کا نام تمہارے رسولؐ کے نام سے مشابہ ہوگا' اس وقت خروج کرے گا جب لوگ خواب غفلت میں ہوں گے' حق مردہ اور ظلم و ستم کا دور دورہ ہوگا۔ اہل آسمان اور اس پر رہنے والے اسکے خروج پر خوشحال ہونگے۔ اس کی پیشانی روشن' کشادہ ناک ستواں' شکم عریض اور رانیں طویل ہونگی۔ نیز دائیں رخسار پر تل اور دانتوں کے درمیان ۱؎ فاصلہ ہوگا۔ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔"

۱؎ آگے کے اوپری دانتوں کے درمیان۔ کیونکہ عربی متن میں ثنایا ہے کہ جو ان دانتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

مہدی اولادِ فاطمہ سے ہیں

ابوداؤد اپنی کتاب صحیح کی جلد ۲ صفحہ ۸۷ پر جناب ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ فرماتی ہیں : میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا کہ :

"مہدی میری عترت اور فاطمہؑ کی اولاد سے ہوگا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۷ پر اور اسعاف الراغبین کے صفحہ ۱۴۷ پر مرقوم ہے کہ : مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے بھی اسی طرح کی روایت کا ذکر کیا ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۰ پر کتاب مشکوٰۃ المصابیح سے اور وہ ابوداؤد سے اور وہ جناب ام سلمہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؓ فرماتی ہیں : میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سنا کہ :

"مہدی میری عترت اور اولادِ فاطمہ میں سے ہے۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۳ پر مذکور ہے کہ علی بن ہلال اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں آپؐ کے آخری وقت حاضر ہوا، تو حضرت فاطمہؑ کو آپؐ کے قریب بیٹھے گریہ کرتے ہوئے پایا۔

"آپؐ نے پوچھا کہ اے میری بیٹی! تمہارے گریہ کا کیا سبب ہے؟ تو جناب فاطمہؑ نے جواب دیا کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی جمع پونجی کے لٹنے اور محنتوں کے اکارت ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اے میری جگر گوشہ! خداوند تعالیٰ نے ایک مرتبہ اہل زمین کی جانب نظر کی

اور ان میں سے تمہارے باپ کو منتخب و برگزیدہ کیا اور رسالت دے کر مبعوث فرمایا۔

دوسری مرتبہ جب اہل زمین کی طرف نظر کی تو ان میں سے تمہارے شوہر کو برگزیدہ کیا اور مجھ پر وحی کی کہ میں تمہارا نکاح اسکے ساتھ کروں۔ اے فاطمہؑ! ہم اہل بیت کو خداوند تعالی نے ایسی سات صفات عطا کی ہیں جو ہم سے قبل کسی کو عطا ہوئیں نہ ہی ہمارے بعد کسی کو نصیب ہونگی۔

میں خاتم الانبیاؐ ہوں' خدا کے نزدیک تمام انبیاء میں سب سے زیادہ قابل احترام یعنی تمہارے والد۔

میرا وصی' خیرالاوصیاء اور تمام اوصیاء میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب' یعنی تمہارا شوہر' ہمارا شہید' شہداء میں سب سے افضل اور خدا کی بارگاہ میں تمام شہدا سے زیادہ محبوب یعنی حمزہ جو تمہارے والد اور شوہر کے چچا ہیں۔

اور ہم ہی میں سے ہے کہ جو پروں کی مدد سے بہشت میں فرشتوں کے ہمراہ' جہاں چاہے پرواز کرتا ہے۔ یعنی تمہارے والد کا چچازاد اور تمہارے شوہر کا بھائی' اور ہم ہی میں سے اس امت کے دو نواسے یعنی تمہارے بیٹے حسن و حسین ہیں' جو سردار جوانان جنت ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا کہ مہدی تمہاری نسل سے ہی ہے۔ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔"

صاحب ینابیع المودۃ کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو ابوالعلاء ہمدانی نے الاحادیث الاربعین فی المہدی میں بھی نقل کیا ہے۔ (تمام ہوا کلام ینابیع المودۃ)

ینابیع المودہ صفحہ ۴۳۴ پر طبرانی سے خود انکی کتاب الاوسط سے اور وہ عبایہ بن ربعی سے اور وہ ابوایوب انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت فاطمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :

"خیرالانبیاء ہم ہی میں سے ہے' یعنی تمہارے والد۔ خیرالاوصیاء ہم ہی سے ہے' یعنی تمہارا شوہر۔ اور شہداء میں بہترین شہید ہم ہی سے ہے' یعنی تمہارے والد کے چچا حمزہ۔ اور ہم ہی میں سے وہ ہے' کہ جو جنت میں اپنے دو پروں کی مدد سے جہاں چاہتا ہے پرواز کرتا ہے' یعنی تمہارے والد کے عم زاد جعفر۔ ہم ہی میں سے اس امت کے دو نواسے ہیں جو سردار جوانان جنت ہیں' یعنی تمہارے دو فرزند حسن و حسین۔ اور ہم ہی میں سے مہدی ہے جو تمہاری نسل سے ہے۔"

ینابیع المودہ صفحہ ۴۹۰ پر ابوالمظفر سمعانی کی کتاب فضائل الصحابہ سے اور وہ ابوسعید خدری سے حدیث نقل کرتے ہیں جس میں حضرت فاطمہؑ کا اپنے والد گرامی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آنحضرتؐ کا مذکورہ باتوں کو ذکر کرنا شامل ہے۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کے مضمون سے ملتی جلتی ہے۔

کلام مصنف : جیسا کہ آپ نے مقدمہ کتاب میں ملاحظہ کیا کہ امام مہدیؑ کے رسول اللہؐ کی ذریت سے ہونے کے سلسلے میں احادیث مستفیض بلکہ متواترہ موجود ہیں۔ تاہم جتنی احادیث ہم نے مذکورہ موضوع کے بارے میں نقل کی ہیں وہی کافی ہیں۔

مہدی اولادِ سبطین سے[۱] ہیں

کتاب عقد الدرر، فصل سوم باب نہم صفحہ ۲۱۷ میں حافظ ابو نعیم اصفہانی کی کتاب صفۃ المہدی سے اور وہ علی بن ہلال سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ :

"میں رسول اللہؐ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپؐ کا آخری وقت تھا، جناب فاطمہؑ آپؐ کے پاس بیٹھی گریہ کر رہی تھیں، ان جملوں کے بعد ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ نقل ہے کہ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا : اے فاطمہؑ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بالحق نبی بنا کر بھیجا، اس امت کا مہدی ان دونوں، یعنی حسن و حسین کی نسل سے ہے۔ جب دنیا میں ابتری کا دور دورہ ہو گا، فتنہ و فساد پھیل چکا ہو گا، امید کے تمام راستے منقطع ہو چکے ہوں گے۔ نفسا نفسی کا عالم ہو گا، پھر نہ بڑے چھوٹوں پر رحم کھائیں گے نہ چھوٹے بڑوں کی تعظیم کریں گے ایسے حالات میں خدا اس شخص کو ظاہر کرے گا جو گمراہی کے قلعوں کو تہس نہس کرے گا، اور مر گئے دلوں کو تسخیر۔ وہ شخص اس کام کا بیڑا آخری زمانے میں اس طرح اٹھائے گا جس طرح میں نے اس کام کو اگلے زمانے میں انجام دیا۔ دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔

---

[۱] سبطین : ۲ نواسے حسنین علیہم السلام

کلامِ مصنف : محقق نے مذکورہ بالا حدیث کو کتاب البیان میں' ابو نعیم اصفہانی کی کتاب نعت المہدی سے اور ابو قاسم طبرانی کی کتاب المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ اس حدیث کو حفاظ کی کثیر تعداد نے اپنے کتب میں الفاظ کے جزوی اختلاف سے نقل کیا ہے۔ اور بعض احادیث کے نسخوں میں بجائے "ان دونوں کی نسل سے مہدی" ملتا ہے کہ اس امت کا مہدی ہم ہی سے ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۲ پر جواہر العقدین سے منقول ہے کہ :

"رسول اکرمؐ نے جو دعا حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے نکاح کے موقع پر مانگی تھی اس کی برکات امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی نسل کی صورت میں ظاہر ہوئیں اب جو گزر گیا اور جو بعد میں آئے گا' ان ہی کی نسل سے گردانا جائے گا' آئندہ نسلوں میں صرف اور صرف امام مہدی ہی آئیں تب بھی دعا کی برکت کے ثابت ہونے کے لئے کافی ہے۔" ۱

(تمام ہوا کلام ینابیع)

کلامِ مصنف : اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ آپ صادق و امین ہیں۔ پھر

---

۱ یعنی جناب حسنین علیہما السلام کی نسل سے جو شخص زمانے میں تھا اور گزر گیا' اور جو زمانِ حال یا مستقبل میں آئے گا' سب کے سب آپ دونوں ہی نسل سے مانے جائینگے۔۔ معیار آپ دونوں کی نسل سے ہونا ہے چاہے کسی بھی زمانے میں ہو۔ اور اگر فرض کر لیں کہ آپ دونوں کی اولاد اور نسل امام مہدی کے علاوہ کوئی اور وجود نہیں رکھتا' تب بھی امام مہدی کا وجود اتنا بابرکت ہے کہ دعا کا مصداق قرار پا سکتا ہے۔

بھی گزشتہ سطور میں نقل شدہ روایت میں آپؐ کا یہ فرمانا کہ "قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بالحق نبی بنا کر بھیجا" تو یہ قسم کھانا صرف تاکید بیان کے لئے ہے۔ (وگرنہ آنحضرتؐ کا اپنے کلام کی سچائی کے لئے قسم کھانا، حاشا و کلا)

یہ بات بھی واضح رہے کہ ان سات صفات میں سے صرف حضرت مہدی کے بارے میں آپؐ کا قسم کھانا، اس امر کی اہمیت اور عظمت کو (کما ھو حقہ) اجاگر کرتا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ آپ، امام حسن و حسین علیہما السلام کی اولاد سے ہیں، تو یہ اسطرح ہے کہ امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور امام زین العابدین کی زوجہ جناب فاطمہ بنت حسن بن علی تھیں۔ انہی مخدرہ اور عفیفہ خاتون کے بارے میں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ صدیقہ (راست گو) ہیں۔ لہٰذا امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام، امام حسنؑ و حسینؑ دونوں کی اولاد سے ہیں۔ اور پھر امام باقر علیہ السلام اور آپ کی اولاد سب کو حسنین علیہما السلام کی نسل سے ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور جناب مہدی منتظر اسی شجرہ مبارکہ سے ہیں۔ کیونکہ آپ کا نسب اس طرح ہے کہ آپ :

"محمد بن الحسن ابن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد الباقر بن علی بن الحسین بن امیر المومنین علی بن ابیطالب (سلام اللہ علیہم اجمعین" ہیں۔

اور یہی وہ نسب ہے کہ جو خورشید تاباں اور مہر درخشاں کی مانند منور ہے۔

مہدی اولادِ امام حسینؑ سے ہیں

عقد الدرر باب اول میں حافظ ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی سے اور وہ حذیفہ یمانی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے ایک دن ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں قیامت تک کے رونما ہونے والے واقعات کو بیان کیا' پھر فرمایا :

"اگر دنیا کی زندگی میں صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تب بھی خداوند تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کرے گا۔ یہاں تک کہ خدا میری اولاد میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے' اس کا نام میرے نام کی طرح ہو گا۔"

اس مقام پر جناب سلمان فارسیؓ نے کھڑے ہو کر آپؐ سے سوال کیا کہ :

"یا رسول اللہؐ! آپؐ کے کون سے فرزند سے ہو گا؟"

آپؐ نے امام حسینؑ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا : "اس فرزند کی نسل سے۔"

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۷ پر صاحب کتاب رقمطراز ہیں کہ شرح نہج البلاغہ (گویا اشارہ شرح ابن ابی الحدید کی طرف ہے) میں' نیز قاضی القضاۃ' کافی الکفاۃ ابو القاسم اسماعیل بن عباد سے روایت کرتے ہیں کہ جنہوں نے سند کو حضرت علی علیہ السلام سے متصل کیا ہے کہ : حضرت علیؑ نے امام مہدیؑ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ :

"مہدی حسینؑ کی نسل سے ہو گا۔"

کلام مصنف : مذکورہ مسئلہ پر روایات مستفیضہ موجود ہیں اور اسی پر ہم

فرقہ شیعہ امامیہ کا اجماع بھی ہے۔

نیز برادران اہل سنت کے اکثر و بیشتر علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (یعنی امام مہدیؑ امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں)۔ البتہ نہایت ہی قلیل تعداد ہے جو مذکورہ امر کو قبول نہیں کرتی۔

ابوداؤد اپنی کتاب صحیح، جلد ۴ صفحہ ۸۹ پر ابو اسحٰق سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے امام حسنؑ پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ :

"میرا یہ فرزند سید و آقا ہے، بالکل اسی طرح، جس طرح رسول اللہؐ نے فرمایا اور عنقریب اسکی نسل سے ایک شخص خروج کرے گا جس کا نام تمہارے نبی کے نام کی طرح ہو گا (ہم نام) بجائے صورت کے، سیرت میں تمہارے نبی سے مشابہ ہو گا۔ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔"

(حدیث ملاحظہ کریں)

اور مذکورہ بالا روایت کو نظر میں رکھتے ہوئے بعض علمائے اہل سنت نے یہ گمان کیا کہ جناب مہدی منتظر، امام حسن مجتبیٰؑ کی اولاد سے ہیں۔

انہی میں سے ایک جناب ابن حجر ہیں کہ جنہوں نے صواعق میں یہی بات کہی ہے۔ ابن حجر، صواعق کے صفحہ ۹۹ پر راقم ہیں کہ :

"ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت مہدی امام حسنؑ کی نسل سے ہیں۔ اور یہی وہ راز ہے کہ جس کے سبب امام حسن خدا کی خوشنودی اور امت سے محبت و شفقت کی بنا پر خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ جس کے نتیجے میں خداوند تعالیٰ نے آپ کی نسل سے قائم کو خلیفہ قرار دیا، اس وقت کہ جب خلافت کی شدید ضرورت ہو گی (یعنی امام

مہدی کے ظہور کے وقت خلافت الٰہی کی اشد ضرورت ہو گی۔) تاکہ آپ (مہدیؑ) زمین کو عدل سے بھر دے اور آپ (مہدیؑ) کے امام حسینؑ کی نسل سے ہونے والی روایت قطعاً بے بنیاد ہے۔(تمام ہوا کلام صواعق)

کلام مصنف : علم اصول فقہ میں ثابت شدہ قوانین و قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے، مذکورہ بالا روایت پر اعتماد و استناد صحیح نہیں۔ دلائل پیش خدمت ہیں۔

اول : ابوداؤد سے منقول روایت میں اختلاف پایا جاتا ہے، کیونکہ عقد الدرر میں جو روایت ابوداؤد سے نقل کی گئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :

"علیؑ نے اپنے فرزند حسینؑ کی طرف نگاہ ڈالی۔" (نہ کہ حسنؑ کی طرف)

دوم : حفاظ کرام کی ایک جماعت مثلاً ترمذی، نسائی، بیہقی اور صاحب عقد الدرر نے مذکورہ روایت کو ہو بہو نقل کیا ہے جس میں مذکورہ ہے کہ :

"علیؑ نے اپنے فرزند حسینؑ کی طرف نگاہ ڈالی۔"

سوم : امکان تصحیف : کلمہ حسن اور حسینؑ کتابت میں ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں اور ان دونوں ناموں میں مغالطہ کا امکان بہت زیادہ ہے۔ خصوصاً خط کوفی میں (کیونکہ مذکورہ خط میں نقطے نہیں لگائے جاتے۔)

چہارم : مذکورہ بالا روایت کا مضمون بیشتر علمائے اہل سنت کی رائے کے مخالف ہے۔ حتیٰ بعض علماء کی تو تصریح کے خلاف ہے۔ (کیونکہ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ امام حسینؑ کی نسل سے ہیں)

پنجم : مذکورہ بالا روایت ان متعدد روایات سے متضاد ہے کہ جن کی سند صحیح اور دلالت واضح ہے۔ نیز ان متعدد روایات میں سے بعض کا ذکر ہو چکا ہے اور بقیہ روایات کا آئندہ صفحات میں (انشاء اللہ تعالیٰ) ذکر کیا جائے گا۔

ششم : اس روایت کا جعلی اور من گھڑت ہونا بھی خارج از امکان نہیں اور بہت ممکن ہے کہ درھم و دینار کی جھنکار نے اس روایت کو گھڑا ہو تاکہ محمد بن عبداللہ مشہور بانفس ذکیہ کا تقرب حاصل کیا جاسکے۔

مہدیؑ، امام حسینؑ کی نویں پشت سے ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۲ پر خوارزم کے نامی گرامی خطیب موفق بن احمد خوارزمی کی کتاب المناقب سے اور وہ سلیم بن قیس ہلالی سے اور وہ سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپؐ کو اس شان سے پایا کہ جناب حسینؑ آپؐ کی ران پر بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ مسلسل امام حسینؑ کی آنکھوں اور دہن کو چومتے ہوئے فرماتے تھے کہ :

"تم آقا و سید ابن سید ہو۔ سید و آقا کے بھائی ہو۔ امام ابن امام ہو، امام کے بھائی ہو، حجت خدا کے فرزند ہو۔ نیز خود بھی حجت خدا ہو۔ تمہاری نسل سے ہی خدا کی نو حجتیں ہیں، جن میں نواں قائم (آل محمدؐ) ہے۔"

عقد الدرر میں بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۲۸۸ پر کتاب مودۃ القربیٰ فی المودۃ العاشرہ سے اور وہ سلیم بن قیس ہلالی سے اور وہ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن

رسول اللہؐ کی خدمت میں پہنچا تو امام حسینؑ کو آپؐ کی ران پر بیٹھا پایا۔ آپؐ مسلسل امام حسینؑ کی آنکھوں اور دہن کا بوسہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ :

''تم سید ابن سید ہو۔ امام ابن امام ہو۔ تم حجت خدا' نیز تمہارے والد بھی حجت خدا ہیں۔ خدا کی نو حجتیں تمہاری نسل سے ہی ہیں کہ جن میں نویں حجت' قائم ہے۔''

اس کے علاوہ اور بھی ان گنت احادیث ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔ انشاءاللہ تعالی۔

کلام مصنف : ہمارے خیال میں ملت اسلامیہ کا کوئی ایسا فرد نہ ہو گا جو ان نو افراد کے بارے میں لاعلم ہو اور ان حضرات کو نام بنام نہ جانتا ہو۔ اس کے باوجود ہم ان شخصیات کے اسماء کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ برکت کا باعث اور یاددہانی کا سبب قرار پائے۔

پس سب سے پہلے (ان نو افراد میں) ابوالحسن علی زین العابدینؑ دوسرے ان کے فرزند ابو جعفر محمد باقرؑ' تیسرے ان کے فرزند ابو جعفر الصادقؑ پھر چوتھے ان کے فرزند ابوالحسن موسی الکاظمؑ پانچویں ان کے فرزند ابوالحسن علی الرضاؑ' چھٹے ان کے فرزند ابو جعفر محمد الجوادؑ' ساتویں ان کے فرزند ابوالحسن علی الہادیؑ' آٹھویں ان کے فرزند ابو محمد حسن عسکریؑ اور نویں ان کے فرزند القائم ابوالقاسم محمد المہدیؑ۔

اور حق تو یہ ہے کہ درج ذیل شعر حضرت مہدی کے لئے کہا جائے کہ :

اولئک آبائی فجئنی بمثلھم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

یہ ہیں میرے آباو اجداد۔ اے جریر! جب مجلسیں ہمیں اکٹھا کریں تو ذرا ان کی مثال تو لاؤ۔

اور ان کے اجداد ایسے کیوں نہ ہو' جب کہ وہ درج ذیل شعر کا بدرجہ اتم مصداق ہیں کہ :

مطهرون نقیات ذیولهم
تجری الصلاة علیهم اینما ذکروا

"(وہ خود) پاک و پاکیزہ اور انکی خواتین طاہر و طیب ہیں' جب بھی ان کا ذکر آئے تو ان پر درود بھیجا جاتا ہے۔"

حضرت مہدیؑ اولاد امام صادقؑ سے ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۹ پر حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب اربعین سے نقل کرتے ہیں' جس میں ابونعیم نے امام مہدی منتظرؑ کے بارے میں چالیس احادیث نقل کی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان احادیث میں وہ احادیث بھی شامل ہیں کہ جن کو مفسر قرآن اور علم لغت کے ماہر ابن خشاب نے نقل کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم طاہر بن ہارون بن موسیٰ الکاظم نے اپنے والد ہارون سے اور انھوں نے اپنے جد امجد سے نقل کرتے ہوئے بتلایا کہ :

میرے آقا و مولا جعفر بن محمد الصادقؑ نے فرمایا کہ :

"خلف صالح میری ہی اولاد سے ہو گا۔ مہدی کہلائے گا۔ نام محمد اور کنیت ابوالقاسم ہو گی۔ آخری زمانے میں خروج کرے گا۔ والدہ کا نام نرجس ہو گا۔ جہاں جہاں وہ جائے گا اس کے ہمراہ بادل کا ایک ٹکڑا چلے

گا جو سورج کی روشنی کے سامنے سائبان کا کام دے گا اور پھر نہایت واضح اور شستہ زبان میں ندا دی جائے گی کہ : یہی مہدی ہے، پس اس کی پیروی کرو۔"

اسکے علاوہ اور بھی احادیث ہیں کہ جن کا ذکر انشاء اللہ کیا جائے گا۔

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۱۲۰ پر رقمطراز ہیں کہ :

"محمد بن علی الباقرؑ کی چھ اولادیں تھیں ان میں سب سے افضل اور باکمال جعفر صادقؑ تھے۔ اسی وجہ سے آپؑ امام باقرؑ کے بعد انکے نائب اور وصی قرار پائے۔ لوگوں نے آپ سے وہ باتیں نقل کیں کہ جن سے علم و فن کی ترقی ہوئی اور آپؑ کی شہرت چاردانگ عالم میں پھیل گئی۔ آپؑ سے اکابر ائمہ نے روایات بھی نقل کی ہیں۔ جیسے یحییٰ بن سعید ابن جریح، مالک، سفیانین، ابو حنیفہ، شعبہ اور ایوب سجستانی اسکے علاوہ اور بھی دوسرے بہت سے نام جو ابنِ حجر (صاحبِ صواعق) نے نقل کئے ہیں۔"

امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں "انا اعطینٰک الکوثر" کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ کوثر کے بہت سے معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ پھر کوثر کے چند ممکنہ معانی کا ذکر کرنے کے بعد تیسرے ممکنہ معنی کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے:

"کوثر سے مراد آپؐ (آنحضرتؐ) کی اولاد ہے۔ یہ سورہ مبارکہ (کوثر) ان لوگوں کی بات کو رد کرنے کے لئے نازل ہوئی کہ جو آپؐ پر، آپؐ کے لاولد ہونے کے سبب طنز کیا کرتے تھے۔ پس معنی یہ ہیں کہ خداوند تعالیٰ آپؐ کو ایسی آل و اولاد عطا کرے گا کہ جو حوادث زمانہ کے باوجود ہمیشہ

باقی رہے گی۔ اب یہی بات دیکھیے کہ اہل بیت میں سے کتنے ہی افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے باوجود وہ دنیا میں کثرت سے ہیں۔ لیکن بنوامیہ سے تعلق رکھنے والا ایک بھی قابل ذکر شخص دنیا میں نہیں ملتا۔ اور پھر یہ امر بھی غور طلب ہے کہ اہل بیت میں کس قدر کثرت سے اکابر و جید علماء پائے جاتے ہیں جیسے (محمد) باقرؑ (جعفر) صادقؑ (موسیٰ) کاظمؑ (علی) رضا علیہم السلام اور نفس زکیہ وغیرہ وغیرہ۔" (تمام ہوا کلام فخر رازی)

مہدیؑ اولادِ امام رضاؑ سے ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۸ پر فرائد السمطین سے اور وہ حسن بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا :

"بے تقویٰ انسان کا کوئی دین نہیں، اور خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے کہ جس کا تقویٰ سب سے زیادہ ہے۔ (یعنی سب سے زیادہ تقویٰ کے ساتھ عمل کرتا ہے۔)

پھر فرمایا :

"میری چوتھی نسل سے ایک فرزند ہو گا کہ جو کنیزوں کی ملکہ کے بطن سے ہو گا۔ خدا اس کے ذریعے زمین کو ہر ظلم و جور سے پاک کر دے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۴۸۹ پر حسن بن خالد سے مروی ہے کہ علی بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا :

"وقت معلوم وہ دن ہے کہ جب ہمارا قائم خروج کرے گا۔ آپؑ سے سوال کیا گیا: آپؑ میں سے کون قائم ہو گا؟ فرمایا: میری چوتھی پشت اور کنیزوں کی ملکہ کے بطن سے۔ اسی کے وسیلے سے خدا ہر ظلم کو دور اور ہر ستم کو مٹا دے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً صفحہ ۴۵۴ پر کتاب فرائد السمطین سے اور اس میں احمد بن زیاد سے اور وہ دعبل بن علی الخزاعی سے نقل ہے کہ میں نے اپنا کہا ہوا قصیدہ اپنے مولا امام علی بن موسیٰ الرضاؑ کی خدمت میں پڑھا جس کا پہلا شعر ہے کہ:

"مدارس آیات خلت عن تلاوہ"

"قرآن کے نزول اور درس و تدریس کے مقامات، آیات کی تلاوت سے خالی ہیں۔"

یہاں تک کہ اپنے بقیہ قصیدہ کو پڑھ کر ختم کیا اور جب اس مصرع پر پہنچا کہ:

"خروج امام لا محالة واقع
یقوم علی اسم اللہ والبرکات"

"اس امام کا خروج ہو کر رہے گا کہ جو خدا کے نام کے ساتھ برکتوں کے ہمراہ قیام کرے گا۔"

"یمیز فینا کل حق و باطل
ویجزی علی النعماء والنقمات"

"ہمارے درمیان ہر حق و باطل کو ایک دوسرے سے جدا کرے گا اور نعمت کے ذریعے دوستوں کو جزاء اور عذاب کے ذریعے دشمنوں کو سزا

دے گا۔"

تو اس مقام پر پہنچنے کے بعد امام رضاؑ نے زار زار گریہ فرمایا اور کہا کہ
اے دعبل! تمہاری زبان کے ذریعے روح القدس کلام کرتا ہے۔ آیا تم
جانتے ہو کہ یہ امامؑ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ : نہیں، لیکن
آپؑ کی نسل سے ایک امامؑ کے خروج کے بارے میں سنا ضرور ہے جو
زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

پھر امام رضاؑ نے فرمایا کہ :

"میرے بعد میرا بیٹا محمدؑ امام ہے اسکے بعد اس کا فرزند علیؑ پھر اسکے بعد
اس کا فرزند حسنؑ اور حسنؑ کے بعد اس کا فرزند حجت قائمؑ، اور وہی ہے
کہ جس کو منتظر کہا جاتا ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۱۲۲ پر رقمطراز ہیں کہ :

"موسیٰ کاظمؑ کی وفات کے وقت لڑکے اور لڑکیوں کو ملا کر ان کی اولاد کی
تعداد ۳۷ تھی کہ جس میں علی رضا سب سے زیادہ لائق اور شایان ذکر تھے۔ اسی
وجہ سے مامون نے ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور اپنی بیٹی سے ان کا رشتہ کیا، اپنی
سلطنت کا شریک قرار دیا اور اپنی خلافت کا امر ان (رضا) کو سونپ دیا۔ اسی
مامون نے اپنے ہاتھ سے ۲۰۱ء میں ایک مکتوب تحریر کیا جس میں لکھا کہ علی رضاؑ
اس کے ولی عہد ہیں اور ایک بڑی تعداد کو اس امر کا گواہ بھی بنایا۔ لیکن حضرت
رضاؑ مامون سے پہلے وفات پا گئے جس کا مامون کو بہت افسوس تھا۔ اخو جناب

۱۰۔ البتہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام رضاؑ کی شہادت مامون کے ایماء پر ہوئی
تھی۔ "فلعنۃ اللہ علی ظالمی اھل بیت"

علی رضاؑ نے اپنی وفات سے قبل یہ بات بتلادی تھی کہ آپؑ کی وفات زہر آلود انگور اور ایسے انار کو کھا کر ہوئی کہ جس کے دانے الگ کر دیئے گئے ہوں۔

اور مامون آپؑ کو ہارون کی قبر کے پیچھے دفن کرنا چاہے گا مگر نہ کر سکے گا۔ اور جس طرح کہ آپؑ (رضاؑ) نے یہ سب واقعات بتائے ہو بہو اسی طرح واقع ہوئے۔

اسکے علاوہ آپؑ کے چاہنے والوں میں سری سقطی کے استاد جناب معروف کرخی تھے کیونکہ یہ امام رضاؑ کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے۔

امام رضاؑ نے ایک شخص سے کہا کہ "اے عبداللہ! جو خدا چاہتا ہے اس پر راضی ہو جا" اور جس سے کوئی گریز نہیں اس کے لئے تیار ہو جا۔ تین دن بعد یہ شخص مرگیا۔ اس روایت کو حاکم نے نقل کیا ہے۔

اور حاکم ہی نے محمد بن عیسٰی سے اور انہوں نے ابو حبیب سے نقل کیا ہے کہ ابو حبیب کہتے ہیں :

"میں نے خواب میں رسول اللہؐ کو اپنے شہر کے اس مقام پر دیکھا کہ جہاں سے حجاج کے قافلے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا اور دیکھا کہ آپؐ کے سامنے مدینے کی کھجوروں سے بھری ہوئی ایک سینی ہے جس میں صیحانی خرمے موجود ہیں۔ ان میں سے آپؐ نے مجھے اٹھارہ خرمے عنایت کئے' اس خواب کی تعبیر میں نے یہ نکالی کہ میں ان خرموں کے تعداد کے برابر زندہ رہوں گا۔ پھر بیس روز بعد امام رضاؑ مدینے سے اس مقام پر تشریف لائے اور اسی مسجد میں جلوہ افروز ہوئے۔ لوگوں کا ایک سیلاب تھا کہ جو آپؑ کی خدمت میں سلام عرض

کرنے کے لئے آیا تھا۔ میں بھی اسی غرض سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؑ بھی بالکل اسی جگہ تشریف فرما ہیں کہ جہاں میں نے خواب میں رسول اللہؐ کو پایا تھا۔ آپؑ کے سامنے بھی انہی صیحانی کھجوروں سے بھری ایک سینی موجود تھی۔ میں نے سلام کیا آپؑ نے قریب بلایا اور مٹھی بھر خرمے عطا کئے۔ اب جو گنے تو ان کی تعداد خواب میں رسول اللہؐ کے عطا کردہ خرموں کے برابر پائی۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ اور خرمے عطا کیجئے تو آپؑ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہؐ نے کچھ اور عطا کئے ہوتے تو ہم بھی کچھ اور دے دیتے۔ اور جب آپؑ نیشاپور میں داخل ہوئے۔ جس طرح کہ تاریخ نیشاپور میں مذکورہ ہے ـــ اور وہاں کے بازار سے گزرے تو آپؑ کے اوپر ایک سائبان تھا جس کے سبب آپؑ کو دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ نیز حافظ ابو زرعۃ الرازی اور حافظ محمد بن اصلا الطوسی اپنے ہمراہ بے شمار طلباء محدثین کو لئے آپؑ کے ہمراہ تھے۔ ان دونوں حفاظ نے آپؑ سے التجاء کی کہ اپنے چہرہ انوار کی زیارت کرایئے اور اپنے اجداد سے کوئی ایک حدیث بھی روایت کیجئے۔ اس التجاء کو سن کر حضرت رضاؑ نے اپنی سواری کو ٹھہروایا اور غلاموں کو سائبان ہٹا لینے کو کہا۔ یہاں تک کہ اس جم غفیر خلقت کی آنکھیں آپؑ کے جمال سے منور ہوئیں ـــ آپؑ اس شان سے سواری پر تشریف فرما تھے کہ کہ گیسوئے مبارک کی لٹیں ہنسلی کی ہڈی کی سمت آویزاں تھیں۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ کچھ تو آپؑ کی زیارت کے اشتیاق سے چیخیں مار رہے تھے اور کچھ گریہ و زاری کر رہے تھے۔ کچھ

فرط جذبات سے زمین پر تڑپ رہے تھے اور آپؑ کی سواری کے سموں کو چوم رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وقتاً علماء نے باآواز بلند لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ اے لوگو! خاموش ہو جاؤ۔ پھر آپؑ کے ذریعے بیان کی جانے والی حدیث کو لکھنے کے لئے مذکورہ حفاظ تیار ہو گئے۔

پھر امامؑ گویا ہوئے : مجھے میرے والد موسیٰ کاظمؑ نے بتایا اور انہوں نے میرے جد جعفر صادقؑ سے اور انہوں نے میرے جد محمد باقرؑ سے اور انہوں نے میرے جد زین العابدینؑ سے اور انہوں نے اپنے پدر گرامی حسینؑ سے اور انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالبؑ سے روایت کی کہ آپؑ (حضرت علیؑ) نے فرمایا مجھے میرے حبیب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور نور رسول اللہؐ نے بتایا اور کہا کہ مجھے جبرئیل نے بتایا اور جبرئیل نے کہا کہ میں نے رب العزت کو یہ کہتے سنا کہ :

"لا الہ الا اللہ حصنی فمن قالھا دخل حصنی و من دخل حصنی امن من عذابی"

"لا الہ الا اللہ" میرا قلعہ ہے۔ پس جس نے یہ کلمہ پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا' میرے عذاب سے امان میں رہا۔

پھر اسکے بعد آپؑ نے پردہ دوبارہ گرایا اور سواری کو مطے کر آگے بڑھ گئے۔ اور جب اہل قلم و دوات کو (کہ جو وہاں پر حدیث کو لکھنے کے لئے موجود تھے) گنا گیا تو ان کی تعداد بیس ہزار نکلی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق آپؑ کی روایت کردہ حدیث یہ تھی۔

"الایمان معرفہ بالقلب واقرار باللسان و عمل بالا رکان"

"ایمان قلب کے ذریعے شناخت' زبان سے اقرار اور اعضاء کے ذریعے عمل کا نام ہے۔"

اور ہو سکتا ہے کہ دونوں حدیثیں امامؑ نے ہی روایت کی ہوں۔ احمد کا کہنا ہے کہ : اگر میں فقط اس حدیث کی سند ہی کا ذکر کسی دیوانے کے سامنے کر دوں تو وہ اپنی دیوانگی میں افاقہ پا جائے۔ (تمام ہوا کلام حاکم)

مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں

ان تمام روایات کی جانچ پڑتال کے بعد' جو آپ قارئین کی خدمت میں پیش کی گئیں' ہم نہیں سمجھتے کہ آپ کو ان روایات کے اس مطلب و معنی میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو گا کہ حضرت مہدی منتظرؑ حضرت امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں لیکن پھر بھی ہم مذکورہ عنوان (امام مہدیؑ 'امام حسن عسکریؑ کے فرزند) کے ذیل میں گزشتہ مطالب کو بطور خلاصہ بیان کریں گے۔

نیز مذکورہ عنوان کے بارے میں اکابرین اور جید علماء کی تصریحات کا بھی ذکر کریں گے۔

جس طرح پہلے بھی ذکر ہوا کہ کچھ روایات ہیں جنکے مطابق آپؑ (مہدیؑ) امام حسینؑ کی نویں اور امام رضاؑ کی چوتھی پشت سے ہیں۔ وہی روایات مذکورہ عنوان (امام مہدی 'امام عسکریؑ کے فرزند ہیں) پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

خصوصاً امام رضا علیہ السلام کی وہ حدیث کہ جو فرائد السمطین سے نقل ہوئی

ہے اور جس میں آپؑ نے دعبل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد میرا بیٹا محمد الجوادؑ ہوگا' اور اس کے بعد اس کا بیٹا علی الھادیؑ' پھر اسکے بعد اس کا بیٹا الحسن عسکریؑ" پھر اسکے بعد اس کا بیٹا محمد الحجت المہدی المنتظرؑ امام ہوگا۔ (تمام ہوا کلام فرائد)

اور اس امر پر وہ احادیث بھی دلالت کرتی ہیں کہ جن میں اس بات کا ذکر ہے کہ مہدی منتظرؑ" خلفاء' اوصیاء اور ائمہ اثنا عشر میں بارہویں ہیں۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۱۹ پر حافظ ابو نعیم کی کتاب اربعین سے اور وہ ابن خشاب سے نقل کرتے ہیں کہ صدقہ بن موسیٰ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے امام علی رضاؑ سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ آپؑ (علی رضاؑ) نے فرمایا :

"خلف صالح' حسن بن علی عسکری کی اولاد سے ہے' اور وہی صاحب الزمان اور مہدی ہے۔" (تمام ہوا کلام ابن خشاب)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۴ پر شیخ عبدالوہاب کی کتاب الیواقیت و الجواہر سے اور وہ فتوحات مکیہ سے نقل کرتے ہیں کہ مذکورہ کتاب میں مرقوم ہے کہ :

"یہ جان لو کہ مہدی علیہ السلام کا خروج یقیناً ہو کر رہے گا لیکن آپؑ اس وقت تک خروج نہ کریں گے جب تک کہ زمین ظلم و جور سے نہ بھر جائے۔ پھر آپؑ اس کو عدل و انصاف سے بھر دینگے۔ آپؑ رسول اکرمؐ کی عترت اور جناب فاطمہ زہراؑ کی اولاد سے ہیں آپؑ کے جد حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام اور والد امام حسن عسکری ابن امام علی النقی ابن امام محمد تقی ابن امام علی رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام

جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امام علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں۔ آپؑ رسول کریمؐ کے ہم نام ہیں اور (آپؑ کے ظہور کے وقت) تمام مسلمین رکن و مقام کے درمیان آپؑ کی بیعت کریں گے۔" (تمام ہوا کلام فتوحات مکیہ)

کلام مصنف : اس ارزشمند اور باقیمت عبارت کو ہمارے اور اہل سنت کے بہت سے علماء نے الیواقیت و الجواہر سے اور انہوں نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا ہے۔ لیکن (فتوحات مکیہ یا الیوقیت کی) آخری طباعت میں اس عبارت کو ہم نہ پا سکے۔۔۱ (توجہ فرمایئے)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۵۱ پر کتاب فصل الخطاب سے نقل کرتے ہیں کہ جس میں مذکور ہے :

"اور ائمہ اہل بیت اطہارؑ میں سے ابو محمد حسن عسکریؑ بھی ہیں' پھر چند سطور بعد لکھتے ہیں کہ : امام حسن عسکریؑ نے اپنے بعد صرف اور صرف ایک اولاد چھوڑی کہ جن کا نام ابوالقاسم محمد منتظر ہے اور جس کو

۔۔۱ مصنف کا یہ جملہ کہنا اور بعد میں توجہ فرمایئے کا لکھنا' مذکورہ کتاب میں تحریف کی جانب اشارہ ہو سکتا ہے کہ جو دین اسلام و قرآن اور سنت رسولؐ سے نابلد افراد کے ذریعے انجام پائی۔ یا وہ افراد کہ جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہوئے اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کو دین اسلام کی اصلی تعلیمات سے محروم کرنے کی کوشش میں لگے رہے۔

قائم، حجت، مہدی، صاحب الزمان، قائم ائمہ اثنا عشر (فرقہ امامیہ کی نظر میں) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

کلام مصنف : ہمارے خیال میں یہ جملہ (فرقہ امامیہ کی نظر میں) صرف ائمہ اثنا عشر سے مربوط ہے۔

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۷۰ مذکور ہے کہ : جناب عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر کے باب ۶۵ میں راقم ہیں کہ مہدی "امام حسن عسکریؑ کی اولاد سے ہیں۔ (تمام ہوا کلام شعرانی)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۷۱ پر کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد بن الحسن الحلبی الشافعی کی کتاب مطالب السئوال فی مناقب آل رسول' اور انہی کی الدرر المنظم سے نقل ہے کہ :

"مہدی حضرت ابو محمد حسن عسکری کے فرزند ہیں۔"

ایضاً ینابیع صفحہ ۴۷۱ پر کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان سے تمام ابواب کے آخر میں نقل ہے کہ :

"مہدی، حسن عسکری کے فرزند ہیں۔" (تمام ہوا کلام البیان)

ایضاً اسی کتاب صفحہ ۴۷۱ پر الفصول المہمہ فی المعرفۃ الائمہ سے منقول ہے کہ :

"مہدی موعود، ابو محمد حسن عسکری بن علی النقی علیہم السلام کے فرزند ہیں۔"

صاحب کتاب الدرر الموسویہ لکھتے ہیں کہ :

"جن علماء کو ہم نے حضرت مہدی علیہ السلام پر عقیدہ کے سلسلے میں

اپنا موافق و ہم خیال پایا ان میں محمد بن طلحہ شافعی کی کتاب مطالب السئوال، سبط ابن جوزی کی کتاب تذکرہ الائمہ، شعرانی کی کتاب الیواقیت والجواہر شامل ہیں۔"

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ :

"حضرت مہدیؑ، امام حسن عسکریؑ کی اولاد ہیں اور شب نیمۂ شعبان ۲۵۵ھ قمری میں متولد ہوئے۔ آپؑ (بحکم خدا) زندہ رہیں گے۔ یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آپ کے ساتھ آملیں۔"

اور مذکورہ بالا روایت کو کتاب الیواقیت اور الطبقات میں شیخ حسن عراقی سے نقل کیا گیا ہے کہ جو مصر میں کرم الرش سے اوپر کی طرف برکہ رطل کے سامنے مدفون ہیں۔ نیز اس تفصیلی حکایت کے مطابق، جو شیخ حسن عراقی کے حالات زندگی میں، الطبقات میں نقل ہوئی ہے آپؑ (حضرت عیسیٰ) حضرت مہدیؑ سے ملاقات کریں گے۔

اسکے علاوہ جناب علی الخواص سے مذکورہ امر کی تائید بھی نقل ہے۔ نیز شیخ محترم جناب محی الدین کی کتاب الفتوحات المکیہ کے باب ۳۶۶ میں بھی اس روایت کی تائید موجود ہے۔

اور اسی روایت کی شعرانی نے، انہی سے، اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیہ المنتقاۃ من الفتوحات المکیہ میں اور صبانی مصری نے اسعاف الراغبین میں حکایت کی ہے۔ نیز الیواقیت والجواہر اور اسعاف الراغبین نے تو ہو بہو ان کے الفاظ کو نقل کیا ہے۔ یہ دونوں

۱۔ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۳

کتابیں مصر میں مطبوعہ ہیں۔ اسکے علاوہ اسعاف الراغبین' کتاب نورالابصار کے حاشیہ پر بھی طبع ہوئی ہے۔

اور قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں' صلاح الدین صفدی کی شرح الدائرہ سے حکایت کرتے ہوئے ہو بہو ان کے الفاظ کو نقل کیا ہے اور شیخ مالکی علی بن محمد نے اپنی الفصول المہمہ میں لکھا ہے کہ : حضرت مہدی موعود' حضرت ابو محمد حسن عسکریؑ ابن علی نقیؑ کے فرزند ہیں۔ نیز مذکورہ بالا افراد کے علاوہ اس بات کو شیخ حموینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں بھی تحریر کیا ہے۔(تمام ہوا کلام الدرر الموسویہ)

فصلِ سوم

حضرت مہدیؑ کی صفات و محاسن

اس فصل میں ہم یہ واضح کریں گے کہ حضرت مہدی منتظر کی شخصیت معلوم اور تعیین شدہ ہے۔ نیز آپؑ کی ممتاز صفات، خلقی و خُلقی کمالات ظاہری و روحانی اور ملکات قدسیہ کو بھی بیان کریں گے۔

حضرت مہدی کی صفات

صحیح ابوداؤد جلد ۴ صفحہ ۸۸ پر ابوسعید خدری سے خود ابوداؤد رسول اللہؐ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"مہدی مجھ سے ہے۔ اس کی پیشانی کشادہ و روشن اور ناک ستواں ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ابن حجر، صواعق کے صفحہ ۹۷ پر ابونعیم اصفہانی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا :

"خدا میری عترت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جسکے ثنایا[1] کے درمیان فاصلہ ہوگا، پیشانی کشادہ ہوگی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

---

[1] ثنایا : اوپر کے دو دانت جو سامنے ہوتے ہیں۔

اسکے علاوہ اسعاف الرغبین صفحہ ۱۲ پر ابو نعیم نے رسول کریمؐ سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

ایضاً صفحہ ۹۸ پر مذکورہ ہے کہ رویانی، طبرانی اور ان کے علاوہ بھی کچھ محدثین نے رسول اللہؐ سے حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا :

"مہدی میری اولاد سے ہے اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح نورانی، رنگ گندمی اور جسم ورزشی ہے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲ پر اسی طرح کی حدیث منقول ہے۔

صاحب اسعاف الرغبین صفحہ ۱۲ پر ابو نعیم کی کتاب حلیہ الاولیاء سے نقل کرتے ہیں کہ :

"حضرت مہدی کا سن، جوانوں کا، آنکھیں سرگیں، بھنویں ملی ہوئی، ناک ستواں اور داڑھی گھنی ہے، داہنے رخسار پر تل اور داہنے ہاتھ پر ــــ" (سلسلہ حدیث جاری ہے)

ایضاً نورالابصار صفحہ ۳۴۶ پر تحریر ہے کہ ابوداؤد اور ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اکرمؐ کو یہ فرماتے سنا :

"مہدی مجھ سے ہے، پیشانی کشادہ و روشن اور ناک ستواں ہے۔"

(حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً نورالابصار صفحہ ۳۴۶ پر ابن شیرویہ سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے رسول اکرمؐ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"مہدی میرا فرزند ہے اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند نورانی،

رنگ گندمی اور جسم ورزشی ہے' طویل قامت ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

کتاب عقد الدرر باب سوم صفحہ ۳۸ پر حضرت علی علیہ السلام سے امام مہدی کے حلئے کے بارے میں منقول ہے کہ :

"وہ ایک مرد ہے جس کی پیشانی کشادہ و روشن' ناک ستواں اور رانیں طویل ہیں۔ نیز دائیں رخسار پر تل اور ثنایا کے درمیان فاصلہ ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی باب میں صفحہ ۴۱ پر امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ سے جب حضرت مہدیؑ کے حلئے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا :

"اس کا سن جوانوں کا سا' قد و قامت متناسب' چہرہ حسین ہے۔ آپ کی زلفیں شانوں کی سمت آویزاں ہیں۔ چہرے کا نور اور شادابی داڑھی گیسوؤں کی سیاہی پر غالب آئی ہوئی ہے۔"

حضرت مہدی کا اخلاق

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۸ پر ایک حدیث کا ذکر کرتے ہیں جو رویانی' طبرانی اور ان دونوں کے علاوہ دوسرے محدثین نے بھی رسول اکرمؐ سے نقل کی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ :

"مہدی میری اولاد سے ہے۔ پھر فرمایا کہ اہل آسمان و زمین اس کی خلافت پر خوشحال اور راضی ہونگے۔"

اس کے بعد ابن حجر لکھتے ہیں کہ طبرانی نے تو یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ :

"آپ کی خلافت کے سبب' فضا میں پرواز کرتے پرندے بھی خوشحال ہونگے۔"

نیز اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۸ پر مذکور ہے کہ احمد و ماوردی نے آپؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

"بشارت ہو تم لوگوں کو مہدی کی۔ پھر فرمایا : اس سے اہل آسمان و زمین راضی و خوشحال ہونگے' اموال کو مساوات سے تقسیم کرے گا' امت محمدیہ کو ایمان کی دولت سے مالا مال کردے گا اور اس کے عدل کے سامنے تمام امت محمدیہ ہوگی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر باب ہشتم صفحہ ۱۴۸ میں طاؤس سے نقل کیا ہے کہ :

"حضرت مہدیؑ کی نشانیاں یہ ہیں کہ آپ اپنے کارندوں اور گماشتوں کے اعمال پر کڑی نظر رکھتے ہونگے' مال کی بخشش میں جود و سخا سے کام لیں گے اور مساکین و فقراء پر ترحم روا رکھیں گے۔"

آگے چل کر صاحب عقد الدرر لکھتے ہیں کہ : اس حدیث کو ابو عبداللہ نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن کے باب نہم فصل سوم صفحہ ۲۲ سے اور وہ ابو روبہ سے نقل کرتے ہیں کہ :

"حضرت مہدی گویا مساکین و فقراء کو اپنے ہاتھ سے چھاچھ یا مکھن تک کھلائیں گے۔"

نور الابصار صفحہ ۳۴ پر امام احمد کی کتاب مسند احمد سے اور وہ ابو سعید

خدری سے رسول اللہؐ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"تم کو مہدی کی بشارت دیتا ہوں' پھر فرمایا : اس سے اہل آسمان و زمین دونوں راضی و خوشحال ہونگے اور مال و دولت کو بطور صحاح تقسیم کرے گا' ایک شخص نے پوچھا کہ صحاح کے کیا معنی ہیں؟ جواب دیا کہ تمام لوگوں میں یکساں اور مساوی تقسیم ہوگا۔ اور امت محمدیہ کے قلوب کو ایمان کی دولت کے سبب غنی کردے گا۔ اس کے عدل کا سایہ تمام لوگوں پر ہوگا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً صفحہ ۳۲۶ پر حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا :

"مہدی میری اولاد سے ہے' پھر فرمایا : اہل آسمان و زمین اور فضاء میں موجود پرندے اس سے راضی و خوشحال ہونگے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت مہدیؑ شبیہ رسول اکرمؐ ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۳ پر مناقب خوارزمی سے منقول ہے' وہ کہتے ہیں کہ ہم کو جعفر بن محمد بن مسرور نے یہ روایت بتائی اور انہوں نے حسین بن محمد عامر سے سنی اور انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن عامر سے روایت کی اور انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابو جمیلہ المفضل بن صالح سے اور انہوں نے جابر بن یزید سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی کہ ختمی مرتبتؐ نے فرمایا :

"مہدی میری اولاد سے ہے۔ اس کا نام میرے نام کی طرح اور کنیت میری کنیت کی طرح ہے۔ اور تم لوگوں میں سب سے زیادہ سیرت و صورت میں میری شبیہ ہے۔"

ایضاً ینابیع میں ابو بصیر سے مع ذکر سند۔ اور وہ امام صادقؑ سے اور وہ اپنے اجداد یعنی ائمہ اطہار علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیرالمومنینؑ سے اور وہ جناب رسالتمآبؐ سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

ایضاً ینابیع صفحہ ۴۹۳ پر ائمہ اطہار سے ایسی ہی ایک اور حدیث مع ذکر سند منقول ہے "اس حدیث کو صالح بن عقبہ سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ امام باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد امام سجادؑ سے اور وہ اپنے جد بزرگوار سے اور وہ حضرت امیرالمومنینؑ سے اور وہ جناب ختمی مرتبتؐ سے نقل کرتے ہیں۔

فتوحات مکیہ باب ۳۶۶ پر حضرت مہدی کے بارے میں مذکور ہے کہ آپؑ خَلق میں رسول اللہؐ کی شبیہ ہیں۔ لیکن خُلق (اخلاق و سیرت) میں آپ کے رتبے سے نیچے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص بھی آپؐ کے اخلاق کا حامل نہیں اور اس امر کی طرف خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں اشارہ فرمایا کہ:

"وانک لعلیٰ خلق عظیم○"

"بے شک تم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو۔" (سورہ قلم۔ آیت ۴)

(تمام ہوا کلام فتوحات مکیہ)

کلام مصنف : دو افراد کے درمیان تمام پہلوؤں اور جہات سے سو فیصدی مماثلت و مشابہت معمولاً محال ہے۔

اسی طرح کی مماثلت اور مشابہت اگر کہیں استعمال بھی کی جاتی ہے تو اس

کا مطلب مد نظر اشخاص کی ایک دوسرے سے از حد شباہت رکھنا ہے۔ جس طرح کہ پہلی حدیث میں اس امر کا عندیہ ملتا ہے۔ یعنی تمام لوگوں کی بانسبت آپؑ سب سے زیادہ رسول اللہؐ کی شبیہہ ہیں۔ لہٰذا اگر ہم تمام لوگوں کے اخلاق و عادات کا رسول اکرمؐ کے اخلاق سے موازنہ کریں اور دوسری طرف حضرت مہدیؑ کے اخلاق کا آنحضرتؐ کے اخلاق سے موازنہ کریں تو شباہت و مماثلت کے اس مقابلے کی بازی بلاشبہ حضرت مہدیؑ ہی جیتیں گے۔ لہٰذا رسول اکرمؐ کا خلق عظیم پر فائز ہونا نیز حضرت مہدیؑ کا ہو بہو آپؐ کے اخلاق کا مالک نہ ہونا آپس میں ہرگز تضاد نہیں رکھتا۔

حضرت مہدیؑ کی سیرت

صحیح ابوداؤد صفحہ ۸۸ پر جناب ام سلمہؓ سے اور وہ رسول اللہؐ سے ایک روایت نقل کرتی ہیں کہ جس میں حضرت مہدیؑ کا ذکر ہے۔ نیز (خانہ کعبہ) رکن ومقام کے درمیان لوگوں کا آپؑ کی بیعت کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔ پھر آگے چل کر نقل ہے کہ : تمام لوگ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہو جائینگے اور دین اسلام کا بول تمام دنیا میں بالا ہو گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۰ پر حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے حضرت مہدیؑ کے اوصاف اس طرح منقول ہیں کہ :

"جب لوگ ہدایت کو ہوا ہوس کا تابع بنا دیں گے تو وہ ہوا ہوس کو ہدایت کا تابع بنائے گا' جب لوگ اپنے ذاتی خیالات اور تفسیر بالرائی کو

قرآن کا نام دینے لگیں گے تو وہ قرآنی تعلیمات کو ان کے ذاتی افکار اور تفسیر بالرائی سے چھٹکارا دلائے گا۔ پھر جناب امیرؑ فرماتے ہیں : وہ تم لوگوں کو عادلانہ راہ و روش سکھائے گا اور کتاب و سنت کو از سر نو زندہ کرے گا۔" (سلسلہ حدیث جاری ہے)

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۸ پر کہتے ہیں کہ نعیم بن حماد نے رسول اللہؐ سے ایک روایت نقل کی ہے (البتہ سند کے تمام افراد کا نام ذکر نہیں کیا) کہ جس میں آپؐ نے فرمایا : مہدی میری عترت میں سے ایک شخص ہے جو میری سنت کے دفاع میں اسی طرح جنگ و قتال کرے گا، جس طرح میں نے وحی (قرآن) کے دفاع میں جنگ کی۔ (حدیث ملاحظہ فرمائیں)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۵ پر حموینی سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : خداوند تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو علی کے ہاتھوں فتح و نصرت عطا فرمائی، اور جب علی قتل کر دیئے جائیںگے تو دین میں فساد اور ابتری پھیل جائے گی، اس فساد اور ابتری کو سوائے مہدی کے کوئی اور دور نہ کر سکے گا۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

اب رہی بات اس حدیث کی، کہ جس کے مطابق آپؑ دنیا میں ظلم ستم بھر جانے کے بعد اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، تو یہ استفاضہ کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس امر کی جانب انشاء اللہ آئندہ ابحاث میں ہم اشارہ کریں گے۔

حضرت مہدی کا علم

عقد الدرر کے باب سوم صفحہ ۱۴۱ حارث بن مغیرہ النضری سے منقول ہے کہ

میں نے حضرت ابو عبداللہ حسین بن علی علیہم السلام سے پوچھا کہ ہم مہدی کو کس چیز کے ذریعے پہچانیں؟ تو جواب دیا کہ : اطمینان و سکون قلب اور وقار کے ذریعے۔ راوی نے دوبارہ پوچھا : اور کس چیز کے ذریعے؟ جواب میں فرمایا : حلال و حرام کی تمیز، اور لوگوں کا اس کی جانب محتاج ہونا اور اس کا کسی کی بھی جانب محتاج نہ ہونا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۲ پر کتاب دائرۃ المعارف سے نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ شہر انطاکیہ کے ایک غار سے ایک کتبہ اور بحیرہ طبریہ سے زبور کو نکالیں گے۔ اس میں وہ تمام تبرکات موجود ہیں کہ جو آل موسیٰ و ہارون نے چھوڑے تھے۔ اور جس کو فرشتے اٹھاتے تھے اسی میں الواح اور عصائے حضرت موسیٰؑ بھی ہے نیز مہدی کا علم و حلم تمام انسانوں سے زیادہ ہے۔ (تمام ہوئی عبارت دائرۃ المعاف)

ایضاً ینابیع پر مناقب خوارزمی سے مسنداً امام مہدی کے بارے میں نقل ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا : آپ (مہدیؑ) رسول اکرمؐ کی شبیہہ ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کے ساتھ ظہور کریں گے۔

عقد الدرر باب نہم فصل سوم صفحہ ۲۱۶ میں عبداللہ بن عطا سے نقل ہے کہ عبداللہ نے جناب امام باقر علیہ السلام سے پوچھا : مجھے قائم علیہ السلام کے بارے میں بتایئے؟ تو آپؑ نے جواب دیا : بخدا نہ ہی میں قائم ہوں اور نہ وہ لوگ کہ جن کو تم سمجھ رہے ہو --- یہاں تک کہ راوی نے پوچھا ان (مہدی) کے طور طریقے اور عادات کیسی ہوں گی؟ جواب دیا : جس طرح رسول اکرمؐ کی عادات و اطوار تھیں۔

حضرت مہدیؑ کی قضاوت ۱؎

کتاب عقدالدرر باب سوم صفحہ ۱۴ میں کعب الاحبار سے نقل ہے کہ: "میں نے بلاشک مہدی کے ذکر کو گزشتہ انبیاء کی کتب میں پایا ہے' آپ (مہدیؑ) کے حکم و فیصلے میں افراط و ظلم ہو گا نہ ہی تعدی و تفریط۔"

صاحب عقدالدرر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو امام ابو عمرو المقری نے اپنی کتاب سنن میں اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے نقل کیا ہے۔

اموال کو مساوات سے تقسیم کریں گے' رعایا کے ساتھ عدل و انصاف برتیں گے اور مقدمات کے فیصلے عدل کے مطابق ہونگے۔ (کلام فتوحات تمام ہوا)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۷ پر فتوحات مکیہ سے نقل ہے کہ مذکورہ باب صفحہ ۳۶۳ کے علاوہ ایک اور مقام پر فتوحات میں یہ بات موجود ہے کہ حضرت مہدی مقدمات کے فیصلے ان قوانین شرعیہ کی روشنی میں فرمائینگے جو ان پر ایک فرشتہ الہام کی صورت میں لائے گا۔ کیونکہ شریعت محمدی آپؑ (مہدی) کو بصورت الہام موصول ہوئی ہے لہذا آپ اسی الہام کے ذریعے حکم کریں گے۔ جس طرح اس بات کی طرف حدیث مہدی میں اشارہ ملتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ مہدی میرے نقش قدم پر چلے گا اور اس سے ہرگز غلطی سرزد نہ ہوگی۔

پس اس حدیث میں آنحضرتؐ نے ہم کو یہ بتا دیا کہ حضرت مہدی' آنحضرتؐ

۱؎ قضاوت: مقدمات کے فیصلوں کو نمٹانا اور درپیش مسائل کو حل کرنا۔

کی شریعت کے تابع ہیں، کسی نئی شریعت کے بانی نہیں۔ نیز آپؑ اپنے تمام فیصلوں میں لغزش و خطا سے پاک ہیں۔ اب کیونکہ فرشتہ الہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدیؑ کو تمام احکام واضح انداز سے بتا دیئے ہیں لہذا آپ (مہدی) پر اجتہاد حرام ہے۔ بلکہ بعض علماء نے تو تمام کے تمام اہل اللہ۔۱ کے لئے اجتہاد کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ ان اہل اللہ کے سامنے رسول اللہؐ مشہود ۔۲ ہیں، جب بھی اہل اللہ کسی حکم یا حدیث کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتے ہیں رسول اللہؐ سے رجوع کرتے ہیں اور آنحضرتؐ ان کو یقظہ۔۳ و مشافہہ۔۴ کے عالم میں، حقیقت امر سے آگاہ کرتے ہیں۔

لہذا اس طرح کے شہود کا مالک سوائے رسول اکرمؐ کی تقلید کے کسی اور امام کی پیروی کا ہرگز محتاج نہیں۔

۱۔ خدا کے وہ خالص بندے کہ جو مقامات عالیہ تک پہنچ گئے ہیں۔

۲۔ مشہود یا شہود کا حاصل ہونا : ایسی چیز یا ایسا کوئی امر کہ جو دوسرے تمام لوگوں کے لئے پوشیدہ ہو، لیکن خدا کی راہ میں اخلاص اور عمل صالح کے ذریعے کسی شخص کے لئے آشکار ہو جائے۔

۳۔ یقظہ : عربی زبان کا یہ لفظ 'رفتہ' کے وزن پر ہے۔ اس کے معنی بیداری کے ہیں۔

۴۔ مشافہہ : عربی ہے۔ روبرو گفتگو کرنا۔ مقابلہ کے وزن پر ہے۔ یعنی صاحب فتوحات مکیہ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اہل اللہ، آنحضرتؐ سے اس طرح مسائل شرعیہ کو دریافت کرتے ہیں گویا دو انسان روبرو گفتگو کریں، تجزیہ علم بیداری میں ہوتا ہے۔

حضرت مہدی کا کرم و بخشش

ہدی الاسلام سال سوم کے پچیسویں شمارہ میں ابن ماجہ سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے جو انہوں نے ابو سعید خدری سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا : "مہدی میری امت سے ہی ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اگر اس کے پاس آکر کوئی شخص یہ کہے گا کہ اے مہدی مجھے کچھ عطا کرو تو وہ (مہدی) اس کے دامن میں بغیر گنے اتنا کچھ ڈال دے گا کہ جتنا وہ شخص اٹھا سکے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۶ پر ابوداؤد سے اور ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری سے، اور ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۱ پر ترمذی سے، اور یہ تمام محدثین ابو سعید خدری سے اور وہ رسول اکرمؐ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں جس کا مضمون مذکورہ بالا حدیث سے ملتا جلتا ہے۔

ابن حجر صواعق صفحہ ۹۸ پر رقمطراز ہیں کہ ابونعیم نے رسول اکرمؐ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ :

"یقیناً خداوند تعالیٰ میری عترت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا۔ پھر فرمایا کہ جو مال و دولت کو اس طرح بانٹے گا، جس طرح کہ بانٹنے کا حق ہے۔ (ملاحظہ ہو حدیث)

نیز اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲ پر بھی اسی طرح کی حدیث نقل ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ ابن حجر نے صواعق، صفحہ ۹۸ پر ایسی روایت کا ذکر کیا ہے کہ جس کو احمد و مسلم نے رسول اللہؐ سے نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا :

"آخری زمانے میں ایسا خلیفہ آئے گا جو تمام اموال کو عوام الناس میں بغیر گنے بانٹ دے گا اور رتی برابر بھی باقی نہ رکھے گا۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲ پر ایسی ہی حدیث موجود ہے۔

حضرت مہدیؑ کی سلطنت

عقد الدرر میں صفحہ ۲۳۰ پر ابو عبداللہ بن جوزی کی کتاب تاریخ سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: چار افراد نے تمام کی تمام دنیا پر حکومت کی ان میں دو مومن اور دو کافر تھے۔ مومنین میں سے ذوالقرنین اور سلیمانؑ کفار میں سے بخت اور نمرود۔ اور عنقریب پانچواں میرے اہل بیت ہی میں سے ایک شخص پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔" (حدیث ملاحظہ ہو)

اسعاف الراغبین کے صفحہ ۱۲۹ پر مرقوم ہے کہ روایات میں کچھ مضامین ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جن کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ زمین کے مشرق و مغرب کے مالک بن جائینگے۔ (یعنی زمام امور آپؑ کے ہاتھ میں ہوگی) (تمام ہوا کلام اسعاف)

کلام مصنف: بعض روایات میں ہم نے یہ بھی پایا کہ آپ کی سلطنت مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔ (اسعاف الرغبین۔ ص ۱۳۲)

ینابیع المودۃ میں جواہر العقدین سے اور وہ حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ (علیؑ) نے فرمایا: جب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام کرے گا،

تو خدا اس کے لئے تمام اہل مشرق و اہل مغرب کو اکٹھا کر دے گا۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

حضرت مہدی کی اصلاحات (REFORMS)

ابوداؤد اپنی کتاب صحیح' جلد ۴ صفحہ ۸۷ پر حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ : اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو' تب بھی خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا' جو دنیا کو اس طرح عدل سے بھر دے گا' جیسے وہ ستم سے بھر چکی ہو گی۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

نورالابصار صفحہ ۲۳۷ پر حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے منقول ہے کہ : میں (علی علیہ السلام) نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ : آیا مہدی' ہم آل محمدؐ ہی سے ہے یا کسی اور سے؟ آپؐ نے جواب دیا : ہم ہی سے ہے۔ جس طرح خدا نے ہمارے ہاتھوں دین کی ابتداء کی' اسی طرح خدا اسکے ہاتھوں انتہاء کرے گا۔ ہماری بدولت ہی لوگوں نے فتنہ سے اس طرح نجات پائی جس طرح شرک سے۔ اور یہ ہم ہی تھے کہ جن کی بدولت خدا نے فتنہ سے پیدا ہونے والی عداوت کو اس طرح دور کر کے لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی الفت و محبت ڈالی جس طرح شرک سے پیدا ہونے والی عداوت کو دور کر کے ان کے دلوں میں الفت و محبت کو جاگزیں کیا۔ اور ہماری برکت سے ہی لوگ فتنہ سے پیدا ہونے والی عداوت سے دینی اخوت کے رشتے میں منسلک ہوئے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

بعض اہل علم و فضل کا کہنا ہے کہ مذکورہ حدیث کی سند نہایت عمدہ اور

مستحکم ہے۔ حفاظ کرام نے اس کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ طبرانی نے معجم الاوسط میں' ابو نعیم نے حلیہ الاولیاء میں' اور عبدالرحمن نے عوالی میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

کلام مصنف : مذکورہ بالا اصلاحات کے علاوہ اور بھی بہت سی اہم 'خوش آیند اور خوشگوار تبدیلیاں ہیں سلہ' جو آیندہ صفحات میں ' پیش کی جائینگی۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی بیعت

عقد الدرر باب چہارم فصل اول صفحہ ۶۷ میں امام باقرؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا :

"مہدی روز عاشورہ ظہور کرے گا' اور یہ وہ دن ہے کہ جب امام حسین بن علیؑ قتل ہوئے۔ گویا ہفتہ کا دن ہو گا اور ماہ محرم۔ رکن و مقام کے درمیان جلوہ افروز ہو گا۔ جبرائیل دائیں جانب اور میکائیل بائیں جانب موجود ہوں گے۔ خدا اس کے تمام شیعوں کو' دنیا کے کونے کونے سے' زمین کے تمام فاصلے سمٹا کر' اس کی خدمت میں لے آئے گا۔"

(حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی باب کی فصل دوم صفحہ ۷۰ میں ابو عبداللہ حاکم کی کتاب مستدرک سے اور وہ حضرت ام سلمہؓ سے اور وہ رسول اکرمؐ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

سلہ یعنی حضرت مہدیؑ کے ہاتھوں رونما ہونے والی تبدیلیاں اور اصلاحات۔

"اہل بدر کی تعداد کے برابر لوگ، میری امت کے ایک شخص کی رکن و مقام کے درمیان بیعت کریں گے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً عقد الدرر باب ہفتم صفحہ ۱۵۲ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ :

"مہدی کی بیعت رکن و مقام کے درمیان کی جائے گی، نہ سوتے ہوئے شخص کو اٹھایا جائے گا، نہ ہی خون بہایا جائے گا۔"

فتوحات مکیہ باب ۳۶۳ پر حضرت مہدی کے ذکر کے بعد، اور آپ کے حضرت فاطمہؑ کی نسل سے ہونے کی نشاندہی کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ آپؑ رسول اللہؐ کے ہم نام ہیں اور آپؑ کے جد حسن بن علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ آخر میں یہ تحریر ہے کہ :

"آپؑ کی بیعت رکن و مقام کے درمیان کی جائے گی۔" (تمام ہوا کلام فتوحات)

مہدی منتظرؑ فقط ایک ہی ہیں

کتاب ہذا کی فصل اول میں جن علمائے کرام کی تصریحات کا ذکر گزرا، اس کے ذیل میں ابن حجر کی کتاب القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر کا اقتباس بھی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، جس میں ابن حجر رقمطراز ہیں کہ :

"مہدی منتظر فقط ایک ہی شخص ہے اور ایک سے زیادہ ہرگز نہیں۔"

کلام مصنف : (مذکورہ بالا جملہ) یہ جملہ کس قدر گرانبہا ہے کہ جس نے

دعوے کو ثابت اور حقیقت کو آشکار کیا۔

اب چاہے کتنے ہی لوگ اپنے آپ کو مہدی کے نام سے موسوم کریں یا مہدی کا لقب انتخاب کریں۔ لیکن پھر بھی وہ مہدی منتظر اور قائم آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ جس کی طرف رب العزت نے قرآن مجید میں اشارہ کیا' رسول اللہ نے جس کے ظہور کی بشارت دی' اور اہل بیت علیہم السلام' بے شمار صحابہ' تابعین اور علماء نے جس (مہدی کے) کے بارے میں خبر دی وہ صرف اور صرف ایک شخص ہے' معین ہے' ایک کے بعد دوسرا کوئی نہیں۔

اسکے علاوہ جو روایات ہم نے اس مقام سے پہلے پیش کیں' نیز آیندہ ابواب میں بھی نقل کریں گے' وہ تمام روایات اس بات کی نہایت واضح اور روشن انداز سے نشاندہی کرتی ہیں نیز اس بارے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات رکھنے والے ذہن سے' ان شبہات کو دور کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ مہدی منتظر فقط ایک ہی ہے اور اس بات میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

ان احادیث کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ جو حضرت مہدی منتظر کی خصوصیات' امتیازات' صفات اور ملکات (نفسانیہ) کی نشاندہی کرتی ہیں یہ امر نہایت مشکل بلکہ ناقابل تصور اور محال ہے کہ حضرت مہدی منتظر کا مصداق ایک سے زیادہ اشخاص ہوں۔

آپ کی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) آپ کے گھرانے اور خاندان کا تعین۔

۲) آپ کے آباء و اجداد کا تعین۔

۳) آپ کے والدین اور انکے اسماء کا تعین۔

۴) آپ کے نام، لقب اور کنیت کا تعین۔

۵) آپ کی ممتاز صفات کا تعین۔

۶) آپ کے اخلاق و ملکات نفسانیہ کا تعین۔

۷) آپ کی غیبت اور اسکے طولانی ہونے کا تعین۔

۸) آپ کا ظہور آخری زمانے میں ہونے کا تعین۔

۹) ظہور کے وقت رونما ہونے والے واقعات کا تعین۔

۱۰) ظہور کے ایام میں سفیانی اور دجال کا خروج۔

۱۱) آپ کی بیعت کے مقام کا تعین (رکن و مقام کے درمیان، بیت اللہ کا پاس)

۱۲) حضرت عیسیٰ کا نزول اور آپکے پیچھے حضرت عیسیٰ کا نماز پڑھنا۔

۱۳) آپ کے منفرد اصلاحاتی اقدامات۔

۱۴) آپ کے ظہور کے نتیجے میں برکتوں کا نزول۔

۱۵) جس انداز سے آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں گے۔

۱۶) آپ کی جنگیں اور فتوحات۔

۱۷) آپ کی سلطنت اور حکومت کی وسعت۔

۱۸) آپ کی امامت اور خلافت کی مدت۔

۱۹) آپ کی وفات اور قتل کی کیفیت۔

۲۰) آپ کے بعد ائمہ علیہم السلام کی رجعت۔

حسب نسب، خصائل و کمال، صفات و علامات، خدا کی نعمتیں و الطاف، حادثات و مشکلات، اور زندگی کے دیگر نشیب و فراز کے لحاظ سے عقل عموماً ان امور کے دو اشخاص میں مشترک طور پر پائے جانے کو بعید از قیاس گردانتی ہے

چہ جائیکہ کوئی شخص دو سے زیادہ اشخاص میں ان تمام امور کے اجتماع و اشتراک کا دعویٰ کرے ۔ا

ہاں ایک بات ضرور کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کے اختتام کے بعد دوبارہ ایک نئی دنیا کی ابتداء ہو اور پھر اسی طرح کے امور کسی دوسرے شخص میں جمع ہو جائیں۔ یہ بات خداوند تعالیٰ کی قدرتِ لایزال کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہی تو جا سکتی ہے لیکن احادیث کے مطالب و مضامین اس بات کے وقوع کی صراحت سے نفی کرتے ہیں۔ کیونکہ احادیث کے مطابق مہدی منتظرؑ کا زمانہ روز قیامت کے ساتھ ہی ختم ہو جائیگا۔ (یعنی نہ پھر کوئی دنیا ہو گی اور نہ ہی دنیا میں مہدی منتظر چونکہ جب قیامت آگئی تو دنیا کے وجود کا سوال ہی نہیں)

اور آخری بات جو ان احادیث کے بارے میں ہمارا مدمقابل کہہ سکتا ہے وہ یہ کہ مذکورہ احادیث میں موجود حضرت مہدی کوئی ایک معین شخص نہیں بلکہ اس میں موجود مہدی سے مراد مہدویتِ نوعیہ ۲ ہے۔ یعنی مذکورہ بالا صفات و خصوصیات کئی افراد میں جمع ہو جائیں کہ جن کا نام مہدی ہو' جس کے نتیجے میں متعدد افراد روایات میں موجود مہدی منتظر کا مصداق قرار پائیں گے۔

اور اس صورت میں ہمارے سامنے کئی مہدی ہونگے اور ہر مہدی میں مذکورہ خصوصیات موجود ہونگی۔ یہ نظریہ اتنا بے بنیاد اور بے ڈھب ہے کہ نہ عقل اس کو مانتی ہے اور نہ دل اسکی گواہی دیتا ہے۔

ا البتہ ان تمام امور میں سب سے اہم حسب و نسب' صفات و علامات کا یکجا و یکساں ہونا ہے جو کسی بھی طور دو اشخاص میں جمع نہیں ہو سکتیں۔

۲ یعنی حضرت مہدی کے بارے میں' روایات میں مذکور صفات (بقیہ اگلے صفحے پر)

توریت اور انجیل کے دونوں عہد (عہد قدیم و عہد جدید)سے۱ میں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کچھ اوصاف 'صفات' اخلاق اور حالات مذکور ہیں۔ نیز آپ کے خاندان اور گھرانے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان تمام امور کے ذکر کے بعد مشرق سے لے کر مغرب تک کوئی شخص بھی یہ خیال تک اپنے ذہن میں نہیں لاتا کہ یہ تمام صفات' اخلاق اور عادت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' محمد نوعیہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ کہ جس کے نتیجے میں محمد نام کی ذات متعدد ہو جائے گی۔ (یعنی ان صفات وعادات کا مصداق' دسیوں لوگ قرار پائیں گے)۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ رسول اکرمؐ کی صفات اور علامات' اور حضرت مہدی کی صفات وعلامات میں کیا فرق ہے؟ کہ ایک طرف تو

(بقیہ پچھلے صفحے کا حاشیہ) وخصوصیات کسی ایک معین شخص کی طرف اشارہ نہیں کرتیں بلکہ ایک نوع کی جانب اشارہ کرتی ہیں' ایسی نوع کہ جو متعدد افراد پر مشتمل ہے۔ مثلاً ۔۔۔ انسان ایک نوع ہے۔ ایسی نوع کہ اسکی کچھ مخصوص صفات ہیں جو اس کو دوسرے جانداروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ یعنی انسان ایک ایسا جاندار ہے جو مدنی الطبع (SOCIAL ANIMAL) ہونے کے ساتھ ساتھ تفکر' تدبر اور تعقل کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ مذکورہ اوصاف کسی ایک معین انسان' جیسے زید' بکر' عمرو سے مخصوص نہیں بلکہ ہر انسان ان صفات کا مالک ہے۔ پس اس انسان کی جو ایک نوع ہے' کچھ مخصوص صفات ہیں مہدویت نوعیہ بھی اسی طرح سے ہے۔ یعنی روایات میں موجود' مہدی منتظر کی صفات بھی کسی معین مہدی منتظر کے لئے نہیں بلکہ متعدد افراد ان صفات کے مالک ہو سکتے ہیں' اور سب مہدی ہی کا مصداق قرار پائیں گے۔ اور یہ بات اٹھاتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں جواب دیا جا چکا اور آئندہ بھی یہ بات واضح کردی جائے گی۔ انشاءاللہ۔

۱۔ عہد قدیم : OLD TESTAMENT' عہد جدید : NEW TESTAMENT

توریت و انجیل میں رسول اللہؐ کی بیان کردہ صفات کو مد نظر رکھتے ہوئے محبیت نوعیہ کے تصور کو غلط اور باطل گردانا جائے، مگر مہدی موعود کے بارے میں مہدویت نوعیہ کے امکان کو مستحکم جانا جائے! کم از کم ہماری سمجھ سے تو یہ بات بالا تر ہے۔

ہم یہ گمان کرتے ہیں۔ اگرچہ گمان، حقیقت کا قائم البدل نہیں کہ مہدویت نوعیہ کے بے بنیاد عقیدے کو عرصہ وجود میں لانے والے ان تین درج ذیل گروہوں سے ہیں۔

۱) ریاست و امارت کے بھوکے اور خلافت کے لالچی : کہ جنھوں نے اس نظریے کو پھیلایا تاکہ ان کے قیام اور جنگ و جدال کی قانونی اور شرعی حیثیت پیدا ہو سکے۔ اور وہ اپنے کاموں کو مہدی کے نام سے انجام دے سکیں۔

۲) بعض صوفی فرقوں کے پیروکار : کیونکہ جب مذکورہ فرقے کے ماننے والے "غیبت امام زمانہ" میں آپؑ (مہدیؑ) کی نیابت خاصہ کو حاصل نہ کر پائے تو انہوں نے مہدویت نوعیہ کے من گھڑت عقیدے کو اپنایا۔

۳) بنی امیہ کے بعض کارندے : جب ان کارندوں کی توجہ ان احادیث کی طرف گئی کہ جن میں حضرت مہدیؑ کا ذکر موجود ہے اور آپؑ کی شخصیت کو معین کیا گیا ہے۔ تو اس مقام پر انہوں نے اپنے آپ کو بری طرح پھنسا پایا، کیونکہ لا محالہ ان کو، مذکورہ احادیث کی روشنی میں مہدی کے وجود کا اقرار کرنا پڑے گا، پھر احادیث کے تحت یہ بھی کہنا پڑے گا کہ وہ (مہدی) اہل بیت علیہم السلام سے ہیں حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے فرزند حسین علیہ السلام کے توسط

سے، آپ (فاطمہ زہراؑ) کی نسل سے ہیں۔ نیز یہ بھی ماننا پڑے گا کہ آپؑ (مہدی) امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں۔ جب کہ ان تمام باتوں کا ماننا، بنی امیہ اور ان کے پالتو کارندوں کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے (بغض اہل بیتؑ کے سبب) مہدویت نوعیہ جیسے بے بنیاد عقیدے کو ایجاد کیا۔

کچھ اور ضعیف اقوال بھی ہیں کہ جن کے مطابق حضرت مہدیؑ، حضرت عباس (ابن عبدالمطلب) کی اولاد سے ہیں۔ یا امام حسن کی نسل سے یا وہ قول کہ جسکے مطابق آپؑ ابھی تک متولد ہی نہیں ہوئے۔ مذکورہ اقوال اور انہی جیسے دوسرے اقوال کا سبب، مندرجہ بالا تین وجوہ میں سے ہی ہے۔

محمد بن طلحہ، مطالب السئول میں رقم طراز ہیں کہ :

اب اگر کوئی شخص ان احادیث نبوی پر کہ جن کی تعداد کثیر، بیان صریح، ناقلین صحت اسناد پر متفق، نیز جن کا رسول اللہؐ سے منقول ہونا ثابت شدہ ہو، اس پر مستزاد یہ کہ اجماع بھی قائم ہو گیا ہو۔ کہ ان روایات کی رو سے صراحتاً یہ بات ثابت ہے کہ آپ اولاد فاطمہؑ اور رسول اللہؐ کی نسل اور آپؐ کی عترت اور اہل بیت سے ہیں۔ آپؑ کے ہم نام ہیں، زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جناب عبدالمطلب کی نسل سے ہیں، جوانان جنت کے سرداروں کی اولاد ہیں ـــــــ اعتراض کرتے ہوئے کہے کہ ان سب کے باوجود یہ روایات اس امر پر دلالت نہیں کرتیں کہ جس مہدی کی صفات مذکور ہوئیں وہ یہی ابوالقاسم محمد بن الحسن الحجت خلف صالح ہیں۔ کیونکہ جناب فاطمہ کی اولادیں بہت زیادہ ہیں اور قیامت تک جو بھی آپؑ (فاطمہ زہراؑ) کی نسل سے پیدا ہو گا، اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مصداق قرار پائے گا۔ نیز عترت طاہرہ اور اہل بیت اطہارؑ

سے کروایا جائے گا۔ لہٰذا احادیث پر' مذکورہ اعتراض کی صورت میں' حضرت مہدی پر ایمان رکھنے والوں کو' ان احادیث کے علاوہ کوئی اور دلیل و برہان لانا پڑے گی۔ جس کی رو سے ثابت ہو سکے کہ احادیث میں مذکور مہدی آپ ہی ہیں' اور اس طرح ہمارا دعویٰ ثابت ہو سکے۔

اعتراض کا جواب :

جب حضرت رسول اللہؐ نے امام مہدی کا تعارف کروایا تو متعدد جہات کے ذریعے' جن میں آپؑ کا نام' حسب نسب' آپ کا معصومہ کونین کی نسل سے ہونا اور حضرت عبدالمطلب کی نسل سے ہونا' شامل ہے۔ نیز آپ کا حلیہ بھی بتایا کہ جسکے مطابق پیشانی روشن اور ناک ستواں ہے۔ اسکے علاوہ وہ متعدد صفات کہ جو چند سطور قبل مذکورہ معتبر احادیث کے ضمن میں بیان ہوئیں۔ ان تمام بیان شدہ صفات کو مہدی منتظر نامی شخصیت کے لئے قرار دیتی ہیں۔ اور تمام احکامات کو اسی شخصیت سے مخصوص کرتی ہیں جو ان صفات و خصوصیات کا مالک ہو۔ ادھر دوسری طرف ہم ان صفات و علامات کو صرف اور صرف حضرت ابوالقاسم محمد خلف صالحؑ میں ہی پاتے ہیں' کسی دوسرے میں نہیں۔

پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے' یہ ماننا پڑے گا کہ مذکورہ احکام امام زمانہؑ سے ہی مخصوص ہیں اور آپؑ ہی ان تمام امور کے مالک ہیں۔ ورنہ اگر یہ بات مان لی جائے کہ "ایک شخصیت کی علامات اور نشانیاں تو ذکر کر دی جائیں' لیکن ان علامات کا مالک اور نشانیوں کا حامل سرے سے موجود ہی نہ ہو" تو اس صورت میں رسول اکرمؐ کا ان علامات و صفات (بغیر اسکے کہ صاحب صفات اور حامل

علامات موجود ہو) کی نشاندہی (نعوذ باللہ) لغو اور غیر منطقی ہے جو شان ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف ہے۔

اب اگر کوئی اعتراض کرتے ہوئے کہے کہ بات صرف علامات و صفات کے ذکر کرنے سے نہیں بنے گی بلکہ اس شخص کی شناخت بھی ضروری ہے کہ جس سے یہ صفات و علامات مخصوص ہیں اور اس میں پائی جاتی ہیں۔

لیکن جس شخص سے یہ صفات مخصوص ہیں اگر اس شخص میں مذکورہ صفات پائے جانے کے بارے میں علم ہی نہ ہو تو پھر اس شخص کو ان صفات کا حامل اور خصوصیات کا مالک ہرگز نہ کہا جائے۔

ہم یہ بات بسرو چشم قبول کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کے زمانے سے "خلف صالح مہدی علیہ السلام کی ولادت تک" اولاد جناب فاطمہؑ میں سے حضرت مہدی کے علاوہ ایک شخص بھی ایسا نہیں گزرا جس میں یہ صفات و علامات جمع ہوئی ہوں۔ لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ حضرت مہدیؑ کا ظہور' اور آپؑ کی حکومت اور ولایت کا دور دنیا کے آخری ایام کے ہمراہ ہو گا۔ یعنی ظہور دجال اور نزول عیسیٰ بن مریمؑ کے وقت۔ اور یہ موقع نہایت طویل عرصے کے بعد آئے گا' اور زمانہ ہذا سے اس طویل عرصے تک کتنے ہی برس گزر جائیں گے اور اس دوران عترت اطہار و نسل فاطمہ زہراؑ سے کتنی ہی افراد آئینگے اور کتنے گزر جائینگے۔ لہٰذا اس بات کا امکان ہے کہ عترت اطہار اہل بیت میں سے کوئی شخص اس دوران پیدا ہو جائے کہ جس میں مذکورہ صفات موجود ہوں اور روایات میں جس مہدی کی جانب اشارہ کیا گیا ہے وہی ان کا مصداق قرار پائے۔ (نہ کہ وہ مہدی کہ جس کا دعویٰ امامیہ اثنا عشری کرتے ہیں اور جو شخصیت اس دور میں پس پردہ

غیبت ہے) اب اس امکان کے ساتھ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی تمام دلیلیں محمد یعنی حضرت امام صاحب الزمانؑ کے وجود کو ثابت کرتی ہیں اور ان سے مخصوص ہیں؟ ۱؎

جواب :

اب جبکہ خود آپ کے کہنے کے مطابق یہ امر واضح ہے کہ خلف صالح (حضرت مہدی) کی ولادت تک اور پھر اسکے زمان ہذا تک حضرت مہدی کے علاوہ کسی بھی ایسے شخص نے عرصہ وجود میں قدم نہیں رکھا ہے کہ جس میں یہ صفات ' تمام کی تمام موجود ہوں۔ اور یہی بات کافی ہے کہ روایات میں مذکور احکام و صفات ' حضرت مہدی منتظر کے لئے ثابت ہو جائیں۔ اسکے علاوہ آپ نے جو آئندہ زمانے میں کسی ایسے شخص کے وجود میں آنے کا امکان پیش کیا ہے کہ جس میں مذکورہ صفات موجود ہوں تو محض یہ امکان ' ان روایات کی دلالت اور مضامین کو (ہمارے دعویٰ شدہ) حضرت مہدیؑ کے حق میں ثابت ہونے کے سلسلے میں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ ہی روایات کے تحت ثابت شدہ حکم پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس موجود دلائل کی دلالت ' معنی کے واضح ہونے کی وجہ سے مضبوط و مستحکم ہے۔ اور آئندہ زمانے میں کسی ایسے امر کے وجود میں آنے کا امکان ' جو موجودہ دلائل سے متضاد اور متصادم ہو

۱؎ یعنی تمام روایات انہی حضرت مہدی کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جن کا دعویٰ امامیہ اثنا عشری کرتے ہیں ' یہ کیسے ثابت ہے؟ بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعد میں ایک شخص پیدا ہو کہ جو ان تمام صفات کا مالک ہو اور وہی حقیقی مہدی منتظر ہو۔

نہایت ضعیف اور مرجوح ہے۔ اور یہ بات اپنی جگہ پر واضح ہے کہ مضبوط و مستحکم معنی کو ضعیف اور مرجوح معنی کے امکان کی خاطر ترک نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن اگر ہم یہ بات مان لیں تو اس صورت میں ہم کو ان تمام دلائل سے دست بردار ہونا پڑے گا کہ جن کی رو سے ہم دیگر احکام شرعیہ کو ثابت کرتے ہیں، تب بھی ہر لحظہ یہ امکان اپنی جگہ پر قائم ہے کہ شاید مستقبل میں مذکورہ دلیل کے مضمون سے متضاد اور برعکس معنی وجود میں آئیں۔ لیکن پھر بھی ہم اس متضاد معنی کے وجود میں آنے کے امکان کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام دیگر روایات و دلائل کے مضامین پر عمل کرتے ہیں اور ان کو ترک نہیں کرتے۔ اور اس مسئلہ میں علماء کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔[۱]

اور جو بات ہمارے مدعیٰ کو ثابت اور مطمع نظر کو مستحکم کرتی ہے وہ رسول اللہؐ کی وہ حدیث ہے کہ جس کو امام مسلم بن حجاج نے اپنی کتاب صحیح میں مع ذکر سند، نقل کیا ہے۔

آنحضرتؐ نے جناب عمر بن خطاب سے فرمایا کہ :

۱۔ یعنی ہر روایت، حدیث یا شرعی حکم کی دلیل کے بارے میں یہ امکان دیا جا سکتا ہے کہ شاید مستقبل میں اس شرعی حکم سے متضاد کوئی اور حکم ثابت ہو جائے یا اس روایت یا حدیث کے برخلاف مستقبل میں کوئی اور روایت پیدا ہو جائے، اس امکان کے باوجود ہم سردست ثابت شدہ حکم پر عمل کرتے ہیں۔ ورنہ اگر یہ قاعدہ مان لیا جائے تو تمام احکام شرعیہ میں یہ امکان جاری ہو سکتا ہے اور پھر کوئی حکم شرعی بھی اس تزلزل اور لڑکھڑاہٹ سے محفوظ نہ ہوگا۔

"تمہارے پاس یمن سے ایک قافلہ آئے گا' جس میں اویس بن عامر مرادی قرنی (اویس قرنی) نام کا ایک شخص ہوگا۔ وہ مبروص ہوگا لیکن پھر شفا پا جائے گا۔ سوائے ایک درھم کی مقدار کے برابر گولائی میں برص کا نشان باقی رہے گا' اس کی ایک ماں بھی ہوگی' اور وہ ایک نیکو کار اور پارسا شخص ہے۔ اگر خدا کو قسم دے' تو خدا اس درھم کے برابر برص کے نشان کو بھی اس کے جسم سے مٹا دے گا۔ پس (اے عمر) اگر تم اس سے اپنے لئے استغفار کروا سکو' تو کروا لینا۔ ۱"

یہاں پر رسول اللہؐ نے اس شخص کے نام' حسب نسب اور صفت کا ذکر کرتے ہوئے ان تمام امور کو اس شخص کی علامات اور نشانیوں کے طور پر بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ اگر اس نام کا کوئی شخص' ان صفات کا حامل ہو اور خدا کو قسم دے کر دعا مانگے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔

نیز وہ شخص اس بات کی بھی اہلیت رکھتا ہے کہ اس سے انسان اپنے لئے طلب مغفرت کی دعا کروائے۔ اور خدا کی بارگاہ میں یہ مقام نہایت اعلیٰ اور عظیم ہے۔

اسکے بعد' رسول اللہؐ اور حتیٰ جناب ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت عمر ہمیشہ یمن سے آنے والے قافلوں کے بارے میں دریافت کرتے کہ مذکورہ قافلہ کب آئے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن یمن سے ایک وفد آیا تو آپ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا' بتایا گیا کہ ان نشانیوں کا حامل ایک شخص موجود ہے۔

۱۔ یعنی اویس بن عامر مرادی قرنی' حضرت عمر کے گناہ بخشوانے کے لئے' خدا کی بارگاہ میں طلب مغفرت کرے۔

جیسے ہی حضرت عمر کو یہ اطلاع ملی آپ فوراً اس کے پاس پہنچے‘ اس سے ملاقات کی اور رسول اکرمؐ کی حدیث کے مطابق اس سے اپنے لئے دعا کروائی۔

نیز جیسے ہی خلیفہ ثانی کو علم ہوا کہ حدیث نبوی میں بتائی گئی صفات اس شخص میں موجود ہیں‘ بغیر کسی حیل و حجت اور تردد کے آپ نے فوراً یقین کر لیا کہ یہی وہ شخص ہے۔

جب کہ اس بات کا امکان اپنی جگہ پر قائم تھا کہ شاید مستقبل قریب‘ یا بعید میں یمن سے کوئی اور وفد آئے اور اس وفد میں رسول اکرمؐ کی بتائی ہوئے صفات کا حامل موجود ہو۔ (نہ کہ اس وفد میں کہ جو آچکا ہے)

کیونکہ یہ امر نہایت واضح اور روشن ہے کہ قبیلہ مراد سینکڑوں افراد پر مشتمل تھا‘ لہٰذا پیدائش کی شرح بھی اسی نسبت سے تھی۔ اس لئے جو امکان (اعتراض کرنے والے نے) حضرت مہدی کے سلسلے میں ذکر کیا‘ وہ امکان یمن سے آئے ہوئے اس وفد پر بھی صادق آتا ہے۔

خوارج کا قصہ بھی‘ اسی طرح ہے۔ جب رسول اللہؐ نے گروہ خوارج کی صفات کی نشاندہی کی اور ان صفات کی بنا پر جو سلوک ان کے ساتھ کیا جانا چاہئے تھا‘ بتایا‘ اور اسکے بعد جب حروراء اور نہروان کے مقام پر حضرت علیؑ نے ان خوارج سے مقابلہ کیا تو آپ نے بغیر کسی تردد اور ہچکچاہٹ کے اس بات پر یقین محکم پیدا کر لیا کہ یہ وہی افراد ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ لہٰذا آپ نے ان کے ساتھ جنگ کی اور ان کا قلع قمع کیا۔

یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے‘ رسول اللہؐ کی بیان کردہ صفات کو مد نظر رکھتے ہوئے‘ جب خوارج کو ان صفات کا مصداق پایا تو اس

حدیث نبوی کے تحت عمل کیا۔ جب کہ اس موقع پر یہ امکان موجود تھا کہ رسول اللہؐ کی بیان کردہ صفات کا مصداق بعد میں آنے والا کوئی اور گروہ ہو۔

اور ایسی ہی دسیوں مثالیں اور بھی ہیں کہ جن میں روایت کی دلالت اور معنی کے مطابق عمل کیا گیا ہے۔ جبکہ مستقبل میں اسی طرح کی دلالت اور معنی کا مصداق وجود میں آنے کا امکان اپنی جگہ پر قائم تھا۔

پس ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ راجح اور مستحکم دلالت کو ایک ضعیف اور مرجوح امکان کی خاطر ترک نہیں کیا جا سکتا۔

مزید وضاحت کے لئے ہم یہ کہیں گے کہ کسی بھی صفات کی حامل چیز یا شخص کے لیے ان صفات سے مربوط حکم اس وقت لاگو ہوتا ہے کہ جب وہ صفات اس چیز یا شخص میں پائی جائیں اور یہ قانون ناقابل انکار ہے۔ اب اگر کوئی اس قانون کا ہی انکار کر بیٹھے اور کہے کہ ان صفات کا حامل شخص کہ جس کے لئے کوئی حکم لاگو ہونا ہے وہ یہ شخص نہیں بلکہ اس شخص کے بعد آنے والا کوئی اور شخص ہے تو ایسی بات کہنے والا صراط مستقیم سے منحرف ہے اور جگ ہنسائی کا مرکز۔

نیز یہ بات بھی مذکورہ قانون کو ثابت کرتی ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تو یہ بھی بتایا کہ میں آخری زمانے میں ایک نبی عربی مبعوث کرونگا جو خاتم الانبیاء ہوگا۔ اور پھر آنحضرتؐ کی تمام صفات اور علامات بھی بیان کیں۔ اور ان علامات کو حضورؐ کی شناخت کا ذریعہ بھی بتا دیا۔ یعنی ایسا شخص اور ان صفات کا حامل آخری زمانے میں نبی ہوگا۔

پھر اسکے بعد حضرت موسیٰؑ کی قوم میں آپ کے ذکر کا چرچا عام ہو گیا۔ اور

لوگ یہ جان گئے کہ آخری زمانے میں ایسی صفات کا مالک نبی مبعوث ہو گا۔ اور جب آپ کی بعثت کا زمانہ قریب آیا تو یہودی' مشرکین کو دھمکی آمیز لہجے میں ڈرانے لگے کہ اب بہت جلد ایک نبی مبعوث ہو گا جس کی فلاں فلاں صفات ہوں گی ہم اس کی مدد سے تمہارے خلاف جنگ کریں گے۔

پھر جب رسول اکرمؐ مبعوث برسالت ہوئے اور یہودیوں نے توریت میں موجود تمام کی تمام صفات کو حضورؐ کے وجود مبارک میں پایا' تو آپ کا انکار کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ یہ وہ نبی نہیں (کہ جس کا وعدہ توریت نے دیا ہے۔) بلکہ وہ کوئی اور ہے اور بعد میں آئے گا۔

جب یہودیوں نے اپنے سیاہ اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے اس "امکان" کے سائے میں پناہ لی اور توریت میں بیان شدہ صفات کے مطابق عمل کرنے سے روگردانی کی تو خدا تعالیٰ کی مذمت کے حقدار ٹھہرے۔ کیونکہ انہوں نے اس حکم کے مطابق عمل نہیں کیا تھا جو ان کو توریت میں بیان شدہ صفات کے حامل نبی کے ساتھ کرنا چاہئے تھا۔ (یعنی رسول اللہؐ پر ایمان نہ لائے) اور توریت میں بیان شدہ صفات کے حامل شخص (رسول اکرمؐ) کو نظر انداز کیا اور خواہ مخواہ بعد میں آنے والے کسی اور نبی کے امکان کو تراشا۔

یہ قصہ اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل اور مستحکم برہان ہے کہ جب بھی کچھ صفات و علامات کسی حکم کے لاگو ہونے کے لئے وضع کی جائیں' تو جہاں اور جس شخص میں بھی وہ صفات اور علامات پائی جائیں گی' مربوط حکم بغیر کسی حیل و حجت کے لاگو ہو گا۔

(اب ذرا اصلی موضوع کی طرف آتے ہیں اب جب کہ وہ تمام صفات جو

علامت اور نشانی کے طور پر ذکر ہوئیں اور جن کے ذریعے مہدی منتظر کے شناخت کی جا سکتی ہے' خلف صالح حجت محمد علیہ السلام (حضرت مہدی) میں موجود ہیں لہٰذا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ احادیث میں مذکور مہدی' آپ ہی ہیں۔ اسکے ساتھ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ آئندہ زمانے میں کسی اور مہدی کے ان صفات کے ساتھ وجود میں آنے کا امکان بھی درست نہیں۔

فصلِ چہارم

حضرت مہدیؑ کا مقام و منزلت

اس فصل میں بارگاہ رب العزت میں حضرت مہدیؑ کا مقام و منزلت اور آپؑ کے بعض فضائل و مناقب کا بیان ہوگا۔ آپؑ کے خلیفہ اللہ اور برگزیدہ ہونے کا بھی تذکرہ ہے۔ آپؑ کی اطاعت واجب اور بیعت لازم ہے۔ حق آپؑ ہی کے ساتھ ہے اصحاب کہف آپؑ پر سلام بھیجیں گے۔ نیز آپؑ جنت کے سردار اور بارہویں خلیفہ ہونگے۔

حضرت مہدیؑ کا مقام و منزلت

عقد الدرر باب اول صفحہ ۲۵ میں ابو ایوب انصاری سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا :

"ہمارا نبی، انبیاء میں سب سے افضل یعنی تمہارے والد، ہمارا شہید، شہداء میں سب سے افضل یعنی تمہارے والد کے چچا، حمزہؑ ہم ہی سے

وہ ہے کہ جو اپنے دو پروں کی مدد سے جنت میں جہاں چاہے پرواز کرتا ہے یعنی تمہارے والد کا عم زاد' اور ہم ہی میں سے اس امت کے دو نواسے ہیں یعنی حسن و حسین' جو ہمارے فرزند ہیں۔ اور ہم ہی میں سے مہدی ہے۔

صاحب عقد الدرر لکھتے ہیں کہ : اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم طبرانی نے اپنی کتاب المعجم الصغیر (ج ا۔ ص ۳۷) میں نقل کیا ہے۔

کلام مصنف : اس شرف اور منزلت کے کیا کہنے جو خداوند تعالی نے حضرت مہدی منتظر کو عطا کیا۔ یہاں تک کہ آپؐ (مہدی) کو آپ کے جد بزرگوار' صادق و امین (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے مفاخر اہل بیت سے شمار کیا ہے' وہ اہل بیت کہ جن کے لئے قرآن کریم نے آواز دی کہ :

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" (سورہ احزاب۔ آیت ۳۳)

رفعت حضرت مہدیؑ

عقد الدرر باب اول میں ابو عبداللہ نعیم بن حماد سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ :

"جناب عیسیٰ بن مریمؑ نے جب ان مقامات عالیہ اور نعمتوں کی جانب دیکھا جو قائم آل محمدؐ کو عطا ہوں گی' تو آپ نے دعا کی! اے پالنے والے! مجھے قائم آل محمد قرار دے۔ جواب آیا : یہ ذریت احمد (مصطفٰےؐ) میں سے ہوگا۔ دوبارہ آپ نے نگاہ کی' پھر انہی مقامات اور نعمتوں کا مشاہدہ

کیا اور وہی دعا مانگی' پھر وہی جواب آیا' تیسری مرتبہ نظر کی انہی مقامات کا مشاہدہ کیا' پھر وہی دعا مانگی' بارگاہ خداوندی سے پھر وہی جواب آیا۔

اسی طرح سے ایک روایت میں سالم اشل سے منقول ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام کو یہ کہتے سنا اور پھر یہی حدیث نقل کی ہے لیکن امام باقرؑ سے منقول اس حدیث میں 'بجائے حضرت عیسیٰ' حضرت موسیٰ بن عمران ہے۔

کلام مصنف : میری جان آپ پہ فدا ہو اے مہدی منتظرؑ' اے قائم آل محمدؐ' اس عظیم الشان منزلت اور بلند و بالا مقام کے کیا کہنے جو رب العزت نے آپ کو عطا فرمایا۔ اور آپؑ ہی سے مخصوص کیا یہاں تک کہ موسیٰ بن عمران کلیم اللہ' اور عیسیٰ بن مریم روح اللہ' (علیہما السلام) اپنی اس شان اور منزلت کے باوجود آپ کے عظیم الشان اور ناقابل وصف مقام تک پہنچنے کی دعا مانگتے ہیں۔ لیکن تب بھی خداوند تعالیٰ کو یہ مقام' سوائے آپ کے (مہدی) کسی اور کو عطا کرنا منظور نہیں۔

ان دونوں (عیسیٰ و موسیٰ) نے جب آپ کے بلند مرتبے کو دیکھا تو بارگاہ رب العزت میں آپ کے مقام و منزلت سے آگاہ ہوئے۔ آپ کی اس شان و رفعت کو دیکھا جو خدا نے آپ سے ہی مخصوص کر دی ہے۔ لہٰذا یہ بات ان دونوں کو نہایت مسرور کن اور قابل رشک دکھائی دی' اس لئے انہوں نے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ ہم کو یہ مقام و منزلت عطا ہو' تو جواب آیا کہ : یہ مقام صرف قائم آل محمد سے مخصوص ہے۔

جب ان دونوں نے کرہ ارض کے مشرق اور مغرب میں اعلائے کلمہ حق'

قیام عدل و انصاف' بربادی ظلم و جور اور دیگر بہت سے اثرات اور نتائج جو امام مہدی منتظر کے وجود اور ظہور بابرکت کے سائے میں حاصل ہوتے ہیں' کو دیکھا' تو خدا کی بارگاہ میں التجاء کی کہ یہ تمام اثرات ان کے وجود سے منسلک کر دے اور انہی کی دعوت اور تبلیغ میں سمو دے۔ تو ان دونوں کو یہ جواب ملا کہ قلم حتمی قضاء و قدر نے اس عظیم الشان اور ناقابل بیان منزلت کو قائم آل محمد مہدی منتظر کے لئے رقم کر دیا ہے۔

حضرت مہدیؑ و حضرت عیسیٰؑ

صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ پر جناب ابو ہریرہ سے نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : تم لوگوں کا اس وقت کیا حال ہو گا جب تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریم نزول کریں گے۔ اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔

کلام مصنف : مسلم نے اسی طرح کی روایت ابو ہریرہ سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہے۔

عقد الدرر باب اول صفحہ ۲۵ میں حافظ اصفہانی کی کتاب مناقب المہدی سے اور وہ ابو سعید خدری سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا : وہ ہم ہی میں سے ہے کہ جسکی امامت میں عیسیٰ بن مریم نماز ادا کریں گے۔

اس مضمون پر مشتمل متعدد روایات نقل ہوئی ہیں۔

کلام مصنف : حضرت مہدیؑ کی فضیلت اور تقدم رتبہ کے ثبوت کے

لئے یہی ایک روایت کافی ہے کہ جس میں آپ کی امامت (جماعت کا امام بننا) اور اس میں موجود نکتے کو بیان کیا گیا ہے۔

گنجی نے اپنی کتاب البیان میں نماز کی احادیث نقل کرنے کے بعد درج ذیل عبارت تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ :

"صحیح و معتبر احادیث کے مطابق' حضرت عیسیٰ' امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے' اور آپؑ ہی کی رکاب میں جہاد کریں گے' اور حضرت عیسیٰ ہی امام مہدی کی کمان میں جہاد کے دوران دجال کو واصل جہنم کریں گے۔' ادھر دوسری طرف نماز کے رتبے کا تقدم شناخت شدہ امر ہے' نیز جہاد کا مرتبہ بھی ایسی ہی اہمیت کا حامل ہے۔ اسکے علاوہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی نظر میں ان احادیث کی سند صحیح اور راوی موثق ہیں' لہٰذا ان احادیث پر اجماع بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اہل تشیع اور اہل تسنن کے علاوہ جتنے بھی دوسرے فرقے مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں ان کے نظریات بے قیمت' فاسد اور بے تکے ہیں۔ پس ان احادیث پر' اجماع طے شدہ امر ہے۔ اب اس اجماع کے قیام اور اسکو صحیح مانتے ہوئے' نیز مذکورہ بالا روایات کی صحت کو قبول کرتے ہوئے اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ان دونوں میں کون افضل ہے؟ وہ کہ جو جہاد اور نماز دونوں میں امام ہے؟ یا وہ کہ جو نماز اور جہاد دونوں میں ماموم؟؟ ۱۔

۱۔ اعتراض اور سوال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی ہیں اور حضرت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جواب

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ دونوں ہستیاں ' نبی اور امام ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ کامل ہیں۔ اور اگر یہ دونوں اکٹھا ہوں تو ان میں سے کوئی ایک ' دوسرے کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اور وہ نمونہ اور اسوہ ' امام (مہدی) ہیں۔

کیونکہ ان دونوں کو ' کسی بھی قسم کی ملامت ' ومذمت خدا کی راہ میں قدم اٹھانے سے ہرگز نہیں روک سکتی۔ نیز یہ دونوں بزرگ ہستیاں ' تمام قبیح افعال ' مکروحیلہ ' ریاء اور نفاق سے پاک ہیں۔ اسکے علاوہ کوئی بھی شئی ان دونوں کو شریعت کے دائرے سے باہر ' خدا اور اسکے رسولؐ کی مرضی و رضایت اور خوشنودی کے خلاف کوئی اکم انجام دینے پر ہرگز اکسا نہیں سکتی۔

جب حقیقت حال اس طرح ہو تو یقیناً ' امام ' ماموم سے افضل ہے کیونکہ صاحب شریعت محمدیہ ' حضرت ختمی مرتبتؐ کا فرمان ہے کہ :

"لوگوں کی امامت وہ شخص کرے گا جو تم میں سب سے بہتر ہو اور بیشتر کتاب اللہ کی قرائت کرتا ہو۔ اگر قرائت میں مساوی ہیں تو پھر تم میں

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) مہدی امام ' جناب ختمی کے عقیدے کے مطابق ' نبی امام سے افضل ہے ' لیکن چونکہ حضرت مہدی نماز اور جہاد دونوں میں امام ہیں اس لئے وہ افضل ہیں ' کیونکہ نماز و جہاد ایک رتبہ ' جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا ہے ' تمام چیزوں سے افضل ہے ' اب حضرت عیسیٰ افضل ہیں کیونکہ نبی ہیں ' امام مہدی افضل ہیں کیونکہ نماز و جہاد میں امام ہیں؟ لہٰذا دونوں بیک وقت افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟

سے عالم تر، اگر علم میں بھی مساوی ہیں تو پھر فقہ کو زیادہ جاننے والا، اگر فقہ میں بھی مساوی ہیں تو پھر ہجرت میں پیش قدم کرنے والا، اگر ہجرت میں بھی مساوی ہیں تو پھر جس کا چہرہ زیادہ پرکشش ہو وہ امامت کرے گا۔"

بنابرایں امام (مہدیؑ) کے شریعت کے علم پر دسترس کامل رکھنے اور خدا کا ان کو (مہدی) ہر قبیح فعل سے منزہ کر دینے کے بعد، یہ ان کے لئے ہرگز صحیح نہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ پر اپنے کو برتری اور فوقیت دیں۔

اور اسی طرح اگر حضرت عیسیٰ اپنے آپ کو امام مہدی سے افضل سمجھتے تو ان کے لئے امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا جائز نہ ہوتا، کیونکہ خدا نے جناب عیسیٰؑ کو بھی ریاء، نفاق، ذاتی منفعت، خودپسندی اور دیگر تمام کی تمام قبیح صفات سے منزہ قرار دیا ہے۔

لہذا جب امام مہدیؑ کو اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں تو ان کے لئے صحیح اور جائز ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ پر مقدم رکھیں۔

اسی طرح جب حضرت عیسیٰؑ کو اس امر کا علم ہو گیا کہ امام مہدیؑ ان سے افضل واولیٰ ہیں تو ان پر لازم ہو گیا کہ وہ حضرت مہدی کو مقدم کریں اور انہی کو فوقیت دیں۔ نیز ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں۔

اور اگر صورتحال اس کے برعکس ہوتی تو حضرت عیسیٰ کا، امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کرنا صحیح نہ ہوتا۔

یہ تو تھی نماز کے لحاظ سے امام مہدی کی فضیلت۔ اب جہاں تک جہاد کا

سوال ہے تو جہاد کے معنی ہیں "کسی ایسے شخص کی رکاب میں جان کی بازی لگا دینا جو اس جنگ کے ذریعے خدا کی طرف دعوت دے۔" کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی بھی شخص کے لئے رسول اکرمؐ یا رسول اکرمؐ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی رکاب میں جہاد کرنا صحیح نہ ہوتا۔۱

اور ہماری اس بات کی دلیل اللہ تبارک تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

"ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنہ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن و من اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ھو الفوز العظیم○"

(سورہ توبہ۔ آیت ۱۱۱)

"بلاشک خدا نے مومنین سے انکی جانیں اور انکے اموال اس بات پر خرید لئے ہیں کہ (ان کی قیمت) ان کے لئے بہشت ہے۔ اسی وجہ سے

۱۔ حضرت مہدیؑ کی فضیلت حضرت عیسیٰؑ پر درج ذیل عبارت میں 'اوپر کی عبارت کے خلاصے کے طور پر پیش ہے۔ ۱) حضرت مہدی نماز اور جہاد میں امامت اور سربراہ کے عہدے پر ہیں۔ ۲) حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں میں سے کوئی بھی کسی بری اور معیوب صفت کا مالک نہیں کہ جسکے تحت وہ اپنے مقام کے علاوہ کسی اور مقام پر جا بیٹھے۔ ۳) حضرت مہدیؑ رسول اکرمؐ کے نائب ہیں' رسول اکرمؐ تمام انبیاء سے اعلیٰ' اولیٰ اور افضل ہیں لہٰذا ان کا قائم مقام بھی اسی منصب کا مالک ہے اور حضرت عیسیٰؑ' تمام انبیاء میں سے ایک نبی ہیں۔ لہٰذا امامت اور قیادت حضرت مہدی علیہ السلام کا حق ہے۔

یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو (کفار کو) مارتے ہیں (اور خود بھی) مارے جاتے ہیں۔ (یہ) پکا وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) خدا پر لازم ہے (اور ایسا پکا ہے کہ) توریت، انجیل اور قرآن (سب) میں (لکھا) ہے اور اپنے عہد کا پورا، خدا سے بڑھ کر کون ہے؟ تو تم اپنی (خرید) فروخت سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ۔ یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

اسکے علاوہ امام مہدی، رسول اللہ کی امت میں، رسول اللہؐ کے نائب اور قائم مقام کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ نبی اکرمؐ پر اپنے آپ کو مقدم کریں اور فوقیت دیں، اسی طرح رسول اکرمؐ کے قائم مقام اور نائب پر بھی آپ مقدم نہیں ہو سکتے۔

حضرت مہدی اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عقد الدرر باب سوم میں ابو عمرو المقری سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسالتمابؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے سفیانی اور اسکی کارستانیاں، فسق و فجور اور قتل و غارتگری کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس موقع پر منادی آسمان سے ندا دے گا کہ "ایہاالناس!" خدا نے ظالموں، جابروں اور منافقین سے تم کو نجات دی، ان کے کارندوں سے چھٹکارا دلایا، اور امت محمدی کے بہترین شخص کو تمہارے امور کا نگہبان بنایا، پس سرزمین مکہ پر اس سے جا ملو، وہی مہدی ہے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

خداوند تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں امت اسلامیہ کی اس بہترین اور

اعلیٰ انداز سے تعریف کی، اور ایسی صفات بیان کیں کہ ہر صفت اور ہر تعریف کو اگر جانچا جائے اور بدقت نظر دیکھا جائے تو بجائے خود فخر کا باعث ہے۔ چہ جائیکہ تمام کی تمام صفات۔

پہلی خصوصیت "وکذلک جعلناکم امۃ وسطا" اور دوسری خصوصیت، "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" تیسری خصوصیت، "وتکونوا شہداء علی الناس" چوتھی خصوصیت "ھو اجتباکم" پانچویں "ھو سماکم المسلمین من قبل"

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور روایات کہ جو امت اسلامیہ کی تعریف و تحسین کے سلسلے میں منقول ہیں۔

ان تمام فضائل سے قطع نظر اگر صرف اور صرف امت اسلامیہ کا جناب رسالتماب خاتم النبیینؐ سے منسوب ہونا ہی مد نظر رکھا جائے تو یہی ایک خصوصیت بجائے خود قابل فخر ہے۔

امت اسلامیہ میں شہداء کربلا، شہدائے بدر و احد ہیں۔ اسی امت میں سید الشہداء جناب حمزہ بھی ہیں۔ نیز وہ افراد بھی کہ جنہوں نے رسول اللہؐ کے ہم رکاب جنگوں میں حصہ لیا اور خدا کی راہ میں جان و مال کی بازی لگا دی، اسی امت میں سلمان، ابوذر، مقداد، عمار، طلحہ، زبیر، ابوعبیدہ اور سعد بن وقاص جیسے افراد بھی ہیں۔ اور مذکورہ بالا حدیث کے مطابق "مہدی" امت محمدی کے بہترین شخص ہیں۔ اور حضرت مہدی کے مقام کی عظمت سمجھنے کے لئے یہی ایک فضیلت کافی ہے۔

عقد الدرر باب ہفتم صفحہ ۱۳۶ میں امام احمد کی کتاب مسند، اور حافظ ابو نعیم کی

کتاب عوالی سے اور وہ عبداللہ بن عباس سے اور وہ رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا : وہ امت کبھی ہلاک نہ ہوگی کہ جس کی ابتداء مجھ سے ' انتہا عیسیٰ پر اور مہدی درمیان میں ہو۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۸ پر اسی طرح کی حدیث مروی ہے۔

عقد الدرر باب ہفتم صفحہ ۱۲۸ پر نسائی کی سنن سے اور انس بن مالک سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا : وہ امت کبھی ہلاک نہ ہوگی کہ جس کی ابتداء میں میں ' مہدی درمیان میں اور عیسیٰ اختتام پر ہوں۔

گنجی اپنی کتاب البیان میں ' مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد ' یہ تحریر کرتے ہیں کہ : یہ حدیث حسن ہے۔ اس کو حافظ ابو نعیم نے عوالی ' اور احمد بن حنبل نے مسند میں ذکر کیا ہے ' جیسے کہ ہم نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور روایت میں موجود جملہ کہ "عیسیٰ اس امت کی انتہاء (یا اختتام) ہیں" تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدی کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔ چند وجوہات کی بنا پر یہ ممکن نہیں۔

۱) روایت میں ملتا ہے کہ مہدی کے بعد حیات میں کوئی خوبی اور بھلائی باقی نہ رہے گی۔

۲) ایک اور روایت میں ہے مہدی کے بعد حیات میں کوئی اچھائی نہ رہے گی۔

۳) اب جب کہ یہ امر طے شدہ ہے کہ حضرت مہدی ہی امام آخر الزمان ہیں ' اور آپ کے بعد کسی اور امام کی آمد کا ' ائمہ حدیث نے سرے سے ذکر ہی

نہیں کیا' تو پھر اس بات کے تناظر میں یہ امر ناممکن ہے کہ خلق خدا بغیر کسی امام کے باقی رہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ' آپؑ کے بعد بطور امام' اس امت کی امامت کریں گے' تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات سرے سے ممکن ہی نہیں' کیونکہ رسول اللہؐ کی حدیث میں یہ بات صراحتاً موجود ہے کہ مہدی کے بعد خیرو بہتری ہرگز باقی نہ رہے گی۔ لیکن اگر حضرت عیسیٰ کسی قوم میں موجود ہیں (البتہ بطور امام) تو یہ بات کتنا قطعاً غلط ہو گی کہ اس امت میں خیرو بھلائی موجود نہیں۔ (یعنی حدیث کے مطابق مہدی کے بعد کوئی خیر حیات میں باقی نہ رہے گی' دوسری طرف سے اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ خود مہدیؑ کے بعد امام بنیں گے تو یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ خیرو بھلائی ختم ہو گئی۔)

اسی طرح سے یہ بات بھی ہرگز نہیں کہی جا سکتی کہ حضرت عیسیٰ' آپؑ کے بعد' آپ کے نائب بن کر رہیں گے' کیونکہ آپ کا مقام اس سے اعلیٰ و ارفع ہے (یعنی حضرت عیسیٰ کا مقام) کہ آپ قائم مقام بن کر رہیں۔ نہ ہی یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آپ باقاعدہ جداگانہ طور پر امت کے امام بن کر رہیں گے کیونکہ یہ اس بات کا لازمہ ہے کہ امت محمدیہ' امت محمدیہ سے ملت عیسویہ کی طرف پلٹ جائے۔ اور یہ کفر ہے۔ پس لازم ہے کہ اس روایت کا بغور جائزہ لیا جائے اور صحیح تجزیہ کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ:

لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینے والے پہلے شخص رسول اکرمؐ ہیں اور جناب مہدیؑ اسلام کی طرف لوٹانے والے درمیانی (یعنی درمیان میں واقع ہیں) شخص ہیں اور ہمارے خیال میں یہی معنی صحیح ہیں۔

ایک اور معنی ہے وہ یہ کہ مہدی اس امت کے اوسط (درمیانی) ہیں۔ یعنی بہترین شخص اور یہ معنی اس مشہور جملہ سے اخذ کئے گئے ہیں جس کے مطابق "خیرالامور اوسطھا" (ہر چیز کا متوسط ہونا' بہترین امور سے ہے) نیز آپ اس امت کے امام بھی ہیں اور آپ کے ظہور کے بعد ہی جناب عیسیٰ بن مریم' آپ کی امامت کی تصدیق کے لئے آسمان سے نزول کریں گے آپ کے ناصر و معین ہونگے۔

اور جس چیز کا حضرت مہدی دعویٰ کریں گے' جناب عیسیٰ' امت محمدیہ کے لئے اس کی تصدیق و وضاحت و بیان کریں گے۔ پس اس لحاظ سے جناب عیسیٰ آخری مصدق اور داعی قرار پائے۔ (تمام ہوا کلام گنجی "کتاب البیان)

صاحب کشف الغمہ "کتاب البیان کے اس اقتباس کو' جو ہم نے چند سطر پہلے پیش کیا' نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :

مہدی اس امت کے اوسط' یعنی بہترین شخص ہیں۔ اس سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ جناب مہدی' حضرت علی علیہ السلام سے بھی افضل و بہتر ہیں۔ جب کہ اس کو کوئی بھی نہیں مانتا' ہمارے خیال میں صورتحال دراصل اس طرح ہے کہ رسول اکرم' چونکہ دین اسلام کے اولین دعوت کنندہ ہیں اور جناب مہدی آپ کے پیرو اور تابع۔ نیز آپ کی امت اور ملت سے بھی ہیں اسی بنا پر آپ کو رسول اکرم کی قربت اور آپ کی شریعت پر کاربند ہونے کی وجہ سے وسط قرار دیا گیا ہے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ ایک دوسری امت کے فرد ہیں نیز آخری زمانے میں آپ (عیسیٰ) بجائے اپنی شریعت کے' ایک دوسری شریعت یعنی اسلام کی طرف دعوت دیں گے' اس لئے آپ کو آخر' انتہا' یا اختتام قرار دینا ہی مستحسن ٹھہرا۔

واللہ اعلم۔ (ختم ہوا کلام کشف الغمہ)

کلام مصنف : مذکورہ بالا دونوں احادیث کی اگر وضاحت کی جائے تو اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ : حدیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ امت کبھی ہلاک نہ ہو گی۔ ۱ کیونکہ حدیث میں حرف لن موجود ہے جس کے معنی ابدی نفی کے ہیں۔ یعنی جس فعل سے قبل یہ حرف موجود ہو تو وہ فعل کبھی واقع نہ ہو گا۔

اب امت کی ہلاکت سے یا تو عذاب دنیوی مراد ہے' جیسا کہ گزشتہ امتیں مبتلا ہوئیں۔ (عاد' ثمود' لوط' بنی اسرائیل) یا ہلاکت سے مراد ہدایت کے بعد گمراہی کا شکار ہو جانا اور ایمان کے بعد کفر کی وادیوں میں سرگرداں ہونا ہے' جیسا کہ گزشتہ زمانوں میں بعض افراد کو یہ چیزیں درپیش ہوئیں' یا ہلاکت سے مراد' امت کا اپنی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کا گنوا دینا ہے' جس طرح انسان اپنی زندگیاں اپنے ہی ہاتھوں گنوا کر مر جاتے ہیں' امتیں بھی اپنی زندگیاں گنوا کر موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں فرمان رب العزت ہے "ولکل امۃ اجل"۔ ۲

حدیث میں مذکور کلمہ وسط اور اوسط سے ان کلمات کے ظاہری اور لغوی معنی مراد ہیں۔ یعنی ہر وہ چیز جو کسی شے یا امر کی ابتداء اور انتہاء کے درمیان میں ہو۔ اس وسط اور اوسط سے اس امت کا بہترین فرد ہونا مراد نہیں۔ کیونکہ دوسری روایت میں یہ جملہ کہ "مھدی اسکے وسط میں ہونگے" سب سے آخر میں

۱۔ حدیث میں یہ ہے کہ : "لن تھلک۔ لن" ۔ کبھی نہیں "تھلک" ۔ ہلاک ہوگی۔ لہٰذا "لن تھلک" کبھی ہلاک نہ ہوگی۔

۲۔ سورۂ اعراف ۔ آیت ۳۴ ۔ "اور ہر امت کے لئے وقت مرگ معین ہے۔"

آیا ہے اور پہلی روایت میں کلمہ "وسطھا" سے پہلے "فی" آیا ہے جو اس "وسطھا" کو ظرفیت کے معنی دے رہا ہے۔۔۔۱

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امت کی ابتداء اور اول ہونا تو روشن ہے۔ حضرت مہدی کا درمیان اور وسط میں ہونا اس طرح ہے کہ آپ ۲۵۶ھ میں متولد ہوئے اور ابھی تک زندہ ہیں۔ یہاں تک کہ باذن خدا ظہور کریں گے۔ اور حضرت عیسیٰ کا آخر' انتہاء یا اختتام ہونا اس لئے ہے کیونکہ آپؑ امام مہدی کے ظہور کے بعد آسمان سے زمین کی جانب نزول کریں گے (غور کیجئے امام مہدی کے ظہور کے بعد)

پس ان تمام باتوں کے پیش نظر حدیث میں موجود کلمہ اول وسط اور آخر کا ان تینوں مبارک ہستیوں کے لئے استعمال ہونا اپنے ظاہری اور لفظی معنوں کے ہمراہ ہے۔

اب بات کے واضح ہونے کے بعد ہم یہ کہیں گے کہ رسول اکرمؐ اس حدیث میں یہ فرما رہے ہیں (واللہ العالم) کہ جس امت کی ابتداء' وسط اور انتہا ایسے افراد پر مشتمل ہو' تو وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے؟ کیونکہ اللہ تبارک و تعالی ان تین مقدس ہستیوں کی برکت سے عذاب دنیوی کو نازل نہ کرے گا۔ یا یہ کہ ان تین افراد کی بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلیمات کے سبب یہ

۱۔ کلمہ "فی" کے معنی روایت میں ظرفیت کے ہیں۔یعنی کوئی چیز کسی چیز میں موجود ہو۔ لہذا اس وسط کے معنی حضرت مہدی کا رسول اکرمؐ کے بعد اور حضرت عیسیٰ کے نزول سے پہلے ظہور ہونا' اب چاہے یہ زمانہ رسول اکرمؐ کے کتنے ہی بعد اور جناب عیسیٰ کے کتنے ہی پہلے کیوں نہ ہو۔

امت گمراہ نہ ہوگی۔ یا یہ کہ امت اسلامیہ اپنی معاشرتی اور اجتماعی زندگی کو ان افراد کی تعلیمات اور اصلاحی پیغامات کی بنا پر ہرگز اپنے ہاتھ سے نہ گنوائے گی۔

حضرت مہدی اور بہشت

عقدالدرر باب ہفتم پر ابن ماجہ ' طبرانی نیز سیوطی نے حاکم کی کتاب المستدرک اور ابو نعیم وغیرہ کے علاوہ دوسرے بہت سے راویوں سے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : ہم عبدالمطلب کے ہم سات افراد سرداران جنت ہیں۔ میں ' میرا بھائی ' میرے چچا حمزہ ' جعفر ' حسن ' حسین اور مہدی (علیہم السلام) (حدیث ملاحظہ کریں)

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۱۱۲ پر راقم ہیں کہ ابن ماجہ نے انس بن مالک سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا : ہم اولاد عبدالمطلب ' اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں ' حمزہ ' علی ' جعفر ' حسن و حسین ' اور مہدی (علیہم السلام) (حدیث ملاحظہ ہو)

نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۸۲ میں امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ :

"جان لو جو بھی خوف خدا اختیار کرے گا ' پروردگار عالم اسکو فتنوں سے نجات اور اندھیروں سے رہائی کا راستہ دکھائے گا۔ اور جس چیز کی (بہشت) اسکو آرزو تھی اسمیں جاویداں رکھے گا ' اسکو اپنی بارگاہ میں اس مقام پر کہ جو اس نے اپنے (دوستوں کے) لئے اختیار کیا ہے داخل کرے گا ' اس کا سایہ عرش الٰہی اور روشنی خوشنودیٔ خدا ہوگی ' فرشتے اسکی زیارت کریں گے اور انبیاء اسکے مونس ہوں گے۔"

دار جنت ایک ایسا مقام ہے کہ جس کو پروردگار عالم نے اپنے مطیع بندوں کے لئے آراستہ کیا ہے۔ پس اہل جنت بہترین افراد اور اسکے مکین بہترین مکین ہیں۔ انہی (اہل جنت میں) میں انبیاء' رسل' صدیقین اور شہداء بھی شامل ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود' مہدی جنت کے سات سرداروں میں سے ہیں۔ سردار کے معنی (بزرگ) کے ہیں البتہ سن و سال کے اعتبار سے نہیں بلکہ منزلت و رتبے کے لحاظ سے۔

نور الابصار صفحہ ۳۴۶ پر تحریر ہے کہ: ابن شیرویہ نے اپنی کتاب الفردوس کے باب الف ولام میں ابن عباس سے اور انھوں نے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مہدی اہل جنت کے طاؤوس (مور) ہیں۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ میں کنوز الدقائق سے اور وہ احمد بن حنبل سے اور وہ رسول اللہؐ سے ایسی ہی حدیث نقل کرتے ہیں۔

کلام مصنف: حضرت مہدی کو اہل بہشت کے درمیان طاؤوس یعنی مور سے تشبیہ دینا (جبکہ بہشت میں وہ تمام افراد موجود ہیں کہ جو چند سطور پہلے مذکور تھے) ایک ایسی فضیلت اور منزلت کی نشاندہی کرتا ہے جو فقط آپؑ ہی سے مخصوص ہے' حتی حضرت آدم اور انکے علاوہ دیگر لوگ بھی اس فضیلت کے مالک نہیں۔

امر مسلم ہے کہ آپؑ کے ظہور اور وجود مبارک کے سبب جو اثرات و نتائج حاصل ہوں گے (جیسے جلال و جمال الہی کا ظاہر ہونا' خداوند تعالی کی عظمت و عزت کا آشکار ہونا' وہ کسی بھی نبی یا رسول کے ذریعے حاصل نہ ہوئے اور کیونکر

حاصل ہوتے؟ جبکہ روایات مستفیضہ اس بات کو صراحت سے بیان کرتی ہیں کہ کرہ ارض کو عدل و انصاف سے بھر دینا آپؑ ہی سے مختص ہے۔ اور زمین (آپؑ ہی کے ظہور کے وقت) اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ اور آپ کی سلطنت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

یہ تمام آثار جلال و جمال صرف جناب مہدی منتظرؑ کی ذات سے ہی مخصوص ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل جنت کے درمیان ' آپ کی مثال مور کی سی ہے۔ کیونکہ مور ہی ایک ایسا پرندہ ہے جو اپنی خوبصورتی اور دلفریبی کی بناء پر دوسرے تمام پرندوں سے منفرد ہوتا ہے۔

حضرت مہدی اور اطاعت

عقد الدرر باب سوم صفحہ ۳۹ میں ابو عبداللہ نعیم بن حماد سے اور وہ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی :

"یہ پانچ سو درھم میں اپنے مال کی زکوۃ کی بابت آپؑ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

امام نے فرمایا : یہ تم اپنے پاس رکھو اور اپنے مسلمان پڑوسیوں اور مفلس بھائیوں میں تقسیم کردو۔

پھر امامؑ نے فرمایا : جب ہم اہل بیت کا مہدی قیام کرے گا' تو اموال کو مساوات سے تقسیم کرے گا۔ اور رعایا سے عدل برتے گا۔ اب جس نے اس کی اطاعت کی تو گویا خدا کی اطاعت کی اور جو ان کے حکم سے

سرتابی کرے گا گویا خدا کے حکم سے سرتابی کا مرتکب ہوا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر باب چہارم صفحہ ۱۰۲ میں حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد سے رسول اللہؐ کی حدیث منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ماہ محرم میں منادی آسمان سے ندا دے گا کہ خدا کی مخلوق میں سے ایک شخص خدا کا پسندیدہ اور برگزیدہ ہے، پس اس کے فرمان کو غور سے سنو اور بجا لاؤ۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسی طرح کی ایک حدیث کو باب ہفتم صفحہ ۱۵۹ میں بھی نقل کیا ہے، جس کے آخر میں یہ جملہ ہے کہ "وہ شخص مہدی ہے۔"

ینابیع المودہ صفحہ ۴۳۵ پر ابن ماجہ سے اور وہ عبد اللہ بن عمر سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ایک فرشتہ آسمان سے ندا دے گا اور لوگوں کو آپؑ کی طرف رغبت اور اشتیاق دلائے گا، اور کہے گا یہی مہدی ہے، پس اس کی دعوت پر لبیک کہو۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت مہدی اور حق

عقد الدرر باب چہارم صفحہ ۱۰۶ میں ابو القاسم طبرانی کی کتاب معجم سے، ابو نعیم اصفہانی کی کتاب مناقب المہدی سے اور حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد سے اور یہ سب امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"جب منادی آسمان سے ندا دے گا کہ حق صرف آل محمدؐ ہی میں موجود ہے تو اس وقت مہدی ظہور کرے گا۔"

ایضاً باب چہارم کی فصل سوم صفحہ ۱۰۶ میں امیرالمومنین علی ابن ابیطالبؑ سے منقول ہے کہ : "جب آسمان سے منادی یہ ندا دے گا کہ حق آل محمد میں ہے تو اس وقت مہدی ظہور کرے گا۔"

الدرر الموسویہ میں احمد بن موسیٰ بن مردویہ سے اور وہ راویوں کے مختلف سلسلوں سے روایت کرتے ہیں کہ زوجہ رسول حضرت عائشہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ' یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک حوض (حوض کوثر) پر دوبارہ مجھ سے آ ملیں۔"

حضرت مہدی اور امرِ خلافت

عقدالدرر باب ششم صفحہ ۱۳۵ میں' حافظ ابو نعیم کی کتاب مناقب المہدی سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا :

"مہدی اس شان سے خروج کرے گا کہ اس کے سر پر ابر کا ایک ٹکڑا (بطور سائبان) ہوگا' اس میں ایک فرشتہ ندا دے گا کہ یہی مہدی ہے جو خلیفہ اللہ ہے' پس اس کی پیروی کرو۔"

نورالابصار صفحہ ۲۳۱ پر ابونعیم اصفہانی سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

نیز اور بھی دوسرے راویوں نے عبداللہ بن عمر سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۹ پر مرقوم ہے کہ : روایات میں مذکور ہے کہ آپؑ کے ظہور کے وقت آپؑ کے سر کے اوپر ایک فرشتہ ندا دے گا کہ یہی مہدی خلیفہ اللہ ہے۔ پس اس کی پیروی کرو۔ جس کے بعد لوگ اس بات پر یقین کرلیں گے۔ (تمام ہوا کلام اسعاف)

ینابیع المودہ صفحہ ۴۴۸ پر فرائد السمطین سے اور فرائد میں ابو نعیم اصفہانی سے اور وہ ابو عمر سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ مہدی اس شان سے خروج کرے گا کہ اس کے سر پر ایک فرشتہ یہ ندا دے رہا ہو گا کہ یہی مہدی، خلیفہ اللہ ہے پس اس کی پیروی کرو۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت مہدی اور امر بیعت

عقد الدرر، فصل سوم باب پنجم صفحہ ۲۲۹ میں ابو عمرو عثمان بن سعید مقری کی کتاب سنن سے اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد اپنی کتاب الفتن میں اسحٰق بن عوف سے نقل کرتے ہیں کہ مہدی کے پرچم پر تحریر ہے کہ : "البیعۃ للہ" (بیعت خدا کے لئے ہے۔) (ملاحظہ کریں حدیث)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۳۵ پر کتاب فصل الخطاب سے اور اس میں نوف سے منقول ہے کہ مہدی کے پرچم پر تحریر ہے کہ : "البیعۃ للہ" (بیعت اللہ کے لئے ہے)

حضرت مہدی اور فرشتے

عقد الدرر باب ششم صفحہ ۱۳۶ میں ابو عمرو عثمان بن سعید مقری کی کتاب

سنن سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اللہؐ سے آپ کے رکن و مقام کا قصہ نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جبرائیل آپؐ کے جلو میں اور میکائیل آپؐ کے دائیں طرف چل رہے ہوں گے۔ اہلِ آسمان و زمین پرندگان، ورندگان، حتیٰ مچھلیاں تک آپؐ کے وجودِ مبارک سے مسرور و نازاں ہونگی۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۰ پر مذکور ہے کہ : روایات میں ملتا ہے کہ خداوند تعالیٰ حضرت مہدی کی نصرت کی لئے تین ہزار فرشتے نازل کرے گا، نیز اصحاب کہف بھی آپ کے انصار میں سے ہیں۔ (تمام ہوا کلام اسعاف)

حضرت مہدی اور اصحابِ کہف

عقد الدرر باب ہفتم صفحہ ۱۴۱ میں مرقوم ہے کہ : امام ابو اسحٰق ثعلبی اپنی تفسیر قرآن مجید میں قصہ اصحاب کہف کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ : وہ (اصحاب کہف) اپنی آرامگاہ میں اس انداز سے محو خواب ہیں کہ آخری زمانے میں، خروج مہدی کے وقت ہی بیدار ہوں گے۔ کہا جاتا ہے کہ جناب مہدیؑ ان کو سلام کریں گے۔ پس خدا ان کو زندہ کرے گا پھر وہ لوگ دوبارہ روز قیامت تک کے لئے اپنی نیند میں ڈوب جائیں گے۔

کلام مصنف : مذکورہ بالا تفسیر میں اس آیہ مبارکہ "ام حسبت ان الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا" کے ذیل میں رسول اکرمؐ سے حدیث مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا : مہدیؑ اصحاب کہف کو سلام کرے گا، جس کے نتیجے میں اصحاب کہف آپؑ کے سلام کا جواب دیں گے اور پھر اسی طرح سے محو خواب ہو جائینگے یہاں تک کہ روز قیامت آپہنچے گا۔ (تمام ہوا کلام

مصنف کتاب عقد الدرر)

مصنف کتاب ہذا

یہ بات ممکن ہے کہ اصحاب کہف کا از سر نو زندہ کرنا' حضرت مہدیؑ کی بیعت کی خاطر ہو۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی صاحب اسعاف الراغبین کا وہ قول نقل ہوا ہے کہ جس میں انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بعض روایات کے مطابق' اصحاب کہف امام مہدی کے انصار و اعوان میں سے ہیں۔

حضرت مہدی حجتِ خدا ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۸ پر فرائد السمطین سے اور وہ حسن بن خالد سے نقل کرتے ہیں کہ جناب علی بن موسی الرضاؑ نے فرمایا : جس کے پاس تقوی نہیں' اس کا کوئی دین نہیں۔ تم میں سے زیادہ با تقوی ہی خدا کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت ہے۔ یعنی تقوی کے ساتھ عمل کرنے والا۔ پھر فرمایا کہ : میری نسل سے میرا چوتھا فرزند' کنیزوں کی ملکہ کا بیٹا ہے جس کے ہاتھوں خدا زمین کو ہر ظلم و ستم سے پاک کر دے گا۔ اور وہی ہے کہ جس کی ولادت کے بارے میں لوگ شک میں مبتلا ہیں۔ وہی پس پردہ غیبت میں ہے جب ظہور کرے گا تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ لوگوں کے درمیان عدل کو میزان قرار دے گا۔ اور پھر کوئی شخص کسی پر ظلم نہ کرے گا اسی کے لئے زمین کے فاصلے سمٹا دیئے جائیں گے۔ اس کا سایہ نہ ہو گا۔ وہی ہے کہ جس کے لئے

آسمان سے منادی ندا دے گا کہ خدا کی حجت بیت اللہ کے قریب ظاہر ہو چکی ہے' اسی کی اطاعت کرو' حق اسی کی ذات میں مضمر اور اسی کے ساتھ ہے۔ اس نداء کو تمام اہل دنیا سنیں گے۔ (تمام ہوا کلام ینابیع)

حضرت مہدی اور اختتام دین

ابن حجر صواعق کے صفحہ ۹۷ پر ابوالقاسم طبرانی سے اور وہ رسول اللہؐ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ :

"مہدی ہم میں سے ہے۔ اس کے ہاتھوں اختتام دین اسی طرح ہو گا' جس طرح ہمارے ہاتھوں شروع ہوا۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۶ پر اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

نور الابصار صفحہ ۲۳۴ پر حضرت علی ابن ابیطالبؑ سے منقول ہے کہ : میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا : کیا مہدی' ہم آل محمد سے ہے یا کسی اور سے؟ فرمایا ہم ہی میں سے ہے' جس طرح ہمارے ہاتھوں دین شروع ہوا اسی طرح خدا اس کے ہاتھوں تمام کروائے گا۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

اس امر پر روایات مستفیضہ کثرت سے دلالت کرتی ہیں کہ دین اس وقت ختم ہو گا جب تک کہ بارہ خلفاء نہ گزر جائیں۔ اور اس سے قبل قارئین نے ابن ابی الحدید کا وہ کلام بھی ملاحظہ کیا جس میں انہوں نے اس بات کو بیان کیا تھا کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ شرع (شرعی احکام اور ذمہ داریاں جو ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہیں) اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک کہ مہدی کا ظہور نہ ہو جائے۔ بنابرایں آپؑ ہی خاتم الاوصیاء جس طرح آپؐ کے

جد امجدؑ خاتم الانبیاء ہیں۔ دین آپؑ ہی کے ہاتھوں اختتام پذیر ہوگا' جس طرح آپؑ کے جد امجد نبی اکرمؐ کے ہاتھوں شروع ہوا۔ ۱۰

حضرت مہدیؑ بارہویں خلیفہ ہیں

ینابیع المودہ صفحہ ۴۴۸ پر فرائد السمطین سے اور اس میں سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے اور وہ رسول اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا : "میرے بعد میرے بارہ اوصیاء اور خلفاء لوگوں پر خدا کی حجت ہیں۔ ان میں پہلا علیؑ اور آخری میرا فرزند مہدیؑ ہے۔"

کلام مصنف : مذکورہ امر پر وہ تمام روایات دلالت کرتی ہیں کہ جنکے مطابق رسول اللہؐ کے بعد خلفاء کی تعداد بارہ ہے اور تمام کے تمام قریش یا بنی ہاشم سے ہوں گے۔ ان احادیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند میں نقل کیا ہے۔

نیز امام حنبل کے علاوہ اور بہت سے ائمہ حدیث اور حفاظ کرام نے بھی اسکی روایت کی ہے۔ اور یہ عقیدہ (رسول اکرمؐ کے بارہ خلیفہ) صرف اور صرف ہم شیعہ اثنا عشری کے عقائد سے مطابقت رکھتا ہے۔ کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق رسول اللہؐ کے بارہ خلفاء ہیں' ان میں پہلے جناب علی ابن ابیطالب

۱۰۔ دین کا اختتام پذیر ہونا' اتمام ہونا یا ختم ہونا' ان تمام کے معنی یہ ہیں کہ حضرت مہدیؑ کے ظہور کے بعد دین ختم ہو جائے گے' کیونکہ آپ کے بعد قیامت آجائے گی اور جب قیامت آجائے گی تو وقت عمل ختم ہو جائے گا اسی کے ساتھ تمام شرعی ذمہ داریاں بھی ختم ہو جائیں گی اور پھر حساب کتاب شروع ہوگا۔

علیہا السلام اور آخری (یعنی بارھویں) محمدؑ بن الحسنؑ المہدیؑ ہیں۔؎۱

"روز قیامت تک ان پر خدا کا درود و سلام ہو' اور ہمیں انکے شیعوں اور پیروکاروں میں سے قرار دے۔

حضرت مہدیؑ بارھویں وصی ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۸۶ پر 'مناقب خوارزمی سے اور وہ معہ ذکر سند حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ سے اور امام رضاؑ اپنے اجداد سے اور وہ رسول اللہؐ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ جس میں رسول اللہؐ نے اپنی اور اپنے اہل بیت کی فضیلت بیان کی ہے' نیز حدیث معراج کا بھی کچھ ذکر ہے' پھر رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ میں نے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے میرے پالنے والے! میرے اوصیاء کون لوگ ہیں؟ تو ندا دی گئی کہ اے محمدؐ تمہارے اوصیاء کے اسماء میرے عرش کے سرادق؎۲ پر تحریر ہیں۔ اب جو میں نے نگاہ ڈالی تو بارہ نور پائے اور ہر نور میں ایک سبز لکیر تھی کہ جس پر میرے وصی کا نام لکھا تھا۔ جس میں سب سے پہلے علی اور آخری مہدی قائم تھے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع صفحہ ۴۸۶ پر رسول اللہؐ کے خادم ابو سلیمان سے مروی ہے کہ

؎۱ بعض روایات بنی ہاشم اور بعض روایات قریش سے خلفاء کی تعداد بارہ بتاتی ہیں۔ اور دونوں صحیح ہیں کیونکہ ائمہ علیہم السلام قریش کی شاخ سے ہیں جو بنی ہاشم ہے۔ اس لئے مذکورہ متن میں بنی ہاشم یا قریش کہا گیا ہے۔

؎۲ سرادق کے معنی شامیانے کے ہیں' اور کنگرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مخاطب کے وزن پر ہے۔

میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ۔

"جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا۔۔۔" (اور پھر پوری حدیث کا ذکر کیا ہے جس کے درمیان میں مذکور ہے کہ) خداوند تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! کیا تم ان کو (اپنے خلفاء کو) دیکھنے کے مشتاق ہو؟ جواب دیا۔ ہاں اے میرے پالنے والے! پروردگار نے فرمایا : عرش کے دائیں طرف دیکھو۔ اب جو میں نے نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ علی، حسن، حسین، علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی، اور محمد مہدی ابن الحسن عسکری اور ان سب کے درمیان محمد مہدی (امام زمان) ایک روشن اور منور ستارے کی مانند میرے اوصیاء کے درمیان درخشاں ہے۔ پھر خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔

اے محمدؐ! میرے بندوں پر یہی لوگ میری حجت ہیں۔ جو کہ تمہارے اوصیاء بھی ہیں۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۴۸۷ پر فرائد السمطین سے اور فرائد میں سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔

"میرے بعد میرے اوصیاء اور خدا کے بندوں پر خدا کی حجت بارہ ہیں۔ ان میں کا پہلا میرا بھائی اور آخری میرا فرزند ہے۔ سوال کیا گیا : یا رسول اللہؐ! آپ کا بھائی کون ہے؟ فرمایا علی، پوچھا گیا : اور آپؐ کا فرزند کون ہے؟ فرمایا مہدی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت مہدیؑ بارہویں امام ہیں

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۲ پر مناقب خوارزمی سے اور وہ حضرت امام حسینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ۔

"میں (امام حسین) ایک روز اپنے نانا رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا: خدا نے تمہارے صلب میں سے نو افراد کو امامت کے لئے چنا۔ جن میں سے نواں قائم ہے' اور سب کے سب فضیلت اور منزلت کے لحاظ سے خدا کی بارگاہ میں مساوی ہیں۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۳ پر جناب علی علیہ السلام سے ۔ مع ذکر سند ۔ رسول اللہؐ کی حدیث منقول ہے کہ رسالتمابؐ نے فرمایا: میرے بعد امام بارہ ہونگے۔ اے علیؑ! ان میں سب سے پہلے تم ہو اور آخری قائم ۔ وہی قائم کہ جس کے ہاتھوں اللہ عزوجل زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کروائے گا۔ (حدیث ملاحظہ ہو)

حضرت مہدی امام عصر ہیں

نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: یقیناً خدا کی زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہتی اب چاہے یہ امام ظاہر و مشہور[1] ہو یا خائف اور مستور۔

---

[1]۔ مشہور ۔ شناخت شدہ معروف

نیز تفتازانی سے اس طرح یہ جملہ نقل ہوا ہے کہ آپ (علی علیہ السلام) نے فرمایا : خدا کی زمین ایک امام اور خدا کی حجت سے خالی نہیں ہوتی، اب چاہئے یہ امام ظاہرو مشہور۔۱ ہو یا خائف اور مستور۔۲ ۔ (تمام ہوا کلام نہج البلاغہ اور تفتازانی)

نیز ایک اور حدیث ہے جو فریقین کے درمیان مشہور و معروف ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ اس حدیث میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں۔ نیز یہ حدیث اہل سنت کے یہاں بھی مروی ہے اور اثنا عشری کے درمیان معتبر مانی جاتی ہے اور وہ یہ حدیث ہے کہ۔

"جو اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا تو گویا جاہلیت کی موت مرا۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانے کا امام کون ہے؟

یہ سوال ایسا ہے جس کا جواب دیئے بغیر چارہ نہیں۔ دوسری طرف ہمارے عقیدے کے مطابق صرف اور صرف "مہدی منتظر" کا نام ہی ایسا ہے کہ جو اس سوال کا صحیح جواب ہے۔ نیز یہ نام دلائل کی رو سے ثابت ہے اور احادیث و روایات بھی اسی نام کی شہادت دیتی ہیں۔

ثبوت کے طور پر چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

اول : وہ روایات جو صراحتاً اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آپ ہی خلیفہ

۱۔ مشہور۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے مشہود ہو لیکن مشہور نہ ہو کیونکہ مشہود شہود سے نکلا ہے جو غیب کا متضاد ہے غیب یعنی پوشیدہ، مشہود یعنی مرئی جو دکھائی دیتا ہو۔ ظاہر ہو۔

۲۔ مستور۔ پنہاں

اللہ اور حجت خدا ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں صفات (خلیفہ اللہ، حجت خدا) کا مالک وہی شخص ہو سکتا ہے جو امام ہو۔ بالفاظ دیگر رسول اللہ کا نائب اور جانشین ہو۔

کیونکہ ہمارے نظریے کے مطابق امامت، بجز اقلیم دین و دنیا کی سربراہی اور رسول اللہ کی نیابت اور جانشینی کے کچھ نہیں۔

گزشتہ صفحات پر ان کثیر اور متعدد روایات کی روشنی میں ایک سیر حاصل بحث و استدلال اور تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جناب ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری ہی، امام مہدی منتظر ہیں۔

اب جبکہ آپ کا ظہور کے وقت خلیفہ اللہ اور حجت خدا ہونا ثابت ہو گیا، تو پھر حال حاضر میں بھی خلیفہ اللہ اور حجت خدا ہونا ثابت اور طے شدہ امر ہے۔ اور ہم بھی امام مہدی کو انہی اوصاف و صفات کا حامل امام مانتے ہیں۔ کیونکہ مسلمین کے درمیان کوئی بھی اس مسئلے کا قائل بالفصل نہیں ہے۔ [۱]

۱۔ قائل بالفصل۔ یعنی دو شقوں میں سے کسی تیسری شق کا اختیار کرنا۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں تمام مسلمین یہ کہتے ہیں کہ حضرت مہدی جب ظہور کریں گے تو خدا کی حجت اور خلیفہ اللہ ہونگے۔ اور مسلمین یہ بھی کہتے ہیں کہ اجماعا جناب مہدی اپنے والد کی وفات کے وقت پانچ یا چھے برس کے تھے اور پھر انتقال بھی نہیں کیا لہذا مسلمانوں کے اسی "اجماعی قول" کو نظر میں رکھتے ہوئے کسی دوسری شق کو اختیار کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بنا برایں یہ کہنا اور ماننا پڑے گا کہ جناب مہدیؑ حال و حاضر میں بھی خدا کی حجت اور خلیفہ اللہ ہیں۔ نیز بقید حیات ہیں۔

بالفاظ دیگر' جو شخص "مہدی منتظر" کو امام عصر ماننے پر تیار نہیں تو ضروری ہے کہ وہ درج ذیل دو امور میں سے کسی ایک کا انکار کرے (یا ان کو غلط ثابت کرے)

۱) مہدی منتظر' محمد بن الحسن العسکری نہیں ہیں۔ (بلکہ کوئی اور ہیں)

۲) مہدی منتظر روز ظہور' نہ خلیفہ اللہ ہیں اور نہ ہی خدا کی حجت۔

لیکن روایات و احادیث ان دونوں باتوں کو ثابت کرتی ہیں' لہٰذا (روایات کے تحت) ان دونوں میں سے کسی ایک بات کے بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ چہ جائیکہ ان دونوں باتوں کا انکار کیا جائے (یا ان کو غلط گروانا جائے)

دوم : وہ روایات اور متعدد احادیث کہ جو گزشتہ صفحات پر قارئین کی نظر سے گزریں اور جن میں آپؑ کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا گیا اور نافرمانی و مخالفت سے منع کیا گیا۔

بلکہ بعض روایات میں تو یہ موجود ہے کہ جس نے آپؑ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے آپؑ کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

آپ کی بلاقید و شرط اطاعت کا حکم اور اسی طرح نافرمانی کی ممانعت واضح الفاظ میں اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ آپؑ امام معصوم ہیں نیز خطاء نسیان اور بھول چوک کا بھی آپؑ کی ذات میں قطعاً کوئی امکان ہی نہیں۔

اسکے علاوہ آپ کی بلاقید و شرط اطاعت کا حکم اور اسی طرح نافرمانی کی مخالفت ہمیں درج ذیل دو امور سے آگاہ کرتی ہے۔

الف : حضرت مہدی معصوم ہیں' ورنہ آپؑ کی اطاعت کا حکم (بلاقید شرط

اور بے چوں چرا) بعض اوقات خدا کی نافرمانی کا سبب اور اطاعت الٰہی کی ممانعت کا باعث ہو سکتا تھا۔

کیونکہ حضرت مہدی کے معصوم نہ ہونے کی صورت میں ے ا یہ بات عین ممکن ہے کہ آپؑ معصیت خدا یا نافرمانی کا حکم دیں ےا اور اطاعت خدا سے منع کریں۔ جسکے نتیجے میں وہی امور پیش آئینگے جن کا چند سطور پیشتر ذکر گزرا ہے۔

اسی طرح امام مہدی کے معصوم نہ ہونے کی صورت میں ' امام کی اس حدیث سے کہ جس میں آپؑ (امام ابو جعفر علیہ السلام) نے فرمایا کہ۔ جس نے مہدی کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو اس نے خدا کی نافرمانی کی۔۔۔۔۔ یہ لازمی مفہوم نکلتا ہے کہ خدا کی مخالفت اور نافرمانی بعض اوقات خدا کی اطاعت اور بندگی کا مصداق قرار پائے اور خدا کی اطاعت و بندگی اسکی (خدا کی) مخالفت و نافرمانی میں تبدیل ہو جائے۔ جبکہ واضح ہے کہ یہ امر عقلا محال اور نا ممکن ہے۔ (یعنی نماز ' مثلاً خدا کی اطاعت ہو اور وہی نماز اسی وقت خدا کی مخالفت اور نافرمانی بھی)

ب : آپؑ کی بلاچوں و چرا اطاعت کا حکم اور مخالفت کی ممانعت تمام لوگوں پر عائد ہے۔ یعنی آپؑ کی بلا قید و شرط اطاعت تمام لوگوں پر واجب اور مخالفت

ےا کیونکہ ہمیں روایات کی رو سے امام مہدی کی بے چوں و چرا اور بلاقید و شرط اطاعت کرنا ہے۔

ے اگرچہ آپؑ کا یہ حکم دینا از روئے خطا یا نسیان یا نادانی ہو' لیکن بہر صورت خدا کی تو نافرمانی ہو گی' جو ظہور حضرت مہدی کے خلاف اور اس ظہور کے مقاصد سے متضاد ہے۔

تمام لوگوں پر حرام ہے۔

اب اگر آپ (مہدیؑ) کے علاوہ "امام" کوئی اور ہے تو روایات و احادیث میں آپ کی اطاعت کو بلا قید و شرط اور بغیر چوں و چرا کے واجب قرار دینا سراسر غلط ہے کیونکہ مذکورہ صورت میں اس اصلی اور حقیقی امام کی اطاعت سے روکا اور مخالفت پر اکسایا جا رہا ہے۔

سوم : وہ کثیر روایات بھی شواہد کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں کہ جن کے مطابق مہدی منتظر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارہویں خلیفہ، بارہویں وصی، بارہویں امام یا بارہویں حجت ہیں۔ اور یہ تمام روایات گزشتہ صفحات پر موجود ہیں۔ اور یہی تمام روایات آپ کی خلافت، وصایت، امامت اور بندگان خدا پر خدا کی حجت ہونے کی صراحت اور واضح انداز سے نشاندہی کرتی ہیں۔

یہ تمام مذکورہ روایات، جناب مہدی منتظرؑ کے لئے ان تمام صفات اور مناصب ~۱~ کو آپؑ کی ولادت سے وفات تک ثابت کرتی اور بتاتی ہیں کہ آپؑ گہوارہ سے لحد تک ان تمام صفات و مناصب کے مالک اور حامل تھے۔ آپؑ فقط اپنے والد جناب امام حسن عسکریؑ کے زمانے میں اپنے والد کے مطیع اور فرمانبردار رہے (کیونکہ امام عسکریؑ اپنے وقت کے امام تھے)، لیکن ان کی شہادت کے بعد آپؑ خلیفہ اللہ اور وصی رسول اکرمؐ قرار پائے۔ اور آپؑ ہی اپنی زندگی کے آخریں ایام تک امام اور حجت خدا ہیں۔ نیز اسی بیان سے آپؑ کا حال حاضر میں بھی امام ہونا لازم آتا ہے۔ (یعنی یہ دونوں امر لازم و ملزوم ہیں)

۱۔ مناصب۔ منصب کی جمع ہے۔ منصب۔ مقام، عہدہ

چہارم۔ : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریقین نے روایات مستفیضہ بلکہ متواترہ نقل کی ہیں کہ جن کے مطابق آپ کے بعد ائمہ خلفاء اور اوصیاء کی تعداد بارہ ہے۔

اور بعض دیگر روایات میں ملتا ہے کہ ان کا تعلق قریش سے ہے اور بعض کے مطابق بنی ہاشم سے ہے۔ اور بعض روایات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ ان میں کے پہلے علیؑ اور آخری مہدیؑ ہیں۔ کچھ اور روایات ان تمام ائمہ کے اسماء بھی بتاتی ہیں۔

اب اگر کوئی ان تمام احادیث کا مطالعہ کرنا چاہے تو کتب احادیث کا رخ کرے، خصوصاً مسند احمد بن حنبل' اور مستدرک ابی عبداللہ الحاکم' نیز کتب مناقب جیسے مناقب خوارزمی' فرائد السمطین' اور ینابیع المودۃ وغیرہ میں بھی یہ احادیث موجود ہیں۔

اپنے اس دعویٰ کی تائید اور اثبات کے لئے مذکورہ کتب میں منقولہ بعض روایات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ بامطابق نقل از کتاب الدرر الموسویہ فی شرح العقائد الجعفریہ۔

صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: دین اس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ قیامت نہ آجائے اور اس امت پر بارہ خلفاء (ایک کے بعد ایک) آکر نہ گزر جائیں۔ جو تمام کے تمام قریش سے ہوں۔

اسی حدیث کو علی بن محمد[۱] نے معدو کرسند نقل کیا ہے جس کے آخر میں یہ

۱۔ صاحب کتاب الفصول المہمہ فی معرفۃ الائمہ

جملہ بھی ہے کہ:

"ان (بارہ) میں سے نو حسین کے صلب سے ہونگے اور مہدی انہی نو میں سے ہے۔"

ایسی ہی ایک اور حدیث عبدالرحمٰن بن سمرہ سے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کی

یا رسول اللہؐ: مجھے نجات کی طرف ہدایت کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا:

"اے سمرہ! جب آراء و افکار تفرقہ اور پراگندگی کا شکار ہوں اور ہویٰ و ہوس کے سبب اختلاف رونما ہو چکا ہو، تو علی کا دامن تھام لینا کیونکہ میرے بعد میری امت کا امام اور میرا خلیفہ علی ہے۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا: اور انہی میں سے میری امت کے امام اور جوانان جنت کے سردار حسن و حسین ہیں، اور ان میں سے نو حسین کی اولاد سے ہیں، انہی میں نواں میری امت کا قائم ہے۔ (یعنی امام مہدیؑ)

ایک اور روایت ابن مغازلی سے نقل ہے، جو انہوں نے ابوامامہ سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"میرے بعد بارہ امام ہونگے، تمام کے تمام قریش سے، ان میں نو حسین کے صلب سے ہیں اور مہدی انہی میں سے ہے۔

ایک اور روایت ابو صالح نے زید بن ثابت سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت کے زمام امور

حسین کے صلب سے ایک شخص کے ہاتھ میں نہ آجائیں کہ جو دنیا کو
عدل سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔"

زید کہتے ہیں کہ ہم نے پوچھا : وہ کون شخص ہے؟ فرمایا : وہ حسین کے صلب سے نواں امام ہے۔

ایک اور روایت میں حسن بن علی الرازی سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں جس کے آخر میں آپؐ نے فرمایا:

"ائمہ معصومین اطہار، یقیناً حسین کی نسل سے ہی ہونگے کہ انہی میں سے ایک "مہدی" ہے۔ وہی کہ جس کی اقتداء میں عیسٰی بن مریم نماز ادا کریں گے۔ اور وہ (مہدی) حسین کی نویں پشت سے ہے۔"

پنجم۔ : وہ روایات جو امام مہدی کی غیبت اور لوگوں کی نظر سے پنہان ہونے کے بارے میں نقل ہوئی ہیں۔ یہی روایات ظاہری بلکہ واضح اور صریح انداز سے اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آپؑ (مہدی) ہی واجب الاطاعت امام ہیں چاہے حاضر ہوں یا غائب، خواہ ظاہر ہوں یا مخفی۔ نیز ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ آپؑ کو اسی صفت اور خصوصیت کے ساتھ پہچانے (اور آپ پر ایمان رکھے)

ایک اور روایت ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۸ پر سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"علیؑ میرے بعد میری امت کا امام ہے۔ اور اسی کی اولاد میں سے قائم منتظر ہے کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، اسی طرح، جس طرح، وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے

بالحق' بشیرونذیر بنا کر بھیجا" کہ اس (مہدی) کی غیبت میں اسکی امامت پر استوار اور قائم رہنے والے لوگ کبریت احمر سے بھی کم مقدار میں ہوں گے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع صفحہ ۴۹۳ پر مناقب خوارزمی سے اور وہ ابو جعفر محمد الباقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"خوشا نصیب کہ جس نے میرے اہل بیت کے قائم کو پالیا اور اس کے قیام سے پہلے' اسکی غیبت کے دوران' اسکی امامت پر ایمان رکھا' اس کے دوستوں سے محبت کی اور دشمنوں سے عداوت۔ اور یہی لوگ میرے مونس' میری مودت کے حامل اور روز قیامت میری امت کے باعزت ترین افراد ہونگے۔"

ایضاً ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۴ پر مناقب خوارزمی سے اور وہ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے جابر! میرے بعد میرے اوصیاء اور مسلمین کے امام آئیں گے اور ان میں سب سے پہلے علی' پھر حسن اسکے بعد حسین' اسکے بعد علی بن الحسین' اسکے بعد محمد بن علی کہ جو باقر کے لقب سے معروف ہوگا' اور تم جلد ہی اس کو پاؤ گے۔ جب تم اس سے ملاقات کرنا تو اس تک میرا سلام پہنچانا' پھر اسکے بعد جعفر بن محمد' پھر موسیٰ بن جعفر' پھر علی بن

۱۔ کبریت۔ گندھک کبریت اگر سونے چاندی کے ساتھ استعمال ہو تو خالص سونے یا چاندی کے معنوں میں ہے۔ اور بہت کم مقدار میں زرد کبریت یا سبز کبریت پایا جاتا ہے اور سب سے کم کبریت احمر یعنی سرخ کبریت پایا جاتا ہے۔

موسیٰ' پھر محمد بن علی' پھر علی بن محمد' پھر حسن بن علی' پھر القائم کہ جس کا نام میرے نام کی طرح اور کنیت میری کنیت سے مشابہ ہے۔ (یعنی ہم کنیت و ہم نام ہے) حسن بن علی کا فرزند ہے۔ یہ وہی ہے کہ جسکے ہاتھوں خدا کرہ ارض کے مشارق و مغارب کو فتح کروائے گا۔ وہی ہے کہ جو اپنے چاہنے والوں کی نگاہوں سے ایک انوکھے اور عجیب انداز سے پنہاں ہے۔ اس کی امامت پر وہی ثابت قدم رہے گا کہ جس کے قلب کا خداوند تعالیٰ نے ایمان کے راہ میں امتحان لے لیا ہو۔ (یعنی آزما لیا ہو) (حدیث ملاحظہ کریں)

الدرر الموسویہ میں اس طرح مذکور ہے کہ محمد بن محمد بن محمود الحافظ البخاری کہ جو خواجہ پارسا کے نام سے معروف ہیں اپنے تعلیقہ میں جو انہوں نے کتاب فصل الخطاب پر تحریر کیا ہے' حضرت مہدی کی ولادت کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں رقمطراز ہیں کہ:

آپؑ کی ولادت کے سلسلے میں بے شمار احادیث مروی ہیں کہ جن کے مطابق آپ مہدی صاحب الزمان ہیں اور خلق خدا کی آنکھوں سے پنہاں لیکن پھر بھی ہر عصر اور زمانے میں موجود ہیں۔ آپؑ کے مناقب و فضائل بے حد و حساب ہیں کہ جن کو لاتعداد روایات بیان کرتی ہیں۔ آپؑ کے ظہور کی برکت اور وجود کی نورانیت نیز آپؑ کا شریعت محمدی کو از سرِ نو زندہ کرنا' خدا کی راہ میں جہاد و قتال اور تمام کرہ ارض کو برائیوں سے پاک کرنا یہ سب یقینی اور ناقابل انکار حقائق ہیں۔ اسکے علاوہ آپؑ کے اصحاب شک و تردید سے دور' عیوب سے پاک اور راہ ہدایت کے

مالک ہیں۔ نیز حق کی راہوں کو خوب اطمینان اور مصمم ارادے کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ آپؑ ہی کے وجود پر خلافت و امامت تمام ہوگی۔ اور آپؑ اپنے والد ماجد کی وفات سے لے کر روز قیامت تک امام ہیں۔ عیسیٰؑ آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ آپ کی تصدیق کریں گے۔ اور لوگوں کو حضرت مہدی کی امت و ملت میں شمولیت کی دعوت دیں گے، جو در حقیقت حضرت رسالتمآب ختمی مرتبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت و ملت ہے۔" (تمام ہوا کلام خواجہ پارسا)

آیت اللہ سید حسن صدر کاظمی مرحوم اپنی کتاب استقصاء الافحام میں لکھتے ہیں کہ:

کتاب کا وہ نسخہ کہ جس پر حافظ بخاری خواجہ پارسا کا تعلیقہ تھا، وہ خود ان کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا اور آپ ہی کے سامنے اس کی تصحیح کی گئی۔ (کلام استقصاء الافحام)

کمسن بچے کا نبی یا امام ہونا

ایک اہم اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ جب حضرت مہدیؑ نے مسند امامت سنبھالی اور اس منصب جلیلہ پر رونق افروز ہوئے تو آپؑ کی عمر مبارک پانچ برس تھی اور آپ ابھی مرحلہ بلوغ کو بھی نہ پہنچے تھے۔ اب آیا یہ بات ممکن ہے؟ یا نہیں۔ اور کیا ضروری ہے کہ نبی، رسول اور خلیفہ ایک مخصوص سن و سال کے مالک ہوں اور پختہ عمر کی حدود میں قدم رکھ چکے ہوں؟

مذکورہ بالا سوال علم کلام (عقائد) سے تعلق رکھتا ہے اور یہی علم اس سوال

کا جوابدہ ہے' جس پر یہاں تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں (نیز حقیقت امر ہے بھی یہی) کہ امر رسالت' امامت اور نبوت صرف خداوند تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور بنی نوع انسان میں کسی کو بھی اس امر میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

نیز یہ بات عقلی طور پر بھی عین ممکن ہے اور اس امر کے واقع ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ایک کمسن بچے میں رسالت اور امامت کی شرائط کو اکٹھا کر دے۔ نیز دلائل اور روایات بھی اس امر کی گواہی دیتی ہیں۔

اسکے علاوہ عقل کی رو سے یہ امر خداوند تعالیٰ کی ذات سے ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ وہ کسی کو اپنا ولی قرار دیتے ہوئے اس کو رسالت یا نبوت کی خلعت فاخرہ پہنائے اور امام یا وصی کے منصب جلیلہ پر فائز کرے۔ درآں حالیکہ وہ کمسن بچہ ابھی سن بلوغ کو بھی نہ پہنچا ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کی قدرت میں کوئی کمی اور خامی نہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ[۱۰] کا گہوارے میں بات کرنا (ہمارے مدعی کا) بہترین شاہد اور منہ بولتا ثبوت ہے۔

بصائر الدرجات میں علی بن اسباط سے روایت ہے کہ:

"میں نے امام جعفرؑ کو اس وقت دیکھا کہ جب وہ میری طرف آئے' پس میں نے خوب نظریں گاڑ کر ان کے قدو قامت کا جائزہ لیا تاکہ اپنے ہم وطن دوستوں کو ان کے حلیے کے بارے میں بتا سکوں' معاً آپؑ (ابو جعفرؑ) سجدے میں گئے اور فرمایا کہ خدا نے جس طرح نبوت پر اپنی دلیل

۱۰۔ سورہ مریم ۔ آیت ۳۰

و حجت قائم کی اسی طرح امامت پر بھی قائم کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:
"واتیناه الحکم صبیا"۔۱ اور فرماتا ہے کہ "ولما بلغ اشده"۔۲ اور فرمایا کہ "وبلغ اربعین سنة"۔۳
پس یہ ممکن ہے کہ کسی کو حکمت عطا ہو در آں حالیکہ وہ کمسن بچہ ہو یا کسی کو حکمت عطا ہو اور وہ عمر کے چالیسویں برس میں قدم رکھ چکا ہو۔۴
ینابیع المودۃ صفحہ ۴۵۲ پر کتاب فصل الخطاب سے حضرت مہدی کی ولادت کا قصہ نقل کرنے کے بعد تحریر ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ نے حضرت مہدی کو حکمت اور فصل خطاب سے عہد طفلی ہی میں سرفراز کیا اور آپ کو عالمین کے لئے آیت اور نشانی قرار دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ: "یا یحیی خذ الکتاب بقوة واتیناه الحکم صبیا"۔۵

۱۔ سورہ مریم آیت ۱۲۔ "اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں اپنی بارگاہ سے نبوت عطا فرمائی۔"
۲۔ سورہ یوسف آیت ۲۲۔ "اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکم (نبوت) اور علم عطا کیا"۔ سورہ قصص آیت ۱۴ میں بھی ایسا ہی مضمون ہے۔
۳۔ سورہ احقاف آیت ۱۵۔ "یہاں تک کہ جب وہ چالیس برس کے سن تک پہنچتا ہے۔"
۴۔ کیونکہ امام ابو جعفر محمد تقی الجواد نہایت کم سنی میں امام بنے جب آپ کی عمر تقریباً آٹھ برس تھی۔ اسی لئے راوی حدیث کو اس انداز سے بیان کر رہا ہے۔
۵۔ سورہ مریم۔ آیت ۱۲۔ "اے یحییٰ! کتاب مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں نبوت عطا کی۔"

ایضاً قرآن مجید میں موجود ہے کہ: "قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبدالله آتانی الکتاب وجعلنی نبیا" ۔[۱] (تمام ہوا کلام فصل الخطاب)

ابن حجر، صواعق کے صفحہ ۱۲۴ پر امام حسن عسکری کی وفات کا واقعہ نقل کرنے کے بعد راقم ہیں کہ: اور ان (حسن عسکری) نے پسماندگان میں سوائے ابوالقاسم محمد الحجہ کے کوئی اور فرزند نہیں چھوڑا۔ اور آپ کی عمر آپ کے والد کے انتقال کے وقت پانچ برس تھی۔ لیکن خدا نے آپ کو اس عمر میں بھی حکمت عطا کی۔ (تمام ہوا کلام ابن حجر)

۱۔ سورہ مریم۔ آیت ۲۹ - ۳۰ ۔ "وہ لوگ بولے کہ (بھلا) ہم جھولے میں پڑے بچے سے کیسے بات کریں؟ اس پر وہ بچہ بولا کہ میں بے شک خدا کا بندہ ہوں۔ مجھ کو اسی نے کتاب (انجیل) عطا فرمائی ہے اور مجھ کو نبی بنایا۔"

فصلِ پنجم

حضرت مہدیؑ کی ولادت کے بارے میں

اس فصل میں حضرت مہدی منتظرؑ کی ولادت، آپؑ کی طول عمر اور روز ظہور تک کی زندگی، آپؑ کا بحکم خدا خروج کرنا، آپؑ کے نام، لقب کنیت اور والدین کے اسماء کا تعین جیسے امور زیر بحث آئینگے۔

حضرت مہدیؑ کی ولادت

علماء کی ایک بڑی تعداد نے کہ جن میں محدث، عالم و عارف محمد خواجہ بخاری بھی شامل ہیں اپنی کتاب فصل الخطاب میں (جیسا کہ ینابیع المودہ صفحہ ۳۸۷ پر مرقوم ہے) تحریر کرتے ہیں کہ:

"امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی حکیمہ بنت امام جواد علیہ السلام آپؑ (حسن عسکری) سے والہانہ محبت کرتی تھیں اور بارگاہ خداوندی میں ہمیشہ بالتضرع، دست بہ دعا تھیں کہ خدا آپؑ (عسکری) کو انکی (حکیمہ خاتون) کی زندگی میں ایک فرزند عطا کرے۔ شب نیمۂ

شعبان ۲۵۵ھ آن پہنچی تو جناب حکیمہ خاتون اپنے بھتیجے حسن عسکری سے ملنے آئیں۔ آپؑ نے فرمایا : اے پھوپھی! آج کی شب ہمیں ایک امر در پیش ہے اس لئے یہیں قیام فرمایئے لہٰذا جناب حکیمہ نے وہیں قیام کیا، جب فجر کا وقت قریب آیا تو ایکا ایکی جناب نرجس خاتون پر حالت اضطراب طاری ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر جناب حکیمہ خاتون آپ کی مدد کے لئے بڑھیں اور پھر اس وقت جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا نے ایک مبارک اور بابرکت بچے کو جنم دیا۔

جناب حکیمہ نے نومولود کو دیکھا تو امام حسن عسکری کی خدمت میں لے کر آئیں، امام نے اس نومولود کو، جو مختون بھی تھا گود میں لیا، اپنے دست مبارک کو اسکی پشت اور آنکھوں پر پھیرا، اپنی زبان دہان میں رکھی اور دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

پھر فرمایا: اے پھوپھی! اس نومولود کو اسکی ماں کے پاس لے جایئے۔ حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ میں بچے کو اسکی ماں کے پاس لے گئی اور پھر اپنے گھر سے دوبارہ ابو محمد حسن عسکری کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ نومولود زرد کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے اس ایک دلفریب، جاذب نظر اور خیرہ کنندہ نور سایہ فگن ہے، اور اسی حالت میں امام عسکری کے سامنے موجود ہے۔ یہ دیکھ کر اس نومولود کی محبت میرے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ اور میں نے پوچھا : اے میرے آقا! آپ اس نومولود کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ جواب دیا کہ اے پھوپھی! یہ وہی مہدی منتظر ہے کہ جسکی ہم لوگوں کو بشارت دی گئی ہے۔ یہ سن کر میں بارگاہ

خداوندی میں سجدہ شکر بجا لائی۔ (تمام ہوا کلام فصل الخطاب' بمطابق نقل از ینابیع المودۃ)

کلام مصنف : جو روایات آپ ؑ کی ولادت کے بارے میں بتاتی ہیں ان میں اگر گزشتہ اور آئندہ ذکر ہونے والی احادیث کو پیش نظر رکھا جائے تو ان روایات کو ہم چند اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ایک قسم تو ان احادیث کی وہ ہے کہ جو آپ ؑ کو بارہواں خلیفہ بتاتی ہیں۔ کچھ دوسری روایات آپ ؑ کے بارے میں بارہویں وصی ہونے کے بارے میں خبر دیتی ہیں۔ کچھ اور احادیث کا بیان یہ ہے کہ آپ ؑ بارہویں امام ہیں۔ بعض احادیث کے مطابق آپ امام حسین کی نویں اور امام رضا کی چوتھی پشت سے ہیں۔ نیز آپ ؑ ہی امام حسن عسکری کے اکلوتے فرزند ہیں۔

بعض روایات آپ ؑ کی غیبت کی اطلاع دیتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ آپ مخفی ہیں اور پہچانے نہیں جاتے۔

مذکورہ بالا احادیث مستفیضہ بلکہ متواترہ' اس امر پر یا تو صریحاً یا کنایۃً دلالت کرتی ہیں کہ مہدی منتظر امام حسن عسکری ؑ کے بلا فصل' اکلوتے فرزند ہیں۔ اور اس میں نہ تو کسی کو شک ہے اور نہ ہی انکار کی گنجائش۔

نیز درج ذیل چند امور میں سے کسی ایک کو ماننا ناگزیر ہے ۱؎

۱؎ یعنی ان روایات میں کسی کو شک یا انکار کی گنجائش نہیں لیکن اگر پھر بھی کوئی شک و شبہ کا شکار ہو جائے یا ان روایات کا انکار کر بیٹھے تو پھر اسکے لئے لازمی طور سے ان پانچ امور میں سے کسی ایک کو ماننا ناگزیر ہوگا۔ اور سوائے پانچویں امر کے' اگر کسی اور امر کو مانے تو یا عقل سلیم کی مخالفت کرے گا یا قرآن و سنت سے سرتابی۔

۱) : ان تمام روایات کو غیر معتبر اور غلط مانا جائے۔ اور ان کی سند کو ضعیف اور معنی کو غیر واضح سمجھا جائے۔ بالفاظ دیگر سند اور معنی کے لحاظ سے ان روایات پر اعتراض کیا جائے۔

لیکن فن حدیث کا ماہر ہرگز اس بات کو نہ مانے گا' کیونکہ ائمہ حدیث کی ایک بڑی تعداد نے ان روایات کی صحت کا صراحتاً اعتراف کیا ہے اور انکے معتبر اور مستند ہونے کی شہادت دی ہے۔ بلکہ حاکم نیشاپوری کہ جو علم حدیث کے امام اور اس فن کے ماہر ہیں انہوں نے بعض روایات کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے مطابق بھی صحیح اور معتبر ہیں۔ اب رہی بات ان روایات کی دلالت اور معنی پر اعتراض کی' تو یقیناً جیسا کہ ظاہر ہے عقل سلیم اس بات کی ہرگز اجازت نہ دے گی۔

۲) : ان تمام روایات کو ترک کرتے ہوئے ان پر عمل نہ کیا جائے۔ اگر کوئی یہ کام کرے تو وہ رسول اللہؐ کی صحیح اور صریح نص کی مخالفت کرتے ہوئے' اسکے مقابلے میں من مانی کر رہا ہے اور ذاتی رائے کو بروئے کار لاتا ہے۔

نیز اس سے پیشتر یہ بات قارئین کی نظر سے گزر چکی ہے کہ ایک بڑی تعداد نے ان روایات کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور ان روایات کا رسول اللہؐ سے منقول اور منسوب ہونا یقینی اور حتمی امر ہے۔ لہٰذا ان روایات کو ترک کرتے ہوئے ان پر عمل نہ کرنے والا' حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان سے سرتابی کر رہا ہے اور اس بات کو رد کر رہا ہے جو یقیناً آپؐ سے نقل ہوئی ہے۔ جبکہ خداوند تعالی نے قرآن مجید میں آپؐ کے بارے میں فرمایا کہ: "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" [۱] (سورہ نجم۔ آیت ۴)

---

[۱] سورہ نجم۔ آیت ۴ "وہ تو اپنی نفسانی خواہش سے کچھ بولتے ہی نہیں۔ وہ جو بولتے ہیں سوائے وحی کے جو بھیجی جاتی ہے کچھ نہیں۔"

۳) : یا اس بات کو مانے کہ ابو محمد حسن عسکری زندہ ہیں اور آخری زمانے تک زندہ رہیں گے یہاں تک کہ آپؑ کے فرزند مہدی منتظرؑ متولد نہ ہو جائیں۔ جبکہ یہ بات کہنا اور اسکو تسلیم کرنا صحیح نہیں کیونکہ فریقین (اہل سنت و اہل تشیع) کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام ۲۶۰ھ میں وفات پا گئے۔ اس کے علاوہ اگر آخری زمانے تک امام حسن عسکریؑ کے زندہ رہنے (بالفاظ دیگر طول عمری کو) کو مان لیا جائے تو حضرت مہدیؑ کے بارے میں یہ کہنے اور تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے کہ آپؑ ابھی تک زندہ اور باقی ہیں۔ کیونکہ دو مساوی چیزوں کے درمیان حکم لاگو ہونے اور لاگو نہ ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ البتہ جس لحاظ اور پہلو سے یہ دونوں چیزیں مساوی ہیں۔[ا]

۴) : اس بات کو مانا جائے کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات واقع ہو چکی ہے۔ البتہ اس امر پر اجماع بھی قائم ہو چکا ہے۔ لیکن خداوند تعالی اپنی قدرت کاملہ سے آپؑ کو آخری زمانے میں دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ حضرت مہدی منتظرؑ کی

ا۔ یہ ایک عقلی قاعدہ ہے یعنی حکم الامثال فیما یجوز و فیما لا یجوز واحد۔ کہ جو مندرجہ بالا متن میں ذکر ہوا۔ یعنی اگر دو چیزیں کسی ایک پہلو سے مشابہت اور مماثلت رکھتی ہیں تو اسی مشابہہ اور مماثل پہلو کے لحاظ سے جو حکم ایک پر لاگو ہو سکتا ہے تو وہ حکم دوسری چیز پر بھی لاگو ہوگا۔ اور اگر کوئی حکم پہلی چیز پر لاگو نہیں ہو سکتا تو دوسری چیز پر بھی لاگو نہ ہوگا۔ یعنی امام عسکریؑ پر تو یہ حکم لاگو ہو جائے کہ آپؑ ابھی تک زندہ ہیں اور آخری زمانے تک زندہ رہیں گے۔ لیکن اسی زندگی کا حکم امام مہدیؑ پر لاگو نہ ہو سکے۔ جب کہ امام عسکریؑ اور امام مہدیؑ دونوں امامت کے لحاظ سے مشابہہ اور مماثل ہیں اور اس طرح اس قاعدے کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

ولادت کے اسباب فراہم ہو سکیں۔

خود اس بات کے قائل کے پاس کوئی دلیل موجود ہے اور نہ ہی برہان۔ اگرچہ یہ امر خداوند تعالیٰ کی قدرت لایزال کے پیش نظر ممکن ہے' کیونکہ خدا تمام اشیاء پر قادر ہے۔

اس امر کے نقطہ انوکھے پن اور حیرت انگیز ہونے کی بناء پر ہمارا مد مقابل یہ بات ماننے کو ہرگز تیار نہیں کہ حضرت مہدیؑ ابھی تک زندہ اور باقی ہیں۔ کیونکہ کسی شخص کی زندگی معمولاً اتنی طویل نہیں ہوتی۔

جبکہ امام حسن عسکریؑ کا وفات پا کر از سر نو زندہ ہونا اور فناء کے بعد دوبارہ اعادہ' امام مہدیؑ کی طولانی زندگی سے بھی زیادہ انوکھی تعجب آور اور عجیب و غریب بات ہے۔

اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کا رحلت کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹنا عقیدہ رجعت کے موافق و مطابق ہے جو ہم شیعہ اثنا عشری کا عقیدہ ہے اور ہمارا فریق اور مد مقابل اس عقیدے پر ایمان نہیں رکھتا۔

۵) : یہ بات مانی جائے کہ حضرت ابوالقاسم محمد مہدی منتظر متولد ہو چکے ہیں اور حال و حاضر میں زندہ ہیں۔ نیز خداوند تعالیٰ آپ کو' آپ کا رزق پہنچا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح بنی نوع انسان کے دوسرے افراد زندگی گزار رہے ہیں یہاں تک کہ جب زمین پر ظلم و ستم کی حکمرانی ہو گی تو خداوند تعالیٰ اپنے ارادے سے آپؑ کو ظاہر ہونے کا حکم دے گا۔ اور آپؑ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ نیز اس وقت خداوند تعالیٰ آپؑ کو اصلاح کامل اور امن کے دور دورہ کی خاطر ظاہر کرے گا۔ اور یہی وہ عقیدہ ہے جس کے ہم امامیہ اثنا عشری قائل

ہیں۔

نیز حال و حاضر میں آپؑ کے زندہ ہونے کے دلائل و براہین بھی عنقریب پیش کریں گے۔

ان دلائل میں سے کہ جو آپؑ کی ولادت پر صریحاً یا کنایۃً دلالت کرتے ہیں، علماء اہل سنت کے اقوال ہیں کہ جن میں مورخین، محدثین اور دوسرے علمی شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔

ان علمائے اہل سنت کے اسماء درج ذیل ہیں۔

- ○ الفتوحات المکیہ میں محی الدین ابن عربی۔ بمطابق نقل از اسعاف الراغبین
- ○ شیخ عبدالوہاب شعرانی، کتاب الیواقیت والجواہر میں
- ○ مورخ، ابن الوردی کتاب التاریخ میں۔ بمطابق نقل از نور الابصار
- ○ شیخ محمد بن یوسف گنجی، کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں
- ○ شیخ ابن حجر ہیثمی، صواعق محرقہ میں
- ○ سبط ابن جوزی، تذکرہ الامۃ میں
- ○ شیخ محمد طلحہ، مطالب السئول میں
- ○ شیخ نور الدین علی، الفصول المہمۃ میں
- ○ سید شریف ابو عبداللہ محمد سراج الدین، صحاح الاخبار میں
- ○ مشہور مورخ ابن خلکان، وفیات الاعیان میں
- ○ ابن الازرق، کتاب تاریخ میں۔ بمطابق نقل از ابن خلکان
- ○ شیخ عارف جناب حسن العراقی۔ بمطابق نقل از الیواقیت والجواہر

- جید عالم و عارف محمد خواجہ' فصل الخطاب میں۔ بمطابق نقل از ینابیع المودۃ
- سید حسن بن حسن مومن شبلنجی' کتاب نور الابصار میں
- شیخ عالم عارف و اصل فاضل محقق جناب القندوزی الحنفی' ینابیع المودۃ میں
- شیخ عارف جناب علی الخواص بمطابق نقل از الیواقیت والجواہر
- فاضل محقق ماہر علم انساب ابو الفوز محمد امین بغدادی سویدی کتاب سبائک الذھب میں
- سید محقق ماہر انساب سید حسین رفاعی کتاب نور الانوار میں
- فاضل محقق جناب رفاعی اپنے زمانے کے زبردست عالم انساب تھے نیز جامعہ ازہر کے استاد بھی۔
- ینابیع المودۃ میں' شیخ احمد جامی کے اشعار۔
- ینابیع المودۃ میں' شیخ عطار نیشاپوری کے اشعار۔
- ینابیع المودۃ میں' مولانا جلال الدین رومی مولانا روم کے اشعار

نیز ان کے علاوہ دوسرے محدثین' مورخین اور شعراء کے یہاں بھی امام مہدیؑ کی ولادت کا ذکر ملتا ہے۔

بلکہ یہ بات با آسانی کہی جا سکتی ہے کہ ولادت حضرت مہدیؑ اور آپؑ کا متولد ہو جانا ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر فریقین متفق ہیں۔

جہاں تک ہمارے علمائے شیعہ امامیہ کی بات ہے' تو ان کے درمیان نہ صرف رتی برابر بھی اختلاف وجود نہیں رکھتا بلکہ اس پر اتفاق و اجماع اظہر من الشمس ہے۔

اور ہمارے برادران اہل سنت کے درمیان کہ جس میں محدثین ' مورخین ' اور علم الانساب کے ماہر شامل ہیں ' اگر کوئی ان کی کتب پر تحقیق کرے تو ان تمام کو اس بات پر متفق پائے گا کہ ابو محمد حسن عسکریؑ کا صرف ایک اکلوتا فرزند تھا کہ جس کا نام محمد ' لقب مہدی اور کنیت ابو القاسم تھی۔ (ہماری جانیں آپؑ پر فدا ہوں) اگرچہ چند انگشت شمار مقامات پر آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے (اہل سنت کے درمیان) جیسا کہ ابن خلکان کے کلام سے یہ عندیہ ملتا ہے اور بعض لوگ آپؑ کی ولادت کا ذکر کرنے کے بعد ابن خلکان کی یہ بات بھی نقل کرتے ہیں کہ: "شیعوں کے خیال میں یہی مہدی منتظر ہے۔" اور پھر آپؑ کے سینکڑوں برس سے زندہ رہنے کو انوکھا ' تعجب آور اور بعید از قیاس گردانتے ہیں۔

اب جبکہ حضرت ابو القاسم محمد مہدی بن حسن عسکری علیہما السلام کی ولادت ثابت ہو چکی۔ اور گزشتہ صفحات پر مستفیض بلکہ متواترہ احادیث نبویؐ یا رسول اللہؐ کے صاحبان عصمت و طہارت (گھر والوں کے اقوال اور گھر والے ہی گھرانے کے بارے میں بہتر جانتے ہیں) نیز متعدد علماء کی تصریحات و اعترافات سے بھی یہی حقیقت سامنے آئی ہے کہ وہ مبارک نومولود ہی مہدی منتظر ہے جو آیندہ متولد نہ ہو گا۔ بلکہ متولد ہو چکا ہے۔

آپؑ کی صحیح تاریخ ولادت ' شب نیمہ شعبان بوقت فجر ۲۵۶ھ ہے۔

اس حساب سے آپؑ کی عمر ' آپؑ کے والد کی وفات کے وقت تقریباً پانچ برس تھی۔

حضرت مہدی کا نام، لقب اور کنیت

ترمذی اپنی کتاب صحیح ترمذی میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔

"دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام شخص زمین پر اپنی حکومت قائم نہ کرلے۔"

ترمذی کا کہنا ہے کہ: یہ حدیث صحیح و حسن ہے اور اسی باب میں حضرت علیؑ جناب ابو سعید، ام المومنین ام سلمہ اور جناب ابو ہریرہ سے اسی مضمون پر مشتمل روایات موجود ہیں۔

ایضا اسی صفحہ پر عبداللہ سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "زمام امور کو میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام شخص ہاتھ میں لے گا۔" (حدیث ملاحظہ ہو)

ایضا اسی صفحہ پر ابو ہریرہ سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو۔ پھر آگے چل کر فرمایا کہ یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے میرا ہم نام شخص زمام امور کو ہاتھ میں لے چکے۔

ترمذی نے کہا کہ۔ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

ابن حجر، صواعق صفحہ ۹۸ میں رقمطراز ہیں کہ: احمد، ابوداؤد، اور ترمذی نے رسول اللہؐ کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ: دنیا ختم نہ ہو گی یا فنا نہ ہوگی، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص دنیا پر حکومت

قائم نہ کرے' جو میرا ہم نام بھی ہے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۹ پر بھی اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

عقد الدرر باب دوم صفحہ ۳۰ میں امام ابوبکر مقری کی کتاب سنن سے اور وہ عبداللہ بن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے میرے نام کا مواطات شخص دنیا پر حکومت قائم نہ کرے۔ راوی نے ابو عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ مواطات کے کیا معنی ہیں؟

جواب دیا: مشابہت اور ہم نام ہونا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی باب صفحہ ۳۱ میں حافظ ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی اور امام ابو عمرو مقری کی کتاب سنن سے اور یہ دونوں عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے ایک شخص خروج کرے گا جو میرا ہم نام' اور ہم کردار ہو گا' زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی باب میں عبداللہ بن عمر سے رسول اللہؐ کی روایت نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا: آخری زمانے میں' میری نسل سے ایک شخص خروج کرے گا جو میرا ہم نام ہے' اسکی کنیت میری کنیت کی طرح ہے۔ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسی باب صفحہ ۳۱ میں حافظ ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا میرے ہم نام و ہم کردار شخص کو ظاہر کرے

گا کہ جس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

ایضاً اسی باب صفحہ ۳۲ میں عبداللہ بن عمر سے رسول اللہؐ کی ایک روایت نقل ہے کہ آپؐ نے فرمایا: آخری زمانے میں میری نسل سے ایک شخص خروج کرے گا کہ جو میرا ہم نام ہے، اسکی کنیت میری کنیت کی طرح ہے۔ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

یہ تھیں ان کثیر روایات میں سے کچھ روایتیں جو بطور نمونہ پیش کی گئیں، کہ جن میں آپؐ کے نام اور کنیت کا تعین کیا گیا ہے۔

اور عقد الدرر میں تو باقاعدہ ایک باب اس موضوع سے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اگر بعض روایات کو بعض دوسری روایات کے ساتھ ضم کیا جائے اور مجمل وغیر واضح روایات کو صریح، واضح اور مفصل روایات کے مضامین کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے (جس طرح کہ گزشتہ صفحات پر احادیث نظر سے گزریں اور عنقریب دوبارہ ذکر ہو گا) تو نتیجہ نکلتا ہے کہ آپؐ کا نام مبارک محمدؐ، لقب مہدیؑ اور کنیت ابو القاسم ہے۔ اور یہی بات معروف و مشہور ہے۔ بعض احادیث میں (البتہ ان بعض کی تعداد ایک یا دو سے زیادہ نہیں) آپ کا نام احمد ملتا ہے۔ لیکن یہ راوی کا اپنا "اجتہاد" معلوم دیتا ہے۔ اور اجتہاد میں غلطی اور خطاء کا امکان قرین قیاس ہے۔

اب اگر راوی کے اجتہاد کو قبول بھی کر لیا جائے، تب بھی یہ ایک روایت ان بے شمار اور متعدد روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی (کہ جن کے مطابق آپ کا نام محمدؐ ہے) جیسا کہ یہ بات گزشتہ صفحات میں گزری اور آئندہ بھی زیر بحث

آئے گی۔

کتاب تذکرہ الامۃ میں امام ابو محمد حسن عسکریؑ کی اولاد کے ذکر کے ذیل میں تحریر ہے کہ:

"آپ کی اولاد سے محمد امام ہیں، اور وہ محمد بن الحسن بن علی (علیہم الصلاۃ والسلام) ہیں۔ آپؑ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابوالقاسم ہے اور آپؑ ہی خلف، حجت صاحب الزمان قائم منتظر ہیں اور آخری امام ہیں۔" (تمام ہوا اقتباس از تذکرہ الامۃ)

مطالب السئول میں آپؑ کی ولادت اور حسب و نسب کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ: رہی بات آپؑ کے نام کی تو نام محمدؑ کنیت ابوالقاسم، لقب حجت اور خلف صالح ہے، نیز منتظر بھی کہا گیا ہے۔" (تمام ہوا کلام مطالب السئول)

صواعق محرقہ میں ابن حجر امام حسن عسکریؑ کے ذکر کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ:

"امام حسن عسکریؑ نے اپنے اکلوتے فرزند ابوالقاسم محمد حجت کے علاوہ کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ ان کی عمر اپنے والد کے انتقال کے وقت پانچ برس تھی۔ لیکن تب بھی خداوند تعالیٰ نے آپؑ کو حکمت عطا کی۔ اور آپؑ کو قائم منتظر کہا جاتا ہے۔ (تمام ہوا کلام صواعق)

نورالابصار صفحہ ۳۴۲ پر امام مہدیؑ کے احوال کے بارے میں مرقوم ہے کہ:

"آپؑ کا نام محمد، کنیت ابوالقاسم اور فرقہ اثنا عشری امامیہ آپؑ کو حجت، مہدی، خلف صالح، قائم منتظر صاحب الزمان جیسے القاب سے یاد کرتا

ہے کہ جن میں لقب مہدی سب سے زیادہ مشہور ہے۔ (تمام ہوا کلام نور الابصار)

اگر ہم یہ قبول نہ کریں کہ بطور اتفاق یہ چیز رونما ہوئی ہے۔ تو نہایت لطف کی بات اور دلچسپ امر ہے کہ ائمہ کی بلا فصل اور بلا واسطہ اولادوں میں ایک بھی شخص سوائے قائم آل محمد کے ایسا نہ تھا کہ جو مہدی کے لقب سے ملقب ہو۔ یقیناً ایک ایسا خاندان کہ جس کو وجود میں آئے ہوئے دو سو چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہو اور جن کی اولاد و ذریت کثرت سے پائی جاتی ہو' اور انہوں نے اس لقب (مہدی) کو سینکڑوں بار سنا بھی ہو اسکے باوجود ان کی بلا فصل اولاد میں کسی بھی ایسے شخص کا سرے سے نا پایا جانا کہ جس کا لقب مہدی ہو ایک اتوکھی اور حیرت انگیز بات ہے۔

یہ بات ممکنہ طور پر کہی جا سکتی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ان لوگوں کو حضرت مہدیؑ کے مقام و منزلت کی خاطر ایسا کرنے سے باز رکھا۔ (یعنی لوگ لاشعوری طور پر اپنا لقب مہدی نہ رکھیں)۔

حضرت مہدی کے والدین اور انکے اسماء

فصل چہارم میں مذکور روایات سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت مہدی منتظرؑ امام ابو محمد الحسن العسکریؑ کے فرزند ہیں اور آپؑ کے والد کا نام حسنؑ ہے۔ اس امر پر فرقہ شیعہ اثنا عشری کا اجماع ہے۔ نیز اہل سنت کے متعدد علماء بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ اور ان کی منقولہ روایات بھی اسی قول کو مانتی ہیں۔ ہاں ایک آدھ روایت میں یہ ملتا ہے کہ حضرت مہدی کے والد رسول اللہؐ کے والد کے ہم

نام ہیں۔

صحیح ابوداؤد میں ابوداؤد زر بن عبداللہ سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو۔۔۔۔۔ پھر روایت کے بیچ میں (زائدہ) کے یہ جملہ ہیں کہ: یقیناً خدا اس دن کو اسقدر طویل کر دے گا یہاں تک کہ میری نسل سے ایک شخص کو ظاہر کرے۔

پھر اسکے بعد رسول اللہؐ کا یہ جملہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا: وہ میرا ہم نام ہو گا۔ اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کی طرح ہو گا۔ (ہم نام) (حدیث ملاحظہ کریں)

اس حدیث کو عقد الدرر باب دوم میں علماء کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ جن میں ترمذی، ابوداؤد، اور بیہقی شامل ہیں۔

صاحب عقد الدرر رقمطراز ہیں کہ: اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ جملہ موجود ہے کہ مہدی کے والد کا نام میرے والد کی طرح ہے۔ (ہم نام)۔۔۔۔ سلسلہ حدیث جاری ہے۔

کلام مصنف: بعض روایات ہماری نظر سے بھی گزر چکی ہیں جن میں یہ جملہ موجود ہے کہ "مہدی کے والد میرے والد کے ہم نام ہیں۔"

جو بات واضح ہے وہ یہ کہ اس حدیث کے نقل کا ماخذ اور منبع ابوداؤد ہی ہیں کیونکہ ان کا دوران تمام محدثین سے پہلے کا ہے۔

اور اسی بنا پر ہمارا کہنا یہ ہے کہ: نورالابصار صفحہ ۳۴۸ میں شبلنجی نے اس روایت کو ابوداؤد سے اور ابوداؤد نے زر بن عبداللہ سے اور انہوں نے رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغیر مذکورہ جملے کے نقل کیا ہے۔ اور پھر روایت نقل کرنے کے بعد ایک جملہ اپنی طرف سے تحریر کیا ہے کہ:

"ایک روایت کے مطابق آپ (مہدی) کے والد رسول اللہ کے والد کے ہم نام ہیں۔"

جناب شبلجی کا 'ابوداؤد سے اس روایت کو بغیر مذکورہ جملے کے نقل کرنا اور خود ابوداؤد کا اپنی کتاب صحیح میں مذکورہ روایت کو مع اس جملے کے نقل کرنا' اس روایت کے صحت نقل میں اختلاف کو جنم دیتا ہے۔ اور اس روایت کے بارے میں شک و تردید میں مبتلا کرتا ہے۔ نیز اس بات کا بھی عندیہ ملتا ہے کہ ابوداؤد کی نقل کردہ اس روایت میں کمی بیشی واقع ہوئی ہے۔

لیکن اگر صحیح ابی داؤد میں منقول اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے' تب بھی یہ ان متعدد اور لاتعداد روایات مستفیضہ کی مخالف اور متضاد ہے۔ ۱ جو اس ایک روایت سے مستحکم تر سند اور واضح تر معنی کی حامل ہیں۔

اسی بنا پر یہ ایک اکیلی روایت کسی توجہ کی مستحق نہیں۔

علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں اسی عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: ہمارے برادران شیعہ اس حدیث کو صحیح نہیں مانتے' کیونکہ ان کے نزدیک امام مہدی اور ان کے والد کا نام ثابت اور شناختہ شدہ ہے (کہ جو ابوداؤد کی اس روایت کے برخلاف ہے۔) لیکن جمہور (مراد برادران اہل سنت ہیں)

۱۔ متعلقہ علوم میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ متواتر یا مستفیضہ روایات کا مقابلہ کوئی غیر معتبر حدیث ہرگز نہیں کر سکتی۔ اور یہ امر اہل سنت و اہل تشیع دونوں کی کتب میں ثابت شدہ ہے۔

کے مطابق زائدہ (مذکورہ حدیث کا راوی) اپنی جانب سے احادیث میں کمی بیشی یا ردو بدل کر دیا کرتا تھا۔ لہٰذا یہ بات ماننی پڑے گی کہ مذکورہ متنازعہ جملے کو زائدہ نے اضافہ کیا ہے۔ اور اسی بات کے ذریعے ہم اس باب کی روایات کے آپس میں ٹکراؤ اور تضاد کو ختم کرسکتے ہیں۔ (تمام ہوا کلام عیسیٰ اربلی)

کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں جناب ابو عبداللہ گنجی راقم ہیں کہ:

"مجھے ابوالعباس بن ابوالکرم الخشعمی نے خبردی اور انھوں نے عمر بن معمر بغدادی سے اور انھوں نے ابوالفتح ابن ابوالقاسم ابن ابوسہیل کروخی سے اور انھوں نے ابوعامر بن القاسم اور دیگر افراد سے اور انھوں نے ابو محمد المروری سے اور انھوں نے ابوالعباس بن مرزبانی سے اور انہیں خبردی حافظ ابو عیسیٰ نے اور ان کو عبدالجبار بن علاء عطار نے اور انہیں سفیان بن عینیہ نے خبردی کہ میں عاصم سے اور وہ زر بن عبداللہ سے اور وہ رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہیں کہ: زمام امور کو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ میں لے گا کہ جو میرا ہم نام بھی ہو گا۔ عاصم کہتے ہیں کہ مجھے ابو صالح نے خبردی اور انہیں ابو ہریرہ نے کہ: اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا اس دن کو اس قدر طولانی کر دے گا یہاں تک کہ وہ شخص تمام امور کی زمام کو اپنے ہاتھوں میں لے لے۔"

جناب گنجی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ محمد بن عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب جامع صحیح میں اس حدیث کو اسی انداز سے نقل کیا ہے۔ پھر جناب

گنجی تحریر کرتے ہیں کہ:

"علامہ حسن بن الحسن لغوی نے مجھے خبر دی اپنے دمشق کی طرف فرستادہ مراسلے میں اور پھر جب بغداد میں میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے خبر دی نصر بن ابو الفرج الحصری نے اور انکو ابو طالب محمد بن محمد بن ابو زید علوی نے خبر دی کہ وہ روایت کرتے ہیں ابو علی تستری سے اور وہ ابو عمر ہاشمی سے اور وہ ابو علی محمد بن عمر او لوئی بصری سے اور ان کو خبر دی حافظ ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے اور ان کو مسدد نے کہ ان کو بتایا یحییٰ بن سعید نے اور انہوں نے سفیان سے روایت کی اور وہ عاصم سے اور وہ زر بن عبد اللہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی پورے عرب پر حکومت قائم نہ ہو جائے۔ جو میرا ہم نام ہے۔

صاحب البیان گنجی شافعی کا کہنا ہے کہ: میں اس حدیث کو صحیح اور حسن مانتا ہوں۔ نیز ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن میں اس حدیث کو اسی انداز میں نقل کیا ہے جس طرح ہم نے یہاں (البیان) پر کیا ہے۔

ابو داؤد کہتے ہیں کہ مجھے عثمان بن ابی شیبہ نے خبر دی اور ان کو فضل ابن دکین نے اور ان کو قطر نے اور قطر نے روایت کی قاسم ابن ابو مرہ سے اور انہوں نے ابو الطفیل سے اور انہوں نے علی سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے کہ آپؐ نے فرمایا: اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اس طرح

عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔

صاحب البیان گنجی شافعی کا اس حدیث کے بارے میں کہنا ہے کہ:
ابوداؤد نے اپنی کتاب سنن میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابوالحافظ ابراہیم بن محمد از ہرصریفینی نے دمشق میں اور حافظ محمد بن عبدالواحد المقدسی نے جبل قاسیون میں ہمیں خبر دی کہ ان کو ابوالفتح نصراللہ بن عبدالجامع ابن عبدالرحمٰن الفامی نے ہرات میں اور ان کو محمد بن عبداللہ بن محمود الطائی نے خبر دی کہ ان کو عیسٰی بن شعیب بن اسحٰق سنجری نے بتایا کہ انھیں حافظ ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم بن عاصم ابری نے خبر دی کہ یہ حدیث کتاب مناقب الشافعی میں مذکور ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ زائدہ (راوی) نے اپنی جانب سے حدیث میں کچھ اضافہ کیا ہے۔ حدیث درج ذیل ہے۔

"اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خداوند عالم اس دن کو اتنا طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری نسل یا میرے اہل بیت سے ایک شخص کو ظاہر کرے، جو میرا ہم نام ہو گا۔ اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام سا ہو گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح پر کر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔

صاحب البیان کہتے ہیں کہ: اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے لیکن یہ جملہ ترمذی کی حدیث میں موجود نہیں کہ "اس کے والد کا نام میرے والد کے نام سا ہو گا۔" اور ابوداؤد نے بھی اسی طرح سے روایت کی ہے۔

حفاظ کرام اور معتبر راویوں کی بیشتر احادیث میں فقط یہی جملہ موجود ہے کہ وہ میرا ہم نام ہو گا۔ اور جس راوی نے یہ جملہ نقل کیا ہے کہ "اس کے والد کا نام

میرے والد کے نام سا ہو گا'' وہ صرف ''زائدہ'' ہے' اور یہ راوی' اپنی جانب سے روایات میں اضافہ کر دیتا تھا۔

اب اگر مذکورہ حدیث کو مان بھی لیا جائے' تب بھی اس کے معنی اس طرح لئے جا سکتے ہیں کہ مہدی کے والد کا نام میرے بیٹے حسین کی طرح ہے۔ کہ جس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ گویا اس مقام پر کنیت کو نام قرار دیتے ہوئے بطور کنایہ یہ بات بتائی گئی ہے کہ آپؑ (مہدیؑ) امام حسینؑ کی نسل سے ہیں' امام حسنؑ کی نسل سے نہیں۔

یہ بات بھی ممکن ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہو کہ: انکے والد کا نام میرے بیٹے حسن کی طرح ہے۔ (ہم نام ہے) اور حضرت مہدی کے والد کا نام بھی حسنؑ تھا۔ تو راوی نے یہ سننے کے بعد میرے بیٹے کے بجائے والد لکھ دیا ہو' اور صرف اسی غلطی کی بنا پر بجائے میرے بیٹے' میرے والد لکھ دیا ہو جس کی وجہ سے میرا بیٹا' میرے والد پڑھا جانے لگا' اور صرف ایک نقطے کے اضافے نے معنی کو بدل کر رکھ دیا۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ایک روایت کے معنی اس انداز سے کئے جائیں کہ اس روایت کا دوسری بے شمار روایات سے ٹکراؤ اور تضاد ختم ہو سکے۔ لیکن اس طرح کی توجیہ و تاویل' حدیث کے مضمون اور معنی میں غیر ضروری اور از حد دخل اندازی ہونے کے ساتھ ساتھ بے تکی بھی ہے۔

اس سلسلے میں سب سے مدلل اور مستحکم بات امام احمد بن حنبل کی ہے کہ جن کی وقت نظر اور حدت بصر سب پر عیاں ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''مسند'' کے متعدد مقامات پر تحریر کیا ہے کہ:

"اس (مہدی) کا نام میرے نام کی طرح ہے۔" (ہم نام ہے)

(یعنی حدیث کو صرف اسی جملے کے ساتھ نقل کیا ہے اور متنازعہ جملہ موجود نہیں)۔

نیز کتاب البیان میں صاحب کتاب رقمطراز ہیں کہ ہمیں خبر دی جناب علامہ حجۃ العرب استاد الاساتذہ ابو محمد عبدالعزیز بن محمد الحسن الانصاری نے' اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ احمد بن ابوالمجد الحربی نے' اور ان کو خبر دی ابوالقاسم بن الحصین نے' اور ان کو خبر دی ابن المذھب نے اور ان کو خبر دی ابن حمدان نے' اور ان کو خبر دی عبداللہ بن احمد حنبل نے' اور ان کو خبر دی یحییٰ بن سعید نے اور ان کو سفیان بن عاصم نے اور انہوں نے روایت کی زر بن عبداللہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یا فنا نہ ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی حکومت پورے عرب پر نہ چھا جائے۔

حافظ ابو نعیم نے اس حدیث کے طرق رواۃ کی ایک جم غفیر تعداد کو اپنی کتاب مناقب المہدی میں اکٹھا کیا ہے۔

یہ تمام طرق عاصم سے روایت کرتے ہیں۔ اور عاصم بن ابوالنجود نے زر بن عبداللہ سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے۔

انہی طرق میں سے ایک سفیان بن عینیہ ہیں (جیسا کہ پہلے بھی نقل ہوا) سفیان کے طرق متعدد ہیں۔

انہی میں سے قطر بن خلیفہ ہیں' انکے طرق بھی متعدد ہیں۔

انہیں میں سے اعمش ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں سے ابو اسحٰق سلیمان بن فیروز شیبانی ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں سے حفص بن عمر اور سفیان ثوری ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں شعبہ ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں سے واسط بن الحارث اور یزید بن معاویہ ابو شیبہ ہیں' ان کے طرق دو ہیں۔

انہی میں سے سلیمان قسرم ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں جعفر الاحمر' قیس بن الربیع' سلیمان بن قرم اور اسباط ہیں۔

مندرجہ بالا چار افراد' ایک ہی سلسلہ سند میں واقع ہیں۔

انہی میں سے سلام ابو المنذر اور ابو شہاب محمد بن ابراہیم الکنانی ہیں' ان کے طرق رواۃ بھی متعدد ہیں۔

انہی میں سے عمر بن عبید طنافسی ہیں' ان کے طرق بھی متعدد ہیں۔

انہی میں سے ابو بکر بن عیاش ہیں' ان کے طرق بھی متعدد ہیں۔

انہی میں سے ابو الجحاف داؤد بن ابو العوف ہیں' طرق متعدد ہیں۔

انہی میں سے عثمان بن شبرمہ بھی ہیں' ان کے سلسلہ رواۃ متعدد ہیں۔

انہی میں عبد الملک بن ابو عینیہ ہیں۔

انہی میں محمد بن عیاش ہیں جو عمرو العامری سے روایت کرتے ہیں' طرق متعدد ہیں۔

پھر ایک سند کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ: ہمیں خبر دی ابو غسان نے اور ان کو قیس نے (لیکن قیس کے نسب اور ولدیت کا ذکر نہیں کیا)

انہی میں سے عمرو بن میس الملائی ہیں۔

انہی میں سے عمار بن زریق ہیں۔

انہی میں سے عبداللہ بن حکیم بن جبیر الاسدی ہیں۔

انہی میں سے عمر بن عبداللہ بن بشر ہیں۔

انہی میں سے ابوالاحوص ہیں۔

انہی میں سعد بن الحسن ثعلبہ کے بھانجے بھی ہیں۔

انہی میں معاذ بن ہشام ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد ہشام نے اور انہوں نے روایت کی عاصم سے اور ـــــ تا آخر

اور انہی میں سے یوسف بن یونس ہیں۔

انہی میں سے غالب بن عثمان ہیں۔

انہی میں سے حمزہ الزیات ہیں۔

انہی میں سے شیبان ہیں۔

انہی میں سے حلم بن ہشام بھی ہیں۔

نیز اس روایت کو "زر" سے عاصم کے علاوہ بھی نقل کیا ہے۔ اور وہ ہیں عمرو بن مرۃ کہ جنھوں نے اس روایت کو "زر" سے نقل کیا ہے۔ ان تمام لوگوں نے یہی نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کا نام اور میرا نام ایک ہی ہے (یعنی ہم نام) "اسمہ اسمی۔"

ہر صاحب عقل اور ذی شعور انسان اگر اس بات کو پیش نظر رکھے کہ مذکورہ بالا ائمہ حدیث اس متنازعہ جملے کے مخالف ہیں اور اس کو نقل بھی نہیں کرتے تو یقیناً وہ اس جملے کو قابل اعتنا نہ سمجھے گا۔ واللہ اعلم (تمام ہوا کلام البیان)

کتاب البیان کی عبارت سے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ترمذی نے اس اضافی
جملے کو روایت میں نقل نہیں کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ صاحب عقد الدرر کا کلام
گزشتہ صفحات پر نظر سے گزرا۔ اور جو بات عقد الدرر، مطالب السئول
اور الفصول المہمہ میں ذکر ہوئی ہے، جس کے مطابق ابو داؤد، ترمذی، بیہقی، ابو
عمرو المقری اور ابو نعیم نے مذکورہ روایت کو اس اضافی جملے کے ساتھ نقل کیا
ہے۔

لیکن اس جملے کی حقیقت چند سطور پہلے قارئین کی نظر سے گزر چکی ہے

کتاب مطالب السئول میں تحریر اعتراض:

اب اگر کوئی اعتراض کرتے ہوئے یہ کہے کہ ہم آپ کی یہ بات مانے لیتے
ہیں کہ اگر کسی کے لئے کچھ صفات کو علامت اور نشانی کے طور پر بتایا جائے تو ان
علامات اور نشانیوں کا حامل جب بھی پایا جائے گا، اس سے انہی صفات کے
مطابق برتاؤ کیا جائے گا۔ نیز اس شخص کو مذکورہ صفات کا مالک بھی گردانا جائے
گا، (یہ قانون صحیح ہے) لیکن ہم مہدی موعود کے لئے روایات میں ذکر شدہ
علامات و صفات کو خلف صالح یعنی (امام عصرؑ) میں نہیں پاتے۔ کیونکہ حضرت
مہدی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ آپ کے والد اور رسول اللہؐ کے
والد ہم نام ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ میں صراحتاً ذکر ہے اور بعض راویوں
نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن یہ نشانی حضرت مہدی میں نہیں پائی جاتی،
کیونکہ آپ کے والد کا نام حسن ہے، جبکہ رسول اللہؐ کے والد کا نام عبداللہ

۱۔ "اسم ابیہ اسم ابی" ''اس کے والد اور میرے والد دونوں ہم نام ہیں۔''

ہے۔ اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ حسن اور عبداللہ میں کتنا واضح فرق ہے۔ (یعنی لفظی شباہت بھی نہیں چہ جائیکہ ہم نام ہوں)

لہٰذا جب یہ صفت ہی آپؑ میں نہیں پائی جاتی تو آپؑ پر مہدی موعود ہونے کا حکم بھی لاگو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حکم اس وقت لاگو ہوتا ہے جب اسکی تمام شرائط موجود ہوں۔

اب اگر کوئی دیگر صفات اور نشانیوں کی بات کرے کہ وہ تو موجود ہیں' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے جس شخص کو مہدی منتظر کا مصداق قرار دیا تھا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس میں یہ تمام کی تمام صفات موجود ہوں۔ اگر ایک صفت موجود نہ ہو (اور بقیہ موجود ہوں) تو مذکورہ شخص کو مہدی کا مصداق نہیں کہا جا سکتا۔ اور انہی صفات اور نشانیوں میں سے ایک نشانی' رسول اللہؐ اور خلف حجت کے والد کا ہم نام ہونا ہے۔ جبکہ یہ نشانی حضرت مہدیؑ میں نہیں پائی جاتی۔ (رسول اکرمؐ کے والد' اور خلف حجت کے والد ہم نام نہیں)۔ لہٰذا آپؑ مہدیؑ کا مصداق نہیں ہو سکتے' نیز مہدی موعودؑ کے احکام بھی آپؑ پر لاگو نہ ہوں گے۔ اور یہ اعتراض بجائے خود ایک مضبوط اعتراض ہے۔

جوابِ اعتراض:

اس اعتراض کا تفصیلی اور مدلل جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ دو نکات کو واضح کر دیا جائے۔

اول : عربی زبان میں باپ کے لفظ کو' جد امجد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اسی انداز میں گفتگو فرمائی ہے۔ "ملة ابیکم

ابراھیم" ایک اور مقام پر حضرت یوسف کی داستان کے ذیل میں فرمایا کہ:

"واتبعت ملة آبائی ابراھیم و اسحق و یعقوب"[1]

ایضاً اسی طرح حدیث اسراء (معراج) میں بھی اسی لفظ "اب" (یعنی باپ) کو رسول اللہؐ نے جد اعلیٰ کے لئے استعمال کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا یہ تمہارے "اب" ابراہیم ہیں۔

پس ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو چلی ہے کہ "اب" (باپ) کو جد امجد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ جد کتنی ہی نسلوں قبل گزرا ہو اور کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو۔ یہ تو ہوا پہلا نکتہ۔

دوم : دوسرا نکتہ یہ ہے کہ عربی زبان میں فصاحت سے گفتگو کرنے والے افراد کی زبان اس امر سے بخوبی آشنا ہے کہ کنیت اور صفت دونوں بطور نام بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ نیز روایات میں بھی اس بات کے شواہد موجود ہیں۔ اسکے علاوہ امام بخاری اور امام مسلم، دونوں نے سہل بن سعد ساعدی کے ذریعے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے آپ کا نام ابو تراب رکھا۔ اور آپ کو اپنے ناموں میں سب سے اچھا نام ابو تراب ہی لگتا تھا۔ پس اس روایت میں کنیت بطور نام استعمال ہوئی ہے۔

اور اسی طرح شاعر نے کہا ہے کہ:

"اجل قدرک ان تسمی مونثه
ومن کناک فقد سماک للعرب"

---

[1] سورہ یوسف۔ آیت ۳۸: "میں (یوسف) نے تو اپنے باپ ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کی پیروی کی ہے۔

تمہاری شان و منزلت نہایت اعلیٰ ہے کہ تمہارا نام موقتہ رکھا گیا ہے۔ اور جس نے تمہاری کنیت رکھی تو اس نے لوگوں کے لیے تمہارا نام رکھا۔

اور یہ شعر اس طرح بھی بیان ہوا ہے کہ:

"ومن یصفک فقد سماک للعرب"

یعنی جس نے تمہاری صفت بیان کی یا صفت کا انتخاب کیا تو گویا اس نے لوگوں کے لئے تمہارا نام رکھا۔ (یعنی لوگ تمہیں اس نام سے پکاریں)

پس اس شعر میں نام کو کنیت اور صفت کی جگہ استعمال کیا ہے۔ اور اس طرح کا استعمال زبان عربی میں بہت زیادہ ہے۔

اب جب کہ یہ دونوں نکتے واضح ہو چکے ہیں تو یہ بات جان لو (خدا تمہاری اپنی توفیق کے ذریعے مدد کرے) کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو نواسے تھے۔ ابو محمد الحسن اور ابو عبداللہ الحسین۔ اب چونکہ خلف صالح محمدؑ ابو عبداللہ الحسین کی نسل سے ہیں نہ کہ ابو محمد الحسن سے، اور امام حسینؑ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ اور اسی کنیت کو رسول اللہؐ نے بطور نام استعمال کیا ہے۔ اور جد اعلیٰ کو بعنوان اب (باپ) استعمال کیا ہے۔ پس گویا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ میرا ہم نام ہے۔ کیونکہ وہ (مہدی) بھی محمد ہے اور میرا نام بھی محمدؐ ہے۔ اسکے جد کا نام (ابو عبداللہ) میرے والد کے نام سے مشابہ ہے (اور ہم نام ہے)

کیونکہ اس کا جد ابو عبداللہ (امام حسینؑ) ہے اور میرے والد عبداللہ ہیں۔ یہ بات آپؐ نے اس لئے حدیث میں اس انداز سے فرمائی تاکہ مختصر سے مختصر عبارت میں حضرت مہدیؑ کی زیادہ سے زیادہ علامات اور نشانیوں کو بیان کریں۔

نیز اس مختصر اور جامع انداز سے امام مہدیؑ کے، امام حسینؑ کی نسل سے ہونے کی نشاندہی کریں۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام نشانیاں اور علامات حضرت مہدیؑ میں پائی جاتی ہیں۔

اور یہ عبارت، اعتراض کا کافی وشافی جواب ہے۔ پس اسکو اچھی طرح سمجھ لو۔ (تمام ہوا اعتراض اور جواب اعتراض)

کلام مصنف : کتاب البیان میں گنجی شافعی نے اور مطالب السئول میں محمد بن طلحہ نے اسی اعتراض کے جوابات دیئے ہیں۔ ان دونوں کی طرف سے دیئے گئے جوابات کے علاوہ چند ایک جوابات اور بھی ہیں جو ذیل میں پیش خدمت ہیں۔

الف) : علامہ مجلسی بحارالانوار کی تیرہویں جلد میں رقمطراز ہیں کہ:
"ہمارے بعض ہم عصر علماء کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث کے ایک اور طرح سے بھی معنی کئے جاسکتے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ:
امام حسن عسکریؑ، یعنی حضرت مہدی کے والد کی کنیت ابو محمد تھی اور رسول اللہؐ کے والد حضرت عبداللہؑ کی کنیت بھی ابو محمد تھی۔ پس دونوں کے والد ہم کنیت تھے۔ لہذا اس حدیث میں کنیت کو نام کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ (تمام ہوا کلام بحارالانوار)

ب) : بعض ہم عصر فضلاء کتاب البیان کے تعلیقہ پر رقمطراز ہیں کہ:
مذکورہ حدیث کے بہترین معنی اس طرح کئے جاسکتے ہیں کہ: (در حقیقت روایت اس طرح تھی۔ "وہ میرا اور میرے والد کا ہم نام ہے۔")

نیز کتاب الغیبہ میں منقول متعدد روایات اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہیں کہ حضرت مہدی کے تین نام ہیں۔ ان میں سے ایک عبداللہ ہے کہ جو رسول اللہؐ کے والد ماجد کا نام تھا۔ اور بعض گزشتہ روایات میں یہ موجود ہے کہ وہ میرے والد کا ہم نام ہے۔

لہٰذا اس حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ دراصل حدیث اس طرح تھی: ”وہ (مہدی) میرا اور میرے والد کا ہم نام ہے۔“

لیکن راوی کے لئے اس حدیث کے معنی قابل فہم نہ تھے اس لئے اس نے اپنی جانب سے اس جملے کا اضافہ کر دیا کہ: ”اس کے والد کا نام“ جس کے نتیجے میں عبارت اس طرح پڑھی جانے لگی کہ ”اس کا نام میرے نام کی طرح اور میرے والد کی طرح اس کے والد کا نام ہے۔“

لیکن راوی اس حدیث کے معنی نہ سمجھ پایا اور اس بات کو خارج از امکان قرار دیتے ہوئے کہ حضرت مہدی کے دو نام بھی ہو سکتے ہیں، راوی نے حدیث میں اپنی جانب سے اس جملے کا اضافہ کر دیا کہ: ”اس کے والد کا نام میرے والد کی طرح ہے۔“

مختصر یہ کہ اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ حضرت مہدی کے تین نام ہیں تو روایت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ نیز اس طرح معنی کرنے سے دوسری روایات کے ساتھ اس کا ٹکراؤ اور تضاد بھی ختم ہو جاتا ہے۔

ہماری نظر میں، بہترین جواب یہی ہے، اور ہم نے کہیں اور اس جواب کو نہیں پایا۔

ج) : ایضا فاضل مذکور نے اس تعلیقہ میں تحریر کیا ہے کہ اس بات کا امکان

بھی ہے کہ روایت دراصل اس طرح رہی ہو:

"وہ (مہدی) میرا ہم نام اور اس کا فرزند میرے والد کا ہم نام ہے۔"

کیونکہ بعض روایات کے مطابق حضرت مہدی منتظر کی اولاد میں سے ایک کا نام عبداللہ ہے۔ نیز کتاب ہذا (البیان) کی فصل سوم میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ لیکن غلطی سے حدیث میں تصحیف واقع ہوگئی اور بجائے اس کا فرزند' اسکے والد پڑھا جانے لگا۔ (تمام ہوا کلام کتاب البیان کا تعلیقہ)

د) : فاضل محقق جناب محمد رضا الامامی المدرس خاتون آبادی اپنی کتاب جنات الخلود (کہ جس میں ذوق علمی کی تسکین اور ظریفانہ مطالب کو ڈھونڈنے والی آنکھوں کی ٹھنڈک موجود ہے) میں فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا جناب ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کے دو نام ہیں۔

پہلا حسن' دوسرا عبداللہ

اب اگر جناب خاتون آبادی کی اس بات کو مد نظر رکھا جائے تو مسئلہ سرے سے ختم ہو جاتا ہے۔ نیز ابو داؤد کی روایت کردہ حدیث' دیگر احادیث کی ہم معنی ہو جاتی ہے۔

کتاب "جنات الخلود" میں اگرچہ منفرد مطالب درج ہیں' لیکن یہ بات روشن ہے کہ جناب خاتون آبادی اہل تحقیق اور مطلع شخص ہیں۔ اور اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو انشاء اللہ ہم ان کے اس قول کے ماخذ اور منبع کو ضرور پالیں گے۔

اس کے علاوہ جناب علامہ سید شہاب الدین نجفی مقیم قم کہ جو حوزہ علمیہ قم

کے اساتذہ میں سے ہیں ' نے مجھے بتایا ہے کہ فاضل قزوینی جناب آقا رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کرۃ الافاق کے ذیل میں وہی بات کہی ہے جو صاحب جنات الخلود نے کہی تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ روایت کے جواب میں درج ذیل چند باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

☆ یہ روایت ضعیف السند ہے کیونکہ اس روایت کی سند میں غیر موثق بلکہ مجہول یا یوں کہا جائے کہ معروف بالوضع افراد موجود ہیں اور اگر سند کے راویوں میں "زائدہ" کے نام ہی کو مد نظر رکھیں تو یہی امر روایت کے ضعیف ہونے کے لئے کافی ہے۔

☆ مذکورہ روایت کے متن میں اضطراب اور پراگندگی ہے نیز روایت کا متن یکسانیت بھی نہیں رکھتا۔ کیونکہ اسی روایت کو امام احمد بن حنبل نے مذکورہ جملے کے بغیر نقل کیا ہے۔

☆ اگرچہ تمام راویوں نے 'مذکورہ روایت کو ابوداؤد ہی سے نقل کیا ہے لیکن پھر بھی اس نقل میں اختلاف ہے۔ کیونکہ بعض نے متنازعہ جملے کو روایت میں نقل کیا' اور بعض راویوں نے روایت کو بغیر متنازعہ جملے کے نقل کیا ہے۔ جس کے سبب روایت کے متن میں کمی بیشی یا ردوبدل کا خدشہ ہے۔

☆ یہ روایت ان تمام روایات سے متصادم اور متضاد ہے جن کی سند اس روایت سے کہیں زیادہ مستحکم' اور معنی واضح تر ہیں۔ یہی نہیں ' بلکہ یہ روایت مختلف ابواب میں مروی دسیوں روایات سے بھی تضاد رکھتی ہے۔

☆ اس روایت کی تاویل کی جائے۔ اور اس کے ظاہری معنی کو ترک کرتے

ہوئے کسی اور معنی پر حمل کیا جائے۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر ہوا۔ اگرچہ میری نظر میں یہ تمام توجیہات اور تاویلات بعید از قیاس ہیں لیکن پھر بھی روایت کو ترک کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ ممکنہ حد تک روایات کے تضاد کو ختم کرنا، روایات کو ترک کرنے سے بہتر ہے۔

صاحب نور الابصار راقم ہیں کہ: آپؑ (مہدی) کے والد محمد الخالص ابن علی الہادی ابن محمد الجواد بن علی الرضا ہیں۔ آپ کی والدہ کنیز تھیں اور نام نرجس تھا۔ نیز صیقل و سوسن بھی کہا گیا ہے۔

تذکرۃ الامۃ میں مرقوم ہے کہ: آپ کے والد ابو محمد حسن عسکری بن علی بن محمد ابن الرضا ہیں اور والدہ کنیز تھیں کہ جن کا نام صیقل تھا۔

پھر امام حسن عسکری کے حالات میں مرقوم ہے کہ: آپ کی والدہ کنیز تھیں کہ جن کا نام سوسن تھا۔ (تمام ہوا کلام تذکرۃ الامہ)

کلام مصنف : صحیح قول یہ ہے کہ امام ابو محمد حسن عسکری کی والدہ کا نام حدیثہ تھا اور سوسن حضرت مہدی کی والدہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہی بات مشہور ہے۔

مطالب السئول

آپؑ کے والد الحسن الخالص بن علی المتوکل بن محمد القانع بن علی الرضا ہیں۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: آپ کی والدہ کنیز تھیں اور نام صیقل تھا۔ نیز حکیمہ بھی کہا گیا ہے۔ (تمام ہوا کلام مطالب السئول)

کلام مصنف : ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس بات کا قائل کون ہے؟ کیونکہ

عظیم المرتبت خاتون' جناب حکیمہ' امام محمد بن علی الجواد کی بیٹی تھیں اور امام مہدی کے والد کی پھوپھی' اور آپ' امام مہدی کی ولادت کے وقت موجود تھیں۔

حضرت مہدی کی طویل عمر

گزشتہ صفحات پر مذکور روایات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ مہدی منتظر جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے' اور زمین کو عدل و انصاف سے پر کریں گے جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی' جناب ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری ہی کی شخصیت ہے۔ آپؑ شب نیمہ شعبان ۲۵۶ھ کو متولد ہوئے۔ یعنی اس حساب سے آپ کی عمر مبارک گیارہ سو برس سے بھی زیادہ کے طویل عرصے پر محیط ہے۔ اور صرف خداوند تعالیٰ ہی آپ کے ظہور کے وقت 'شہادت' اور عمر کی مکمل مدت کا علم رکھتا ہے۔

اگرچہ یہ امر عوام الناس کی نگاہ میں خلاف معمول اور انوکھا ہے لیکن طبیعی قوانین کے لحاظ سے ہرگز محال یا ناممکن نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ دلائل و قرائن آپ کی طول عمر اور وقت ظہور تک زندہ رہنے کی گواہی دیتے ہیں۔

بالفاظ دیگر آپ کی طویل عمر' ممکنہ امور میں سے ہے' نیز دلائل بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں' لہٰذا اس پر یقین رکھنا ضروری ہے۔

تذکرۃ الامامیہ

امامیہ اثنا عشری اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ خلف حجت موجود ہیں۔ زندہ

اور خدا کی جانب سے رزق وصول کرتے ہیں۔ فرقہ امامیہ آپ کی زندگی اور زندہ رہنے کے لیے چند دلائل پیش کرتے ہیں کہ جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

ایک دلیل تو یہ ہے کہ کچھ انسان ایسے بھی ہیں کہ جن کی عمریں نہایت طویل ہیں۔ مثلاً حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ۔ کیونکہ کوئی بھی اس بات کو نہیں جانتا کہ ان دونوں کی عمر حال حاضر میں کتنی ہے؟

یہ دونوں حضرات سال میں ایک بار ملاقات کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی حجامت بناتے ہیں۔

توریت میں موجود ہے کہ جناب ذوالقرنین کی عمر تین ہزار سال تھی۔ لیکن مسلمانوں کے مطابق ان کی عمر ڈیڑھ ہزار برس تھی۔

محمد اسحٰق کا کہنا ہے کہ عوج بن عناق کی عمر تین ہزار تین سو برس تھی۔ باپ کا نام سجان تھا اور ماں کا نام عناق۔ حضرت آدم کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

ضحاک کہ جس کو بیوراسب بھی کہا جاتا ہے اس نے ایک ہزار سال عمر پائی نیز طهمورث بھی ایک ہزار سال بعد مرا۔

اب انبیاء کی طرف آتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نبی تو ایسے تھے کہ جنہوں نے ہزار برس کی عمر پائی اور بعض ہزار برس کو بھی عبور کر گئے۔ جیسے حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت شیث اور ایسے ہی دوسرے بہت سے۔

اسی طرح قینان نے نو سو برس' مہلائیل نے آٹھ سو برس' تفیل بن عبداللہ نے سات سو برس' سطیح کاہن نے کہ جس کا نام ربیعہ بن عمرو تھا چھ سو برس' عامر بن حرب نے جو عرب کا حاکم تھا پانچ سو برس کی عمر پائی۔

اسی طرح تیم اللہ بن ثعلبہ' سام بن نوح' کی عمریں بھی نہایت طویل تھیں۔

حرب بن مضاض جرہمی نے چار سو برس کی عمر پائی اور اس کا شعر ہے کہ

"کان لم یکن بین الجھون الی الصفا۔۔۔۔۔"

اور ارفخشد کی عمر بھی ایسی ہی تھی۔

قیس بن ساعدہ نے تین سو اسی برس کی عمر پائی' کعب بن جمحہ الدوسی نے تین سو نوے برس کی عمر پائی۔

اسکے علاوہ جناب سلمان فارسی نے ڈھائی سو برس اور ایک نقل کے مطابق تین سو برس کی عمر گزارنے کے بعد جہان فانی کو خیرباد کہا۔

اسکے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے طویل العمر افراد ہیں کہ جن کے اسماء کا ذکر' طوالت کا باعث ہوگا۔ (تمام ہوا کلام تذکرہ الامہ)

مطالب السئول

جہاں تک آپ کی عمر کا تعلق ہے تو آپ معتمد علی اللہ (عباسی بادشاہ) کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ اور دشمنوں کے اندیشے کی بناء پر پنہاں ہوگئے اور ابھی تک پنہاں ہیں۔

کیونکہ کسی کا نظروں سے مخفی ہو جانا اور پھر سرے سے خیر خبر کا نہ ملنا ہرگز اس بات کا باعث نہیں کہ ہم اس کی عمر کو عام انسانوں کی اوسط عمر کی طرح حساب کریں اور اس کی زندگی کے اختتام کو یقینی مان لیں۔ کیونکہ پروردگار عالم کی قدرت بے پایاں اور اس کا حکم نافذ ہے۔ نیز تمام بندوں پر اس بارگاہ سے ایک ناقابل بیان کرم سایہ فگن ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے عظام جب بھی خداوند تعالیٰ کی قضاء و قدر کی حقیقت اور قدرت کی تہہ تک رسائی کے لئے اس راہ کو طے کرنا چاہیں گے تو ان کو کوئی سبیل سجھائی نہ دے گی۔ اور ان کی چشمِ حسرت اس راہ کو بصد تاسف دیکھا کرے گی مگر سوائے تاریکی کچھ نہ دکھائی دے گا۔ اور ان کی زبان، زبانِ بے زبانی میں بے ساختہ پکار اٹھے گی کہ

"وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً"

"اور تم لوگوں کو علم میں سے بجز تھوڑی سی مقدار کے کچھ نہیں دیا گیا ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۸۵)

یہ بات تعجب آور ہے اور نہ ہی اس میں کوئی انوکھا پہلو ہے کہ خدا کے بعض مخلص بندے اس خصوصیت کے حامل ہوں اور ان کی عمریں ایک نہایت طویل عرصے پر محیط ہوں۔

جیسا کہ خدا نے اپنے بعض مخلص بندوں، اولیاء کرام اور اصفیاء کو اس خصوصیت سے نوازا ہے نیز اپنے بعض دشمنوں اور راندہ درگاہ مخلوق کو بھی طویل عمر دے کر مہلت عطا کی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک کی عمریں ہزار برس یا اس کے لگ بھگ پہنچ گئیں۔

جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء و اولیاء۔ اور خداوند تعالیٰ کے دھتکارے ہوئے جیسے کہ ابلیس اور دجال۔ یا گزشتہ زمانے کی کچھ اقوام جیسے عاد اولیٰ کہ ان کے درمیان عمروں کا تناسب ہزار برس تک پہنچ گیا تھا اور اسی طرح حضرت لقمان کی عمر بھی تھی۔

مذکورہ مثالیں اور وضاحت صرف رب العزت کی لامتناہی قدرت کے ایک

چھوٹے سے کرشمے کو بیان کرنے کی خاطر تھیں۔ کہ کس طرح سے خداوند تعالی نے اپنی مخلوق میں سے کچھ کو اتنی طویل عمریں عطا کیں۔

لہٰذا خلف صالح علیہ السلام کی عمر بھی اگر ظہور کے نامعلوم وقت تک کے لئے طولانی ہو جائے تو اس بات میں کیا حرج اور رکاوٹ ہے؟ تاکہ بعد از ظہور آپؑ خداوند تعالی کے امر سے وہ تمام ذمہ داریاں انجام دیں کہ جو آپؑ کو سونپی گئی ہیں۔ (تمام ہوا کلام مطالب السئول)

انسان کی طویل عمر کا راز

بلاشک یہ بات اپنی جگہ پر طے ہے کہ حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھنے اور شریعت کے بتائے ہوئے قوانین کی پابندی کرنے سے 'نیز ان قوانین پر زندگی میں مرحلہ وار عمل پیرا ہونے سے انسان کی صحت' تندرستی اور طول عمر پر بہت گہرا اور خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اور اگر پابندی نہ کی جائے تو برعکس نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

اسی بناء پر بعض ممالک میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ اموات کا تناسب گزشتہ زمانے سے کم ہو گیا ہے۔ نیز طولانی عمروں والے بھی کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اس دور میں ان تمام امور کا حصول 'گزشتہ زمانے کی نسبت فقط حفظان صحت کے اصولوں کا بیشتر خیال رکھنے سے ممکن ہوا ہے۔ اور یہی امر سبب بنا کہ بہت سے ادارے اور کمپنیاں انسانی زندگی کی ایک مخصوص مدت تک کے لئے' حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی جیسی شرط کے تحت ضمانت دیتی ہیں۔ جس کا نتیجہ اور اثر ہم آج کی دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر

ان تمام اصولوں اور حفظان صحت کے قوانین کا کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوتا تو آج کے ترقی یافتہ دور کا باشعور انسان اس کو اتنی اہمیت نہ دیتا۔

اس بات کے ساتھ ساتھ کہ حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کرنے سے انسان کی صحت اور تندرستی پر نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے' یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ جتنی زیادہ ان اصولوں کی پابندی ہوگی' اتنا ہی صحت اور تندرستی میں اضافہ ہوگا اور عمر طویل ہوگی۔

لوگوں کی صحت و تندرستی اور طول عمران کی زندگی گزارنے کے مقام' آب وہوا اور رہن سہن کے طور طریقوں کے تناسب سے مختلف ہوتی ہے۔ اس امر کا بھی ہم آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور یہی ہمارے دعوے کی بہترین دلیل ہے۔

اب اگر وہ تمام عوامل و اسباب کہ جو انسان کی صحت پر اچھا اثر ڈالتے ہیں تمام کے تمام کسی انسان کو میسر ہوں تو اس کی زندگی (جب تک خدا چاہے گا) قائم ودائم رہے گی۔

مندرجہ ذیل وہ تین عوامل ہیں جو انسان کی زندگی پر خوشگوار اور گہرا اثر رکھتے ہیں۔

اول : جب انسان محض ایک مادے کی صورت میں اپنے باپ کے صلب میں تھا اور وہاں سے اپنی ماں کے رحم میں منتقل ہوا' پھر شکم مادر میں نشوونما شروع کی اور ماں ہی کی گود میں شیر خوارگی کے ایام گزارے۔ اس مرحلے تک انسان کے والدین ہی اس کی صحت و تندرستی کا عامل اور محافظ ہوتے ہیں۔ اور یہی پہلا مرحلہ ہے کہ جس میں والدین پر اپنی اولاد کی دیکھ بھال کی ذمہ داری عائد

ہوتی ہے۔

اور اس ذمہ داری سے غفلت برتنے کی صورت میں کتنے ہی شیر خوار و نونہال ہیں جو ایام طفولت یا لڑکپن میں موت کے پنجوں میں جکڑ جاتے ہیں اور اس مرحلے میں انسان کی موت کا سبب بجز باپ سے منتقل شدہ بیماری یا ماں سے وراثت میں لئے گئے مرض کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ نیز ان والدین کی بے احتیاطی اور حفظان صحت کے اصولوں سے غفلت بھی موت کا سبب بن سکتی ہے۔

لہٰذا اس مرحلے پر انسان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو صرف والدین کی تساہلی کے سبب۔ بالفاظ دیگر بچے کا اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا والدین کے افعال کا نتیجہ ہے۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ والدین اس مرحلے میں اپنی ذمہ داری کو بطریق احسن ادا کریں اور بچے کی نگہداشت جیسی ذمہ داری سے عہدہ برآہ ہو سکیں۔

دوم : وہ ہوا جس میں انسان سانس لیتا ہے اور جن اشیائے خوردونوش کو استعمال کرتا ہے۔ مائعات کہ جن سے پیاس بجھاتا ہے' لباس کہ جس کو زیب تن کرتا ہے اور ماحول کہ جس میں زندگی گزارتا ہے۔

مختصر یہ کہ مذکورہ بالا تمام امور کمیت' کیفیت' عمر' قوت' ضعف' زمان اور مکان کے لحاظ سے خیال رکھنا' یہ وہ امور ہیں جو انسان کی صحت و سلامتی اور طول عمری کا باعث بنتے ہیں۔

کتنے ہی انسان ایسے ہیں کہ جن کو موت کے بے رحم ہاتھوں نے ان کی طبیعی عمر پوری ہونے سے پہلے ہی جالیا اور وہ مذکورہ بالا امور سے غفلت برتنے کے سبب اپنی قیمتی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اطباء کی ایک بڑی تعداد نے تو اس بات کا صراحتاً اعلان کیا ہے کہ لقمہ اجل بن جانے والے افراد میں بہت کم اپنی طبیعی عمر کو پہنچ کر مرتے ہیں۔ اکثر افراد ان بیرونی عوامل کے تحت کہ جو مذکورہ بالا امور سے غفلت برتنے کے سبب وجود میں آتے ہیں' اپنی جان گنوا دیتے ہیں۔ اسی سلسلے میں بعض اطباء و حکماء کے اقوال کو جناب فرید وجدی آفندی نے اپنی کتاب "دائرۃ المعارف" میں نقل کیا ہے۔

سوم : بیرونی عوامل' حوادث زمانہ' شدید موسمیاتی تبدیلیاں۔ جیسے موسم سرما کی لہر یا گرمی کا حملہ' امراض اور مختلف درد یا مشکلات و مصائب' ذہنی پریشانیاں اور الجھنیں' کام کا شدید دباؤ وغیرہ' یہ سب وہ عوامل ہیں جن کا انسان کی صحت' تندرستی اور عمر کے طویل ہونے یا قلیل ہونے سے گہرا اور مستحکم رابطہ ہے۔

کتنے ہی لوگ تھے جن کو سردی کی زبردست لہر یا گرمی کے شدید حملے نے مار دیا۔ کچھ کو درد و امراض نے موت کے گھاٹ اتارا' بعض کو مصائب اور مشکلات نے راہی ملک عدم کیا' کچھ کو ذہنی پریشانیوں اور الجھنوں نے لقمہ اجل بننے پر مجبور کیا' اور بعض کام کے شدید دباؤ کے سبب زندگی کی بازی ہار گئے۔ اگر یہ سب امور پیش نہ آتے تو وہ لوگ یقیناً ایک طویل زندگی گزارتے۔

اب اگر کوئی انسان حفظان صحت کے اصولوں کی پابندی کرے اور مذکورہ بالا تینوں امور کا خیال رکھے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے کہ انسان ایک نہایت طویل عمر (البتہ خدا کے ارادے سے) پائے' اور اس زندگی کا سینکڑوں بلکہ ہزاروں سال تک لطف اٹھائے۔

میں نے جب بھی اس موضوع کے بارے میں سوچا اور بعض متعلقہ کتب کی چھان بین کی تو مجھے انسان کے طویل العمر ہونے میں کوئی حرج اور رکاوٹ دکھائی دی اور نہ ہی کوئی ایسی دلیل ملی جو اس بات کے برخلاف امر کو ثابت کر سکے۔
منفی دلیل کی تو بات چھوڑیئے' مجھے تو ہمیشہ اس دعوے کی سچائی کے لئے مثبت دلائل ہی ملے۔

انسان کی زندگی ' اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے اس میں ودیعت کردہ محیرالعقول طاقتوں کا راز ابھی تک پوری طرح فاش نہیں ہو سکا ہے۔ نیز علم طب اپنی تمام تر پیش روی اور ترقی کے باوجود اس حقیقت کا پوری طرح پتہ نہ لگا سکا۔

ہمارے ایک شناسا طبیب کا کہنا ہے کہ:

"اکثر ایسا ہوا کہ مجھے ایک مریض کے معائنہ کے لئے جانا پڑا' طبی قوانین کے مطابق مورد نظر مریض قریب المرگ تھا' اور اسکے بچنے کا امکان صرف ایک فی صد تھا' جب میں دوبارہ اس کے معائنہ کے لئے گیا تو اس کو اچھا بھلا تندرست پایا' جب کہ اس کے بچنے کا امکان ایک فی صد تھا۔

اور کبھی ایسا بھی ہوا کہ مجھے کسی مریض کے معائنہ کے لئے بلوا گیا تو میں نے برعکس صورتحال کا مشاہدہ کیا۔"

جی ہاں! یہ بات بالکل صحیح ہے کہ انسان کا سینکڑوں برس کی عمر پانا نہایت انوکھی اور خلاف معمول بات ہے۔ کیونکہ حفظان صحت اور تندرستی کے تمام عوامل و اسباب کا ایک مقام پر' ہر لحاظ سے جمع ہو جانا' بجائے خود نادر الوقوع ہے۔

انسانوں کی ایک کثیر تعداد ایسی ہے جس کو ان اصولوں کے مطابق زمان و مکان میسر نہیں۔ لیکن اگر ان تمام عوامل و اسباب کا ایک جگہ موجود ہونا فرض کر لیا جائے' تو پھر انسان کس قدر طولانی عمر پائے گا؟ یہ خدا ہی بہتر جان سکتا ہے۔

یہ امر واضح ہے کہ حفظان صحت کے عوامل و اسباب اپنی جگہ حقیقت رکھتے ہیں' بحث فقط ان عوامل و اسباب کے ایک جگہ جمع ہو جانے پر ہے۔

اب جب کہ یہ بات قارئین کے لئے واضح ہو چکی ہے' اسکے علاوہ آیندہ صفحہ پر ہم جو اقتباس رسالہ مقتطف سے پیش کریں گے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے' سورہ صافات میں حضرت یونس کے قصے کے ذیل میں یہ آیہ مبارکہ سمجھ میں آتی ہے کہ "فلولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون"۔۱ اس آیہ شریفہ میں باری تعالی نے ایک معقول کے مطابق اور ممکنہ امر کی جانب اشارہ کیا ہے۔ یعنی یہ بات عین ممکن ہے کہ انسان یا کوئی اور حیوان سمندر کی تہہ میں روز حشر تک کے لئے زندہ رہے۔ کیونکہ خداوند تعالی یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

اقتباس از رسالہ المقتطف۔۲

رسالہ مقتطف (مجلد) آٹھویں برس کے تیسرے عدد میں ایک مقالہ ہے

۱۔ سورہ صافات۔ آیات ۱۴۳۔۱۴۴ "پھر اگر یونس (خدا کی) تسبیح (و ذکر) نہ کرتے تو روز قیامت تک مچھلی ہی کے پیٹ میں رہتے۔"

۲۔ المقتطف کا عربی زبان کے صف کے جرائد میں شمار ہوتا تھا۔ ۱۸۷۶ء میں بیروت سے چھپنا شروع ہوا' اس میں چھپنے والے مقالے نہایت معیاری اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جس میں انسان کی عمر کے بارے میں بحث کی گئی ہے' عنوان ہے: ''آیا انسان دنیا میں ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے؟'' نیز یہ بھی بحث کی گئی ہے کہ حیات کیا ہے؟ اور موت کی کیا حقیقت ہے؟

آیا موت ہر جاندار پر قابو پا کر اسکو زیر کر سکتی ہے؟

اس میں تحریر تھا کہ: گندم کی بالی میں موجود گندم کا دانا' ایک جاندار جسم ہے۔ نیز گندم کی یہ بالی بھی گندم کے ایک دانے سے وجود میں آئی' اور وہ گندم کا دانہ بھی ایک اور بالی سے اور وہ بالی بھی گندم کے ایک دانے سے ۔۔۔۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح طے ہوتا رہا۔

مزید برآں گندم کے دانے قدیم مصری اور آشوری تہذیب کے آثار قدیمہ میں بھی پائے گئے ہیں۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ گندم کی کاشت اور اس کو بطور غلہ استعمال کرتے تھے۔ اور اسی آٹے کی روٹیاں بھی پکاتے تھے۔ یہ بات بھی روشن ہے کہ آج جو گندم کا دانہ موجود ہے وہ کسی شے اور عدم سے وجود میں نہیں آیا' بلکہ اس کو وجود میں لانے کا عامل اور سبب گندم کا وہ دانہ ہے جو اس دانے سے پہلے تھا اور انہی گندم کے دانوں کے سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ جو ایک کے بعد ایک وجود میں آتے رہے۔ پس گندم کا یہ دانہ ایک جاندار جز ہے جو خود ایک جاندار جز کا حصہ ہے۔ اور وہ جاندار جز خود ایک جاندار جز کا حصہ ہے اور اسی طرح چھے ہزار سات ہزار بلکہ لاکھوں برس پیچھے چلتے چلے جایئے۔

گندم کا یہ دانا جس کو ہم بے حس و حرکت اور بے جان پاتے ہیں۔

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) لکھنے والے بلند پایہ علمی سطح کے حامل ہوتے تھے۔ پھر قاہرہ منتقل ہوا' اسکے بعد ۱۹۵۲ء میں بند ہو گیا۔

درحقیقت ہر جاندار کی طرح یہ بھی زندگی رکھتا ہے۔ اس کو اپنی زندگی از سرِ نو شروع کرنے کے لئے فقط تھوڑا سا پانی درکار ہے۔ پس اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ گندم کا دانا جو ہماری آنکھوں کے سامنے آج موجود ہے' اس کی زندگی درحقیقت آج سے لاکھوں برس پہلے شروع ہو چکی تھی۔ صرف گندم ہی نہیں بلکہ ہر اناج' دانے دار غلے اور میوہ جات پر یہ حکم لاگو کیا جا سکتا ہے۔ نیز حیوانات بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں۔

یہاں تک کہ حشرات الارض' پرندے' درندے' حتیٰ اشرف المخلوقات یعنی انسان' یہ سب اپنے والدین کے جسم کا ایک جز اور حصہ ہیں' اپنے والدین کی طرح نشوونما پاتے ہیں اور خلقت کے وہی مراحل طے کرتے ہیں جو ان کے والدین نے طے کئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے جسم کا جز بھی ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔

نسل بعد نسل آنے والے تمام انسان' پچھلی نسل کا ایک زندہ جز ہیں۔ جس طرح ایک بیج اپنے درخت کا جز ہے۔ اور اس زندہ جز میں خردبینی اجسام موجود ہوتے ہیں جو ہو بہو والدین کے اعضاء میں موجود خردبینی اجسام کی طرح ہوتے ہیں۔ خردبینی اجسام پر مشتمل یہ اعضاء' اپنی غذائیت پا کر' خلقت کے مراحل کو آگے بڑھاتے ہیں۔

بطور مثال: کھجور کی گٹھلی ان مراحل کو طے کرتے ہوئے ایک ایسے درخت میں تبدیل ہو جاتی ہے جس میں تنا' ٹہنیاں' تنے کے درمیان میں پورے درخت کو پانی پہنچانے والی نالیاں اور کھجور۔ خلاصہ یہ کہ جبھی کچھ موجود ہوتا

یا زیتون کا بیج' جو ایک ایسے درخت میں تبدیل ہو جاتا ہے جس میں شاخیں تنا' پتے اور زیتون کا پھل' سبھی کچھ اُگ آتے ہیں۔ اور اسی طرح دوسرے نباتات بھی نشوونما پاتے ہیں۔ نیز حشرات الارض کے انڈے مچھلیاں' پرندے' درندے' حتیٰ انسان سبھی ان مراحل کو طے کرتے ہیں۔

یہ تمام امور اظہر من الشمس ہیں اور کسی کو ان میں کلام نہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ یہی درخت کبھی سو برس یا ہزار برس کی عمر پاتے ہیں لیکن انسان کی عمر ستر یا اسی برس سے زیادہ ساتھ نہیں دیتی۔ بہت کم افراد ایسے ہیں جن کی عمر سو برس تک پہنچ سکے۔ اگرچہ وہ خوردبینی اجسام کہ جو انسان کی نسل کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں' زندہ رہتے ہیں لیکن جسم کے دوسرے اجزاء موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صدیاں گزر چکی ہیں لیکن پھر بھی انسان موت سے فرار یا کم از کم طویل عمر پانے کے لئے مسلسل جدوجہد اور تگ و دو میں مصروف ہے۔ خصوصاً عصر حاضر میں جب کہ امراض کا مقابلہ کرنے کے لئے ادویات اور احتیاطی تدابیر کثرت سے متعارف کرائی جا رہی ہیں۔ لیکن پھر بھی (تحقیقات کے مطابق) یہ بات ثابت نہیں ہو سکی کہ کوئی انسان ایک سو بیس برس تک زندہ رہا ہو۔

لیکن ایسے سائنسدان جن کی تحقیق پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہتے ہیں کہ حیوان کے جسم میں موجود اعضائے رئیسہ لامتناہی عرصے کے لئے زندہ رہ سکتے ہیں' نیز یہ امر بھی ممکن ہے کہ انسان ہزاروں برس تک زندہ رہے بشرطیکہ ایسے بیرونی عوامل لاحق نہ ہوں جو اسکی رگ حیات کو قطع کر دیں۔

ان ماہر سائنسدانوں کا یہ نظریہ فقط خیال و گمان کی حد تک محدود نہیں' بلکہ ان تجربات کا نچوڑ ہے جو مختلف آزمائشات کے ذریعے حاصل کئے گئے۔

ایک سرجن نے کسی حیوان کے جسم سے ایک جز کو جدا کیا اور جدا شدہ جز کو اس مدت سے بھی زیادہ عرصے تک زندہ رکھا جب یہ جز حیوان کے جسم میں موجود ہوتا۔ یعنی اگر اس جز کو سالہا سال تک اسکی مطلوبہ غذا ملتی رہتی تو وہ جز بھی زندہ رہتا۔ پس اس تجربے کی روشنی میں یہ بات امکان پذیر ہے کہ اگر اس جز کو تاابد اسکی مطلوبہ غذا ملتی رہے تو اسکی زندگی بھی تا ابد قائم رہے گی۔

یہ سرجن 'نیویارک کے راکفیلر کالج سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ تجربہ مرغی کے انڈے سے حاصل کردہ ایک جنین پر انجام دیا۔ یہ جدا شدہ جز (یعنی جنین) آٹھ برس سے زیادہ تک زندہ اور نشوونما پاتا رہا۔

نیز ان کے علاوہ اور بھی ماہرین نے انسان کے جسم سے جدا شدہ مختلف اعضاء اور عضلات مثلاً قلب، جلد اور گردوں پر یہی تجربہ کیا۔ نتیجہ وہی رہا یعنی جب تک ان اعضاء کو ان کی مطلوبہ غذا ملتی رہی ان کی زندگی اور نشوونما باقی رہی۔

یہاں تک کہ جانس ہپکنس یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ریمنڈ وپرل نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ: تجربے کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یا تو انسانی جسم کے اعضائے رئیسہ کے خلیوں میں تا ابد زندہ رہنے کی صلاحیت موجود ہے یا یہ بات قوی ظن و گمان قوی کے طور پر کہی جا سکتی ہے کہ یہ خلیئے زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور یہ نظریہ نہایت صریح اور اہم ہونے کے ساتھ ساتھ علمی دقت نظر اور باریک بینی سے پیش کیا گیا ہے۔

بظاہر سب سے پہلے جس سائنسدان نے حیوان کے جسمانی اجزاء پر یہ تجربہ کیا وہ جیک لوب تھے جن کا تعلق راکفیلر کالج سے تھا۔ انہوں نے مینڈکوں کی

افزائش نسل کا تجربہ ان کے تلقیح شدہ انڈوں پر کیا تو دیکھا کہ بعض انڈے تو ایک طویل عرصے تک زندہ رہے لیکن کچھ جلد ہی ختم ہو گئے۔ اس تجربے کے سبب ان کی توجہ اس امر کی طرف گئی کہ یقیناً اس عرصے سے بھی زیادہ ان انڈوں کو زندہ رکھنا ممکن ہے۔

اس کے بعد ڈاکٹر رون لوکس اور ان کی اہلیہ نے تجربے کی مدد سے یہ بات ثابت کی کہ اگر پرندے کے جنین کے جسم سے خلیہ دار اجزاء کو نمک کے محلول میں رکھا جائے اور اسکے رشد و نشوونما کے لئے موزوں مواد کی تھوڑی سی مقدار ملا دی جائے تو نشوونما شروع ہو جاتی ہے۔

تجربوں کا یہ سلسلہ اسی طرح آگے بڑھتا رہا اور آخرکار یہ بات سامنے آئی کہ کسی بھی حیوان کے خلئے دار اجزاء و اعضاء اگر ایسے مائع یا سیّال مادہ میں ڈال دیے جائیں جس میں ان کو اپنی مطلوبہ غذا ملتی رہے تو اس صورت میں یہ زندہ رہنے کے ساتھ ساتھ اپنی نشوونما بھی جاری رکھتے ہیں۔

لیکن یہ بات ثابت نہ ہو سکی کہ کیا ان خلیوں کے بوڑھے ہو جانے کی صورت میں بھی ان کی موت کا امکان ختم ہو جاتا ہے؟

اسکے بعد ڈاکٹر کارل سامنے آئے اور انہوں نے ان تجربات کو آگے بڑھایا اور ثابت کیا کہ حیوان کے جسم سے جدا شدہ اجزاء اس حیوان کی اوسط عمر سے بھی زیادہ عمر پاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تجربات نومبر ۱۹۱۲ء میں شروع کئے اور اس سلسلے میں کئی کٹھن مراحل کو طے کیا اور آخرکار ڈاکٹر کارل اور انکے رفقائے کار کے لئے پہلی بات تو یہ ثابت ہوئی کہ یہ خلئے دار اجزاء اس وقت تک زندہ رہتے ہیں جب تک کوئی بیرونی عامل ان کی موت کا سامان فراہم نہ کرے ' چیچے

جراثیموں کا حملہ یا غذا کی قلت۔

دوسری بات یہ کہ خلئے وار اجزاء فقط زندہ رہنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ جس طرح اس حیوان کے جسم میں رہتے ہوئے نشوونما پاتے تھے' جدا ہونے کے بعد بھی نشوونما کا عمل اسی طرح جاری رکھتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ ان خلئے وار اجزاء کے رشد اور نشوونما کا تعلق اس غذا سے بھی ہے جس میں ان کو محفوظ کیا جاتا ہے۔

چوتھی بات یہ کہ وقت ان کے لئے کسی قسم کے برے اثرات نہیں رکھتا۔ یعنی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بوڑھے ہوتے ہیں اور نہ ہی کمزور۔ بلکہ بڑھاپے کے رتی برابر آثار بھی ان میں دکھائی نہیں دیتے۔ اور یہ اسی طرح نشوونما میں مصروف رہتے ہیں۔

یہ بات بھی تجربے کے دوران سامنے آئی کہ یہ اجزاء نشوونما کے عمل کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک ان کے نگراں ماہرین اور سائنسدان ان کو مطلوبہ ماحول فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی غذائی ضروریات کو بھی پورا کرتے رہیں۔

ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہہ جا سکتی ہے کہ جاندار اشیائے پر بڑھاپے کا طاری ہونا بذات خود کسی چیز کا سبب اور عامل نہیں بلکہ ایک شکست وریخت کا نتیجہ ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر انسان کیوں مرجاتا ہے؟ اور اسکی عمر ایک محدود حد سے کیوں تجاوز نہیں کرپاتی؟ سو برس کی عمر پانے والے تو نادر افراد ہوتے ہیں' لیکن اگر بہت زیادہ عمر پاتے بھی ہیں تو ستر' اسی برس سے آگے نہیں

بڑھ پاتے۔

جواب یہ ہے کہ: حیوانات کے اجسام مختلف اور متعدد اعضاء پر مشتمل ہوتے ہیں کہ جن کے درمیان ایک گہرا اور مضبوط رابطہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اعضاء کی زندگی' کچھ دوسرے اعضاء کی مرہون منت ہوتی ہے۔ اگر وہ اعضاء کسی بھی بناء پر کام کرنا چھوڑ دیں تو بقیہ اعضاء بھی ناکارہ ہو جائینگے۔

ثبوت کے لئے ان مہلک امراض کا حوالہ کافی ہے جو مختلف جرثوموں سے پھیلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی اوسط عمر کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ اوسط عمر' ستر اور اسی برس سے کم ہو گئی ہے۔ بلکہ بعض انسان تو ایام طفولیت ہی میں دار فانی کو خیرباد کہہ جاتے ہیں۔

آخری بات جو تجربات کی مدد سے کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ انسان اس وجہ سے نہیں مرتا کہ اس کی عمر ستر' اسی' سو یا اس سے زیادہ ہو چکی ہے بلکہ انسان کی موت کا سبب وہ بیرونی عوامل ہیں جو اس کے بعض اعضاء کو ناکارہ بنا دیتے ہیں۔ پھر انسانی جسم میں موجود تمام اعضاء کا' ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہونے کے سبب یہ ناکارہ اور مردہ اعضاء اس بیماری کو دوسرے اعضاء میں منتقل کر دیتے ہیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمام اعضاء ناکارہ اور مردہ ہو جاتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

لیکن سائنسی علوم ان بیرونی عوامل کو یکسر ختم کرنے یا ان کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انسانی زندگی کا دھارا سینکڑوں برس تک رواں دواں رہے' جیسے کہ بعض درخت سینکڑوں برس تک زندہ رہتے ہیں۔

اس بات کی امید تو بہت کم ہے کہ سائنسی علوم اس ہدف تک پہنچ سکیں لیکن اس کے نزدیک پہنچنا بعید از قیاس امر نہیں کہ جس کے بعد انسان کی اوسط عمر کا تناسب بڑھ کر دوگنا یا تین گنا ہو جائے۔ (تمام ہوا کلام رسالہ مقتطف)

حضرت مہدی زندہ اور مرزوق ہیں

اس سے پہلے کہ ہم یہ بات ثابت کریں (کہ حضرت مہدی منتظر بقید حیات ہیں اور باری تعالی کی بارگاہ سے رزق وصول کرتے ہیں' اسکے علاوہ بنی نوع انسان کے دیگر افراد کی طرح زندگی گزار رہے ہیں' یہاں تک کہ خدا آپؑ کو اعلائے کلمہ حق 'عدل کی آبادی اور ظلم کی بربادی کی خاطر قیام کرنے کے لئے ظہور کا اذن دے) چند نکات کو واضح کرنا ضروری ہے۔

الف: سائنسی علوم اور طبیعی قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ انسان سینکڑوں بلکہ ہزاروں برس تک زندہ رہے۔ بلکہ یہ بات امکان پذیر ہے۔

ب: حضرت ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری ابن علی الھادی ابن محمد الجواد ابن علی الرضاؑ ہی مہدی منتظر ہیں۔

ج: آپؑ مذکورہ تاریخ کو متولد ہو چکے ہیں اور امام حسن عسکریؑ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ آپؑ کے علاوہ امام عسکریؑ کی کوئی اور اولاد ہی نہ تھی۔

"فدتہ نفوس الجمیع"

اب جب کہ قارئین نے مذکورہ بالا نکات کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو ہم حضرت مہدی کی حیات اور مرزوق ہونے کے اثبات کے لئے درج ذیل چند امور

پیش کر رہے ہیں۔ اگر چشم تعصب کو بند کرتے ہوئے بانگاہ انصاف دیکھا جائے تو ان میں سے صرف ایک نکتہ ہی ہمارے دعوے کے ثبوت کے لئے کافی ہو گا۔

ا): قاعدے اور قانون کے تحت آپ کا حال حاضر میں زندہ ہونا لازم اور ضروری امر ہے۔ کیونکہ (روایات اور احادیث متواترہ کی رو سے) ہمیں آپؑ کی ولادت کا یقین اور قطعی علم ہے۔ اسکے علاوہ ابھی تک کسی قابل اعتماد اور موثق شخص نے آپ کی موت کی اطلاع بھی نہیں دی ہے' لہٰذا ہم آپؑ کی موت کے بارے میں مشکوک ہیں۔

اور جہاں تک بعض مولفین کی تالیفات کا سوال ہے تو ان میں فقط آپؑ کی طویل زندگی کو بعید از قیاس سمجھنا اور اس زندگی پر اظہار تعجب پایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ میں نے جب بھی جید محدثین' معتبر مورخین اور علم انساب کے ماہرین کی کتب کی چھان بین کی' آپؑ کی موت کا ذکر کہیں نہ ملا۔ لہٰذا جب ہمیں آپؑ کی زندگی اور حیات پر یقین ہے اور موت پر شک' تو ہمیں قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ ہم اس شک کو علم پر ترجیح دیتے ہوئے آپؑ کو مردہ تصور کریں۔

صرف یہ کہہ دینا کہ آپؑ کی طولانی زندگی خلاف معمول اور حیرت انگیز ہے' آپؑ کی موت پر یقین کر لینے کا سبب نہیں بن سکتا۔ اور نہ ہی ہم اس بات کی بنا پر قاعدہ استصحاب [۱] سے دست بردار ہو سکتے ہیں۔

---

[۱] استصحاب' "استعمال" کا ہم وزن کلمہ ہے۔ اور یہ علم الاصول کا قاعدہ ہے۔ یہ قاعدہ علم اصول میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ اس قانون یا قاعدے کے مطابق اگر کوئی حکم گزشتہ زمانے میں کسی چیز پر لاگو ہوتا تھا اور ہمیں شک ہو کہ اس وقت مذکورہ حکم' اس شے پر لاگو ہوتا ہے یا نہیں؟ تو مذکورہ قاعدہ استصحاب کے تحت ہم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حق تو یہ ہے کہ آپؑ کی موت کے دعویدار شخص کو اپنے دعوے کی سچائی کے لئے ثبوت پیش کرنا چاہئے۔ بخلاف اس شخص کے' جو آپؑ کے زندہ ہونے اور مرزوق ہونے کا دعوی کرتا ہے۔

اگر موت کا دعویدار (بالفرض محال) اپنا ثبوت پیش کر بھی دے' تب بھی آپؑ پر مردہ ہونے کا حکم لاگو نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں دو متضاد دعوے پیش کئے جا رہے ہیں۔ ایک طرف سے آپؑ کی موت کا دعوی اور دوسری طرف سے زندگی کا دعوی۔

اس صورت میں اس دعوے کو ترجیح اور فوقیت حاصل ہوگی جس کی سند قوی اور مستحکم اور دلالت و معنی واضح ہوں۔

۲): امام مہدیؑ کی ولادت کو قبول کر لینے کے بعد ان دو امور میں سے ایک کو مانے بغیر چارہ نہیں۔

(الف) یا تو یہ مانا جائے کہ آپؑ پیدائش سے لے کر اب تک زندہ ہیں اور دیگر افراد کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا ظہور کی اجازت دے۔

(ب) یا پھر یہ کہ آپؑ اپنی معمول کے مطابق طبیعی عمر پانے کے بعد مر چکے ہیں اور رب العزت اپنی قدرت کاملہ سے آپؑ کو ایک معینہ وقت پر زندہ کرے

(بقیہ گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) یہ کہیں گے کہ "وہ حکم اب بھی اس شے پر لاگو ہوتا ہے۔"
کیونکہ ہمیں امام مہدیؑ کی زندگی کا اور آپؑ کی پیدائش کا یقین ہے' اب اگر ہم آپؑ کی زندگی کے بارے میں شک کریں تو اس صورت میں ہم استصحاب کے تحت اسی یقین پر باقی رہیں گے اور امام زمانؑ کی زندگی کو مانیں گے۔

گا۔

بلاشک و تردید پہلا امر دوسرے امر کی بانسبت معمول سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ نیز طبیعی قوانین کی رو سے بھی اس میں کوئی حرج نہیں۔

برخلاف امر دوم کہ یہ بعید القیاس ہونے کے ساتھ ساتھ غیر طبیعی بھی ہے۔ اسی بنا پر انبیاء اور رسولوں کا موت کے بعد از سرنو زندہ ہونا انکے معجزات اور ماوراء الطبیعت امور میں سے گردانا جاتا ہے۔ جب کہ طول عمر میں ایسی کوئی بات نہیں۔

۳): وہ روایات جو اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کے درمیان مسلم ہیں اور جن کے مطابق رسول کریمؐ کے بعد خلفاء اور ائمہ مسلمین کی تعداد بارہ ہوگی۔ اور جب تک ان میں سے ایک بھی موجود ہوگا دین قائم اور باقی رہے گا۔ اس بات کا لازمی مفہوم یہ ہے کہ (البتہ یہ طے ہونے کے بعد کہ آپؑ ہی بارہویں خلیفہ ہیں) آپؑ حال حاضر میں زندہ ہیں۔

وگرنہ اس بات کو نہ ماننے کی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ مسلمین کے درمیان زمانہ ہذا میں کوئی امام موجود نہ ہو' جس کے نتیجے میں یہ تمام مسلمان (حدیث نبویؐ کی رو سے) جاہلیت کی موت مریں گے۔

۴): بعض روایات جو آپؑ کی غیبت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں اور اس دوران لوگوں کی حالت نیز عوام الناس کے آپؑ کے وجود سے فیض حاصل کرنے کی کیفیت بتاتی ہیں جس سے یہ بات واضح طور پر سمجھی جا سکتی ہے کہ آپؑ ہو بہو دوسرے زندوں کی طرح زندہ اور مرزوق ہیں۔

بعض دوسری روایات میں آپؑ کو اپنی غیبت کے دوران "منتظر" کہا گیا

ہے۔

کچھ دوسری اور روایات آپؑ کی طولانی غیبت اور طویل عمر کی نشاندہی کرتی ہیں۔ بعض روایات میں یہ کہا گیا ہے کہ "خوشا نصیب کہ جو لوگ اس کی غیبت کے دوران اس کی امامت پر استوار اور ثابت قدم رہیں۔"

اسکے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے کلمات ہیں جو احادیث میں ملتے ہیں اور آپؑ کی زمانہ ہذا میں حیات اور ظہور کے روز تک زندہ رہنے کو ثابت کرتے ہیں۔

بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آپؑ کی ذات کے لئے غیبت اور غائب جیسے لفظ کا استعمال ہی آپؑ کی زندگی کی شہادت دیتا ہے۔

کیونکہ آپؑ کے بارے میں لفظ غیبت اور غائب کا استعمال ہی آپؑ کی زندگی پر دلالت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دو لفظ 'لفظ حضور اور حاضر کے متضاد ہیں' موت یا میت یا بعد میں تولد ہونے والے کے نہیں' جیسا کہ فاضل محترم جناب ابن ابی الحدید کا کہنا ہے۔

۵): بعض علمائے اہل سنت نے یا تو آپؑ کے زندہ ہونے کا صراحت سے ذکر کیا ہے' یا ان کے ذکر شدہ کلمات کا لازمہ آپؑ کا حال حاضر میں زندہ ہونا ہے۔

ان میں سے ایک شیخ عبدالوہاب شعرانی ہیں کہ جنہوں نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں محی الدین عربی کی کتاب "الفتوحات المکیہ" سے نقل کیا ہے۔ نیز گزشتہ صفحات پر کتاب اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۳ سے نقل کیا گیا۔ ہے کہتے ہیں کہ:

"حضرت مہدیؑ کا بلا فصل اور براہ راست امام حسن عسکریؑ کی اولاد ہونا

واضح ہے۔ نیز ۲۶۰ھ میں امام حسن عسکری کی وفات ان دو امور میں سے ایک کو ثابت کرتی ہے کہ یا تو آپؑ زندہ ہیں اور روز ظہور تک باقی رہیں گے۔ یا یہ کہ آپؑ وفات پا چکے ہیں لیکن باری تعالیٰ آپؑ کو اپنی قدرت مطلقہ سے دوبارہ زندہ کرے گا۔"

دیگر باتیں تو صحیح، لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ جناب شیخ محی الدین العربی، از سر نو زندہ ہونے کے امکان کو اپنے سے منسوب کرنے پر راضی ہونگے۔

ایضا عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب "الیواقیت و الجواہر" میں جیسا کہ اسعاف الراغبین میں ان سے منقول ہے، تحریر کرتے ہیں کہ: مہدی، امام حسن عسکری کے فرزند ہیں۔ آپؑ کی ولادت نیمہ شعبان ۲۵۵ھ کو واقع ہوئی۔ آپؑ زندہ رہیں گے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کریں۔ مجھے امام مہدیؑ کے بارے میں شیخ حسن عراقی نے اسی طرح خبر دی کہ آپؑ حضرت عیسیٰ سے ملاقات کریں گے۔ اور اس بات کی موافقت ہمارے بزرگوار جناب علی الخواصؒ نے بھی کی ہے۔ (تمام ہوا کلام الیواقیت)

اسعاف الراغبین کی نقل کے مطابق، انہی میں سے ایک ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن محمد گنجی اپنی کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت مہدی کے ابھی تک زندہ اور پردہ غیبت میں ہونے کے دلائل میں سے حضرت عیسیٰ بن مریم، حضرت خضر اور حضرت الیاس کا ابھی تک زندہ رہنا ہے۔ یہ حضرات اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اسکے علاوہ دشمنان رب العزت میں کانا دجال، اور ابلیس ملعون شامل ہیں۔ ان سب کی زندگی اور ابھی تک باقی رہنا

کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ (تمام ہوا کلام گنجی)

ان میں سے ایک (جیسا کہ ینابیع المودۃ میں نقل ہوا ہے۔ شیخ عارف فاضل جناب خواجہ محمد پارسا اپنی کتاب فصل الخطاب میں حضرت مہدی کی ولادت اور خداوند تعالی کا آپ کو حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کی طرح) ایام طفولیت ہی میں حکمت اور فصل خطاب سے نوازنے کا ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ:

خداوند تبارک و تعالی نے آپ کی عمر کو اس طرح طولانی کیا' جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کی عمر کو طولانی کیا۔ (تمام ہوا کلام خواجہ پارسا)

ان ہی میں سے ایک جناب شیخ صدر الدین قونوی ہیں۔ ینابیع المودۃ کی نقل کے مطابق ان کی اپنی موت کے وقت اپنے شاگردوں کو یہ وصیت تھی کہ: میری طبی کتب اور فلسفہ و حکمت کی تصانیف کو بیچ کر جو کچھ پیسے حاصل ہوں ان کو فقراء میں بطور صدقہ تقسیم کر دینا' لیکن تفاسیر اور تصوف کی کتب کو' کتابخانہ میں احتیاط سے رکھ دینا۔ ہر رات ستر ہزار مرتبہ کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" کو پڑھنا اور میری طرف سے حضرت مہدی کی خدمت میں میرا سلام پہنچانا۔ (تمام ہوا کلام جناب قونوی)

کلام مصنف : یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ شیخ قونوی کا یہ جملہ حضرت مہدی کے حال حاضر میں موجود ہونے اور زندگی پر دلالت نہیں کرتا۔ کیونکہ شاید انہوں نے یہ جملہ اس امید پر کہا ہو کہ ان کے شاگرد مستقبل میں حضرت مہدی کو ان کے تولد کے بعد پائیں اور ملاقات کریں۔ لیکن پہلی بات واضح تر اور با سانی قابل فہم ہے۔[۱]

۱۔ یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت ہو چکی ہے اور (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ان میں سے ایک (بمطابق نقل از ینابیع) اور ینابیع میں شیخ عزیز بن محمد السنفی کی کتاب سے شیخ سعد الدین حموی ہیں' جو اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں اولیاء اللہ کی درجہ بندی کرتے ہیں اور پھر اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ باری تعالی نے اس امت کے لئے' اہل بیت میں سے بارہ اولیاء منتخب کئے اور ان کو رسول اللہ کا خلیفہ قرار دیا۔ پھر اس کے بعد راقم ہیں کہ: اور آخری ولی وہی ہے کہ جو نبی کا آخری خلیفہ اور بارھواں نائب ہونے کے علاوہ خاتم الاولیاء بھی ہے۔ وہی مہدی صاحب الزمان ہے۔ (اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے)

ان ہی میں سے ایک شیخ شہاب الدین الہندی بھی ہیں کہ جو ملک العلماء کے نام سے مشہور ہیں۔ کتاب "الدرر الموسویہ" میں ان کی کتاب "ہدایۃ السعداء" سے نقل ہے کہ: انہوں نے بارہ اماموں کے تذکرے کے ذیل میں لکھا ہے: امام حسین علیہ السلام کی نویں پشت سے امام حجۃ اللہ القائم المہدی

(بقیہ پچھلے صفحہ کا حاشیہ) آپ' جناب قونوی کی وفات کے وقت زندہ تھے' جیسا کہ حال حاضر میں زندہ ہیں۔

نیز جناب قونوی کو آپ کی حیات کا علم تھا اور آپ اسکو قبول کرتے تھے۔ کیونکہ سلام اسی کو پہنچایا جاتا ہے جو زندہ ہو اور سلام پہنچانے والے کی زندگی میں وہ شخص عرصہ وجود میں قدم رکھ چکا ہو۔ یا یہ کہ جن لوگوں کے ذریعے سلام پہنچایا جا رہا ہو' وہ افراد' اس شخص سے ملاقات کر سکیں۔

لیکن یہاں پر جناب قونوی فرما رہے ہیں کہ میرا سلام مہدی علیہ السلام تک پہنچا دو' یہ نہیں کہہ رہے کہ اگر تمہاری ملاقات ہو تب پہنچانا' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو حضرت مہدی کی زندگی اور تولد پا جانے کا علم تھا۔

ہیں۔ آپؑ نظروں سے پنہاں ہیں اور نہایت طویل عمر کے مالک بھی۔ جیسے کچھ اور مومنین نے بھی اسی طرح کی عمرپائی مثلاً حضرت عیسیٰ' حضرت الیاس' حضرت خضر' نیز کفار اور دشمنان خدا میں سے دجال اور سامری نے۔ (تمام ہوا کلام شیخ شہاب الدین)

انہی میں سے ایک اور مرشد کامل' شیخ محمد جو خواجہ پارسا کے نام سے مشہور ہیں۔ کتاب ''الدرر الموسویہ'' میں' ان کے اس تعلیقہ سے جو انہوں نے کتاب ''فصل الخطاب'' پر لکھا ہے' نقل کیا ہے کہ: خلافت اور امامت حضرت مہدی پر ختم ہو جاتی ہے۔ اور آپ اپنے والد کے روز وفات سے روز قیامت تک کے لئے امام ہیں۔ جناب عیسیٰ بن مریمؑ آپؑ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے' آپؑ کی تصدیق کرتے ہوئے لوگوں کو آپؑ کی ملت کی طرف' جو ملت رسول اللہؐ ہی ہے' دعوت دیں گے۔

انہی میں سے ایک معروف محدث شیخ ابن حجر عسقلانی' صاحب کتاب ''فتح الباری فی شرح صحیح البخاری'' ہیں۔ یہ اپنی کتاب ''القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر میں کہتے ہیں جیسا کہ الفتوحات الاسلامیہ میں نقل ہے کہ: معتبر احادیث کے مطابق' حضرت مہدی کے وجود پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ اور آپ ہی ہیں کہ جن کے زمانے میں دجال خروج کرے گا۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہو گا۔ جب بھی مہدی کا نام تنہا ذکر ہو تو آپ ہی کی ذات والاصفات مراد ہے۔ آپ سے پہلے کوئی بھی مہدی منتظر نہیں گزرا ہے۔ (تمام ہوا کلام ابن حجر' از کتاب القول المختصر بمطابق نقل از الفتوحات الاسلامیہ)

اس اقتباس میں ابن حجر کا یہ کہنا کہ "حضرت مہدی کے وجود پر یقین ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہی ہمارے دعوے کی دلیل ہے۔

مذکورہ بالا افراد کے علاوہ اور بھی بہت سے علماء و عرفاء ہیں جن کے فارسی اور عربی اشعار (جیسا کہ ینابیع اور مناقب کی دیگر کتب میں موجود ہے) اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ تمام عرفاء و علماء حضرت مہدی منتظر کی زندگی کے قائل ہیں۔ نیز آپ حال حاضر میں زندہ اور مرزوق ہیں۔

ان شعراء نے آپ کی ولایت' امامت' خلافت اور رسول اللہؐ کی نیابت جیسے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے' آپ کی مدح سرائی کی ہے۔ اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ آپ کی ذات ہی فیوضات الہی کے نزول کا وسیلہ ہے۔

اب اگر کوئی اس موضوع کے بارے میں ' اس معلومات سے زیادہ (جو کتاب ہذا میں مذکور معلومات و اطلاعات سے کہیں زیادہ ہے) چاہے تو پھر وہ ہمارے علمائے اعلام کی کتابوں کا رخ کرے' خصوصاً استاد المجتہدین خاتم المحدثین الحاج میرزا حسین نوری طبرسی (طاب ثراہ) کی کتاب "کشف الاستار فی الغائب عن الانظار" کا مطالعہ کرے۔ کیونکہ اس کتاب میں تشنہ کام کی سیرابی اور بیمار کی شفایابی کا سامان ہے۔

حضرت مہدی کا دیدار کرنے والے

اس عنوان کے ذیل میں ہم تازگی روح کے لئے تین حکایات نقل کریں گے۔ ان سے ہمارا مقصد استدلال و برہان قائم کرنا نہیں۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب طبقات العرفاء میں' شیخ حسن عراقی کے

حالات کے ذیل میں رقمطراز ہیں:

"میں اپنے بزرگوار جناب ابوالعباس الحریشی کے ہمراہ شیخ حسن عراقی کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اجازت دو تاکہ میں تمہیں شروع سے اب تک اپنی داستان زندگی اس طرح سناؤں کہ تم اپنے آپ کو' میرے لڑکپن کا دوست محسوس کرو۔ میں نے کہا بالکل سنائیے! تو انہوں نے کہنا شروع کیا کہ کسی زمانے میں' میں (حسن عراقی) شہر دمشق سے تعلق رکھنے والا ایک جوان کاریگر تھا۔ ہم ہر جمعے کو اپنے دوستوں کے ساتھ لہو و لعب اور نائو نوش کی محفلیں جمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن معا خداوند تعالی کی جانب سے میں متنبہ ہوا اور میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ آیا میں ان سب کاموں کے لئے خلق ہوا تھا؟ اس خیال کے آتے ہی میں وہاں سے نکل کر بھاگا۔ میرے دوستوں نے میرا تعاقب بھی کیا لیکن مجھے نہ پا سکے۔

دوڑتے دوڑتے میں جامع مسجد بنی امیہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر ایک شخص کو میں نے حضرت مہدیؑ کی شان میں تقریر کرتے پایا۔ ان کی فضیلت اور منزلت کو سن کر میرا دل ان سے ملاقات کے لئے تڑپنے لگا۔ اس دن کے بعد سے میرا یہی معمول تھا کہ جب بھی سجدہ کرتا' باری تعالی سے دعا مانگتا تھا کہ میری ان سے ملاقات ہو جائے۔ ایک روز بعد از نماز مغرب' جب کہ میں نوافل کی ادائیگی کر رہا تھا مجھے ایسا لگا کہ ایک شخص میرے پیچھے بیٹھا ہے' اس نے اپنے ہاتھ سے میرا شانہ تھپتھپایا۔ اور کہا کہ: اے میرے بیٹے! خداوند تعالی نے تمہاری دعا کو

مستجاب فرمایا، تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ میں ہی مہدی ہوں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ گھر تشریف لے چلئے۔ جسکا انہوں نے مثبت جواب دیا۔ اور میرے ساتھ ہو لئے۔ گھر پہنچ کر مجھ سے کہا کہ مجھے ایک خالی کمرہ دے دو جس میں میں تنہا رہ سکوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد وہ سات دن تک میرے ساتھ رہے۔" (تمام ہوا کلام شیخ حسن عراقی)

ینابیع المودۃ میں شیخ علی بن عیسیٰ اربلی سے ان کی کتاب کشف الغمہ سے نقل کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ جناب اربلی فریقین کے درمیان موثق اور معتبر مانے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ: لوگ امام مہدی کے بارے میں مختلف قسم کے مافوق الفطرت قصے اور داستانیں سناتے ہیں جن کی تفصیل بہت طولانی ہے۔ لیکن میں صرف ایسے دو قصے نقل کروں گا جو ماضی قریب سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز میرے موثق اور معتبر دوستوں نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔

پہلا واقعہ

شہر حلہ میں کہ جو دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے، اسماعیل بن حسن نامی ایک شخص رہا کرتا تھا۔ ہمارے بعض دوستوں نے ہمیں یہ قصہ اس طرح سنایا کہ: ہمیں اسماعیل نے اپنی زبان سے یہ داستان سنائی کہ میری دائیں ران پر مٹھی کے برابر دانا نکل آیا تھا۔ اطباء کو دکھایا لیکن ان سے کچھ بن نہ پڑا۔ پھر اسماعیل نے بغداد کا رخ کیا اور وہاں پر افرنجی (فرنگی، یورپی) اطباء سے علاج کروایا، لیکن انہوں نے بھی جواب دے دیا۔ مرض کو لا علاج پا کر اس نے

سامراء کے لئے رخت سفر باندھا اور امام ھادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کی زیارت کی۔ پھر سرداب میں گیا اور باری تعالی کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگی اور امام مھدیؑ کی خدمت میں صدائے استغاثہ بلند کی۔ وہاں سے دجلہ کی طرف گیا، غسل کیا کپڑے پہنے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ چار گھڑ سوار ہیں جو دروازہ شہر کی جانب سے آ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک سوار ضعیف العمر اور نیزہ بردار ہے۔ ایک اور جوان ہے جو لباس فرجیہ (ایک قسم کا عربی لباس) زیب تن کئے ہوئے ہے۔

نیزہ بردار راستے کے دائیں جانب اور باقی دو سوار بائیں جانب تھے جبکہ لباس فرجیہ میں ملبوس جوان راستے پر چلا آ رہا تھا۔ نزدیک پہنچ کر لباس فرجیہ میں ملبوس جوان نے پوچھا کہ تم کل اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ جاؤ گے؟ تو اسماعیل نے کہا : ہاں، بالکل جاؤنگا۔ پھر اسی جوان نے کہا کہ ذرا نزدیک تو آؤ تاکہ میں اس چیز کو دیکھ سکوں جس نے تمہیں شدید درد میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اس کے پاس گیا تو اس جوان نے ہاتھ بڑھا کر اس دانے کو اتنی شدت سے دبایا کہ اسماعیل کو نہایت درد کا احساس ہوا، پھر جب جوان اپنی زین پر بیٹھ گیا تو نیزہ بردار شخص نے اسماعیل سے کہا کہ اے اسماعیل! تم شفایاب ہو چکے ہو۔ یہ تمہارے امام ہیں۔ اور پھر وہ سوار دوبارہ اپنی راہ پر چل پڑے۔ اسماعیل بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ امام نے کہا تم واپس جاؤ، اسماعیل نے جواب دیا میں ہرگز آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔ امام نے کہا مصلحت اسی میں ہے کہ تم لوٹ جاؤ۔ اسماعیل نے پھر کہا کہ ہرگز آپ سے جدا نہیں ہو سکتا۔ اس مقام پر ضعیف العمر نیزہ بردار نے اسماعیل سے کہا کہ اے اسمٰعیل! تمہیں شرم نہیں آتی؟ کہ زمانے کا امام تمہیں

لوٹ جانے کا حکم دے رہا ہے' لیکن تم پھر بھی اسکی تعمیل نہیں کر رہے ہو۔ یہ سن کر اسماعیل رک گیا اور امام چند قدم آگے بڑھ گئے۔

دوبارہ امام نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ: اے اسماعیل! جب تم بغداد پہنچو گے تو تمہیں ابو جعفر المستنصر باللہ (خلیفہ) ضرور اپنے دربار میں طلب کرے گا' جب تم اس کے پاس پہنچ جاؤ اور وہ تمہیں اپنی جانب سے کچھ دینا چاہے تو ہرگز نہ لینا' اور ہمارے فرزند رضا سے کہو کہ وہ تمہارے لئے ایک رقعہ علی بن عوض کے نام لکھ دے۔ اس کے ذہن میں یہ بات ڈالنا ہمارا کام ہے کہ وہ تم کو' تمہاری خواہش کے مطابق' جتنا تم چاہو' دے گا۔

پھر امام اپنے اصحاب کے ہمراہ چل پڑے۔ اور اسماعیل اسی طرح کھڑا ان سواروں کو جاتا دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

پھر زمین پر غمگین ہو کر بیٹھ گیا اور ان کی جدائی کے سبب رونے لگا۔ وہاں سے سامرا آیا تو عزیزوں نے اس کو گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ یہ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں متغیر ہے؟ تمہارے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ہے؟

اسماعیل نے کہا کہ آیا تم نے ان چاروں گھڑسواروں کو دیکھا تھا جو شہر سے باہر آئے تھا اور پھر ساحل کی طرف گئے تھے؟ لوگوں نے جواب دیا وہ شرفاء دریا کے کنارے چرنے والے مویشیوں کے مالک تھے۔ اسماعیل نے کہا' ایسا نہیں ہے' بلکہ وہ امام اور ان کے اصحاب تھے۔ وہ جوان شخص جو فرجیہ ملبوس میں تھا' امام تھے۔ انہوں نے اپنے دست مبارک سے میرے دانے کو ہاتھ لگایا۔ لوگوں نے کہا ذرا ہمیں وہ جگہ دکھاؤ اس نے زخم کی وہ جگہ دکھائی' تو لوگوں نے وہاں پر زخم کا نشان تک نہ پایا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اسکے لباس کو پارہ پارہ کر دیا (تبرک

کے لئے) اور اسکو حمام میں لے گئے اور دوسرے لوگوں کو اسکے پاس آنے سے روک دیا' تاکہ اس پر لوگوں کا اژدہام نہ ہو جائے۔

یہ خبر سن کر خلیفہ کا نمائندہ حمام میں آیا اور اس سے واقعہ کے متعلق استفسار کیا۔ اسماعیل کا نام' نسب اور وطن وغیرہ پوچھا اور ہفتے کے ابتدائی ایام میں بغداد سے نکلنے کی تاریخ بھی پوچھی۔ اور پھر چلا گیا۔

اسماعیل نے وہ رات حمام میں گزاری اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد لوگوں کے ساتھ سامراء سے روانہ ہو گیا۔ سامراء کے باہر لوگوں نے اس کو رخصت کیا۔ اور وہاں سے اس نے تنہا اپنا سفر شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک مقام پر پہنچا تو اس نے ایک پرانے پل پر ایک جم غفیر کو پایا جو ہر آنے والے مسافر سے اس کا نام نسب اور سفر کی ابتداء کا مقام پوچھ رہا تھا۔ جب یہ شخص مجمع کے قریب پہنچا تو اس سے یہی سوالات کئے۔ اور اس میں مطلوبہ نشانیاں ملتے ہیں اس پر ٹوٹ پڑے اور بطور تبرک اس کے کپڑوں کو پارہ پارہ کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

خلیفہ کے نمائندے نے تفصیل کے ساتھ یہ تمام واقعات تحریر کر کے بغداد بھیج دیئے۔ وہاں دربار کے وزیر نے رضی الدین کو بلوایا تاکہ اس خبر کی تصدیق ہو سکے۔ رضی الدین کہ جو اسماعیل کے دوستوں میں سے تھے اور سامراء جانے سے قبل اسماعیل انہی کے گھر مہمان تھا۔ رضی الدین اور ان کے ہمراہ کچھ لوگ جب اسماعیل کی ملاقات کو پہنچے تو اس کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اترے' اسماعیل نے ان لوگوں کو اپنا ران دکھایا جہاں کسی زخم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ یہ دیکھتے ہی رضی الدین کو غش آیا اور وہ کچھ دیر کے لئے بے ہوش ہو گئے جب اٹھے تو اسماعیل کو

اپنے ہمراہ لے کر روتے ہوئے' وزیر کے پاس پہنچے اور گویا ہوئے کہ یہ میرا بھائی اور تمام لوگوں کی نسبت سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہے اسماعیل نے وزیر کے دریافت کرنے پر پورا قصہ دہرایا۔

تمام داستان سننے کے بعد وزیر نے ان تمام اطباء کو' جنہوں نے زخم کا معائنہ کیا تھا طلب کر لیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگوں نے اس زخم کا کتنے دن پہلے معائنہ کیا تھا انہوں نے جواب دیا دس دن پہلے۔ یہ سن کر اسماعیل کی ران پر زخم کی جگہ ان کو دکھلائی گئی جہاں زخم کا نام و نشان تک موجود نہ تھا۔ یہ دیکھنا تھا کہ فرنگی اطباتو بول اٹھے کہ "یہ کام تو صرف حضرت مسیح علیہ السلام ہی انجام دے سکتے ہیں۔" وزیر نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کام کس نے انجام دیا ہے۔

پھر وزیر' اسماعیل کو خلیفہ کے پاس لے گیا' خلیفہ نے بھی اسماعیل سے قصے کو دریافت کیا اور قصہ سننے کا بعد جب اس کو ایک ہزار دینار دینا چاہے تو اس نے جواب دیا کہ: مجھ میں ان دیناروں میں سے ایک دینار بھی قبول کرنے کی ہمت ہے اور نہ ہی جرات۔ خلیفہ نے کہا تمھیں کس کا خوف ہے؟ جواب دیا اسی کا جس نے میرے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ابو جعفر سے رتی برابر بھی کوئی شے قبول نہ کرنا۔ یہ سن کر خلیفہ رونے لگا۔

علی بن عیسیٰ اربلی کہتے ہیں کہ میں یہی قصہ کچھ لوگوں کو سنا رہا تھا اور ان میں اسماعیل کا فرزند بھی موجود تھا' لیکن میں اسکو پہچانتا نہیں تھا۔ قصہ سننے کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسماعیل کا بیٹا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تم نے اپنے والد کی ران کا زخم دیکھا تھا؟ اس نے کہا کہ میں اس وقت بہت چھوٹا تھا لیکن یہ قصہ میں نے اپنے والد' والدہ عزیزوں اور پڑوسیوں سے سنا ہے۔ لیکن ان کی

ران کو شفا پانے کے بعد دیکھا تھا اس پر زخم کا نشان تک نہ تھا۔ اور تو اور، زخم کی جگہ پر بال بھی نکل آئے تھے۔

جناب اربلی کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کے بارے میں صفی الدین محمد بن محمد اور نجم الدین حیدر بن الایسر (رحمھما اللہ) سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی تصدیق کی اور کہا کہ ہم نے اسمٰعیل کو شفا پانے سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں دیکھا ہے۔

اسکے علاوہ اسماعیل کے بیٹے نے مجھے بتایا کہ ان افراد اور امامؑ سے دوبارہ ملاقات کی آرزو میں میرے والد شفایاب ہونے کے بعد چالیس مرتبہ سامراء گئے۔

دوسرا قصہ

سید باقی بن عطوہ العلوی الحسینی نے مجھے بتایا کہ ان کے والد عطوہ امام مہدیؑ کے وجود پر ایمان نہ رکھتے تھے اور مسلسل کہتے تھے کہ اگر امام آئیں اور مجھے میرے اس مرض سے نجات دلائیں تب میں ان کے وجود پر ایمان لاؤں گا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم لوگ رات کے پچھلے پہر ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا کہ جلدی سے امام تک پہنچو وہ ابھی ابھی میرے پاس سے گئے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ ہم باہر کی طرف لپکے، لیکن کسی کو بھی نہ پایا۔ دوبارہ اپنے والد کے پاس آئے تو انہوں نے بتایا کہ ابھی ابھی یہاں ایک شخص آیا تھا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اے عطوہ! میں نے کہا جی فرمایئے؟ اس نے کہا میں مہدی ہوں، تمہیں تمہارے مرض سے شفا دینے تمہارے پاس آیا ہوں۔ پھر امام نے کمر کے نچلے

حصے پر ہاتھ پھیرا اور چلے گئے گویا کوئی ہرن یکدم غائب ہو جائے۔

علی بن عیسیٰ اربلی کہتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ عطوہ کے فرزند کے علاوہ کچھ اور لوگوں سے بھی دریافت کیا تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

فصلِ ششم

غیبت کے بارے میں نقل شدہ روایات

غیبت کے بارے میں نقل شدہ روایات

یہ فصل حضرت مہدیؑ کی غیبت' اس سلسلے میں منقولہ روایات' غیبت کی کیفیت' مقام اور اسکی وجوہات کے بارے میں ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپؑ کی دو غیبتیں ہیں صغریٰ اور کبریٰ۔ اسکے علاوہ غیبت میں آپؑ کے فیوضات کی ہم تک رسائی کس طرح ہوتی ہے؟ آپؑ کے وکلاء کون ہیں؟ یہ تمام امور اس فصل میں بیان کیے گئے ہیں۔

ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں امام باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے جد علی مرتضیٰؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"مہدی میری اولاد میں سے ہے۔ اس کو غیبت درپیش ہوگی' جب ظاہر ہوگا تو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔"

ایضا ینابیع ہی میں سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "علی میرا وصی ہے۔ اور اسی کی اولاد سے قائم منتظر ہے۔ وہی جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بحق بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، اسی غیبت کے دوران، اسکی امامت پر قائم اور ثابت قدم رہنے والے لوگ یقیناً کبریت احمر سے بھی کم مقدار میں ملیں گے۔" جب سلسلہ کلام جب اس مقام پر پہنچا تو جناب جابر بن عبداللہ انصاری اپنی جگہ کھڑے ہوئے اور کہا : یا رسول اللہؐ! آپؐ کی نسل سے تعلق رکھنے والے اس قائم کو غیبت بھی درپیش ہو گی؟ جواب دیا بالکل، خدا کی قسم (پھر سورہ آل عمران کی آیت ۱۴۱ تلاوت فرمائی) "لیمحص اللہ الذین آمنوا ویمحق الکافرین" ۱؎ پھر فرمایا : اے جابر! یہ خدا کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ ہے اور اسکے رازوں میں سے ایک راز ہے، اور دیکھو! اس امر میں ہرگز شک نہ کرنا۔ کیونکہ خداوند عزوجل کے امور میں شک کرنا کفر ہے۔"

ایضا حسن بن خالد سے نقل ہے کہ علی بن موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا : میری چوتھی نسل سے میرا فرزند ہے جو کنیزوں کی ملکہ کا بیٹا ہے۔ خدا اس کے ذریعے زمین کو ظلم و جور سے پاک کرے گا، وہی ہے کہ جسکی ولادت کے بارے میں لوگ شک میں مبتلا ہوں گے اور وہی صاحب غیبت ہے۔ جب ظہور کرے گا تو زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً ینابیع پر احمد بن زیاد سے اور وہ دعبل بن علی الخزاعی سے وہ

۱؎ گزشتہ صفحات پر اسکی مختصر توضیح دی جا چکی ہے۔

حدیث نقل کرتے ہیں جس میں دعبل نے اپنا معروف قصیدہ تائیہ امام رضاؑ کی خدمت میں پڑھ کر سنایا۔ پھر امامؑ نے کہا کہ: میرے بعد میرا بیٹا محمد امام ہوگا، پھر اسکے بعد اس کا فرزند علی اور اس کے بعد اسکا فرزند حسن اور اسکے بعد اس کا فرزند الحجۃ القائم، اور وہی ہے کہ جس کی غیبت کے دوران اس کا انتظار کیا جا رہا ہے اور ظہور کے بعد اسکی اطاعت کی جائے گی۔ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔ اب رہی بات اس کے ظہور کے وقت کی تو ایسا ہے جیسا کوئی قیامت کے وقت کے بارے میں خبر دے۔ مجھے میرا والد نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے ظہور کی مثال قیامت جیسی ہے۔ "لا تاتیکم الا بغتۃ" وہ تمہارے پاس نہیں آئے گی لیکن اچانک۔ (سورہ اعراف۔ آیت ۱۸۷)

ینابیع المودۃ میں غایۃ المرام سے اور اس میں فرائد السمطین سے اور اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے مرفوعاً نقل ہے کہ: مہدی میری اولاد سے ہے (یعنی رسول اکرمؐ کی اولاد سے) میرا ہم نام ہے نیز کنیت بھی میری ہی طرح ہے۔ سیرت و صورت میں اس سے زیادہ کوئی میرا مشابہ نہیں۔ اس کو غیبت درپیش ہو گی جس میں لوگ سرگرداں رہیں گے۔ امتیں گمراہی کا شکار ہونگی۔ شہاب ثاقب کی طرح نمودار ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

ایضاً ینابیع پر غایۃ المرام سے اور اس میں فرائد السمطین سے اور اس میں امام باقرؑ سے اور وہ اپنے اجداد سے اور وہ جناب علی بن ابیطالب سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ: مہدی میری اولاد سے (رسول اللہؐ کی اولاد سے) ہے۔ اس کو

غیبت درپیش ہوگی جس میں لوگ سرگرداں رہیں گے۔ امتیں گمراہی کا شکار ہونگی۔ پھر فرمایا کہ: زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھرچکی ہوگی۔

ینابیع المودۃ پر مناقب سے اور اس میں ابو جعفر محمد الباقرؑ سے کہ آپؑ نے فرمایا : رسول اللہؐ نے فرمایا کہ: خوشانصیب کہ جو میرے اہل بیت کے قائم کو پائے۔ اسکی غیبت کے دوران اس پر قائم رہے۔ اسکے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھے۔ قیامت کے دن یہی لوگ میرے مونس و ہمدم' میرے صاحبان مودت اور میری امت کے باعزت ترین افراد میں سے ہونگے۔

ایضاً ینابیع پر ابوبصیر سے اور وہ امام صادقؑ سے اور وہ اپنے اجداد سے اور وہ امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مہدی میری نسل سے ہے میرا ہم نام ہے اور میری طرح اسکی کنیت ہے۔ سیرت و صورت میں اس سے زیادہ کوئی میرا مشابہ نہیں۔ اسکو ایک غیبت درپیش ہوگی جس میں لوگ سرگرداں رہیں گے۔ امتیں گمراہی کا شکار ہونگی اور اپنے دین سے پلٹ جائیں گی۔ اس موقع پر وہ شہاب ثاقب کی طرح نمودار ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھرچکی ہوگی۔

اسی کتاب میں ایسی ہی ایک اور حدیث منقول ہے لیکن اس میں یہ جملہ ہے کہ : اس وقت وہ شہاب ثاقب کی طرح نمودار ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کے تبرکات کو اپنے ہمراہ لائے گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع پر مناقب سے اور اس میں جابر بن یزید جعفی سے نقل کیا ہے' وہ کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ انصاری کو یہ کہتے سنا کہ! مجھ سے رسول اکرم صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : اے جابر! میرے بعد میرے اوصیاء اور ائمہ مسلمین آئیں گے۔ ان میں پہلا علی ' پھر حسن ' اسکے بعد حسین ' پھر علی بن الحسین ' پھر محمد بن علی ؑ کہ جو باقر کے لقب سے مشہور ہوگا۔ اے جابر! تم اس کو پاؤ گے ' جب تم اس سے ملاقات کرنا تو میرا سلام اس تک پہنچا دینا۔ پھر اسکے بعد جعفر بن محمد ' پھر موسیٰ بن جعفر ' پھر علی بن موسیٰ ' پھر محمد بن علی ' پھر علی بن محمد ' پھر حسن بن علی ' پھر القائم کہ جو میرا ہم نام ہے ' اور میری کنیت کی طرح اسکی کنیت ہے ' حسن بن علی کا بیٹا ہے ' وہی ہے کہ جس کے ہاتھوں خداوند تعالیٰ زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کروائے گا۔ وہی ہے کہ جو اپنے چاہنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اسکی امامت پر بجز ان لوگوں کے جن کا خدا ایمان کی راہ میں امتحان لے چکا ہے ' کوئی ثابت قدم نہ رہے گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

حضرت مہدیؑ کی غیبت کی کیفیت

محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ الصدوق اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمہ میں رقمطراز ہیں کہ : مجھے میرے والد اور ابن الولید دونوں نے ایک ساتھ سعد بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے کہا : مجھے ان لوگوں نے کہ جن کی تعداد ناقابل شمار اور جھوٹ پر اجتماع کرنا بعید از قیاس اور ناممکن ہے ' نیز امام حسن عسکریؑ کی تدفین کے اور وفات کے وقت موجود بھی تھے ' خبر دی کہ ہم ماہ شعبان ۲۷۸ھ میں کہ جب امام حسن عسکریؑ کی شہادت کو آٹھ یا اس سے زیادہ برس ہونے والے تھے ' احمد بن عبیداللہ بن خاقان ' کہ جو قم کے خراج اور لگان پر سلطان کا نمائندہ تھا ' کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ یہ شخص بغض و کینہ اہل بیت میں ثانی نہ رکھتا تھا۔ اسی مجلس میں ' سامراء میں بسنے والے

آل ابوطالب کے افراد کا ذکر ہوا' اور ان کے آراء و افکار و عقائد اور سلطان کی نظر میں ان کے قدر و منزلت کا ذکر نکلا' تو عبید اللہ بن خاقان نے کہا کہ :

میں نے سامراء میں آل ابوطالب سے تعلق رکھنے والے افراد میں کسی شخص کو وقار' بردباری' اطمینان خاطر' پاکدامنی' اعلی شخصیت' بے داغ کردار اور بلند اخلاق میں حسن بن علی بن محمد ابن الرضا علیہم السلام کی مانند دیکھا اور نہ ہی سنا۔ اسکے علاوہ میں نے اسکے گھر والوں' تمام بنی ہاشم' ضعیف العمر ذوی الاحترام شخصیات' فوج کے سالاروں' اور وزرائے مملکت سبھی کو دیکھا کہ وہ حسن بن علی کو اپنے آپ پر فوقیت اور ترجیح دیتے ہیں اور مجالس و محافل میں بصد احترام ان کو سب پر مقدم رکھتے ہیں۔ ایک روز جب میرے والد کو لوگوں سے ملاقات کرنا تھی۔ میں انکی نشست کے برابر ہی میں موجود تھا' دربان نے آکر اطلاع دی کہ ابن الرضا دروازے پر موجود ہیں۔ یہ سن کر میرے والد نے باآواز بلند کہا ان کو اندر آنے دو۔ معاً میں نے دیکھا کہ گندم گوں' خوش قد و قامت' حسین چہرے' متناسب و دلکش جسم اور سرگیں آنکھوں کا مالک ایک جوان' جسکی شخصیت سے رعب و وقار نمایاں تھا مجلس میں داخل ہوا۔ جیسے ہی میرے والد کی نگاہ اس نوجوان پر پڑی' اپنی نشست چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھے اور نوجوان کا استقبال کیا۔ میں نے اس سے پہلے ان کو بنی ہاشم' سپہ سالاروں' یا ولی عہدوں میں سے کسی کے بھی ساتھ اس قسم کا برتاؤ کرتے نہ دیکھا تھا۔ انھوں نے قریب جاکر اس نوجوان سے معانقہ کیا اور اسکے چہرے اور کاندھوں کو چوما پھر اس کا ہاتھ تھام کر' اس کو اپنے اس مصلے پر بٹھایا جہاں وہ خود بیٹھے تھے اور خود اس جوان کے نزدیک اسکی طرف رخ کر کے بیٹھ گئے اور اسکو کنیت سے مخاطب کر کے گفتگو

شروع کردی' اور مسلسل کہے جا رہے تھے کہ میں آپ پر اور آپ کے ماں باپ پر قربان' اور ادھر میں کہ جو اس منظر کو دیکھ کر حیرت کے مارے انگشت بدنداں تھا' کہ معاً میرے والد کے دربان دوبارہ آئے اور اطلاع دی کہ "موفق" آ چکا ہے۔

موفق جب میرے والد کے پاس آنا چاہتا تو اسکے دربان اور اعلیٰ فوجی عہدیدار اس سے پہلے آتے اور دروازے سے لے کر میرے والد کی نشست تک دو رویہ قطار بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ وہ داخل ہو جائے اور اسکی واپسی تک اسی طرح کھڑے رہتے۔

لیکن اس اعلان کے باوجود میرے والد اسی طرح نوجوان کی طرف رخ کیے گفتگو کرتے رہے' اور جب ان کی نظر موفق کے خاص غلاموں پر پڑی تو انہوں نے نوجوان سے کہا کہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں' پھر جیسی آپ کی مرضی' اے ابو محمد! آپ کے قربان جاؤں۔ پھر اپنے غلاموں سے کہا کہ ان کو دو رویہ قطار کے پیچھے سے اس طرح لے جاؤ کہ امیر یعنی موفق کی نظر ان پر نہ پڑے' میرے والد پھر اس نوجوان سے بغل گیر ہوئے اسکے چہرے کو چوما اور پھر نوجوان چلا گیا۔

میں نے اپنے والد کے دربانوں اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ نوجوان کون تھا' جس کے ساتھ میرے والد اتنے احترام سے پیش آئے؟! انہوں نے جواب دیا کہ یہ علوی ہے' اور اسکا نام حسن بن علی ہے' ابن الرضا کے لقب سے معروف ہے۔ یہ سن کر مجھے اور زیادہ تعجب ہوا اور اس پورے دن میں اس نوجوان اور اپنے والد کے اس برتاؤ پر سوچتا رہا۔

یہاں تک کہ رات کے وقت میرے والد' اپنے معمول کے مطابق عشاء کی

نماز پڑھ کر حکومت سے متعلق امور میں مصروف ہو گئے اور ان درخواستوں پر غور کرنے لگے جو سلطان کو بھیجنا تھیں۔ جب انہوں نے اپنا کام ختم کر لیا تو میں ان کے سامنے بیٹھ گیا' انہوں نے مجھ سے پوچھا : احمد بیٹا! کیا کوئی کام ہے؟ میں نے کہا' جی ہاں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک سوال کروں؟ انہوں نے کہا' بیٹا اجازت ہے' کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو۔ تو میں نے کہا : اے بابا! وہ کون شخص تھا جس کو آج صبح میں نے دیکھا کہ آپ اس سے بصد احترام و تکریم و تعظیم ملے اور پھر آپ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا اور قربان ہوں۔ میرے والد نے جواب دیا : بیٹا! وہ ابن الرضا تھے' رافضیوں کے امام' اور پھر چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے۔ پھر گویا ہوئے کہ اگر بنی عباس کے ہاتھوں سے خلافت نکل جائے تو بنی ہاشم میں اس نوجوان سے زیادہ کوئی اس کا مستحق نہ ہو گا۔ کیونکہ اس نوجوان میں' علم و فضل' پاکدامنی' وقار' عظمت' وضعداری' اطمینان خاطر' زہد' عبادت' حسن اخلاق اور شائستگی جیسی صفات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اور اگر تم اس کے والد سے ملتے تو دیکھتے کہ وہ کتنا عالم فاضل' جلیل القدر' جود و سخا کا پیکر' لائق و شائستہ اور عالی رتبہ شخص ہے۔

اس کے بعد میں ہمیشہ اسکے بارے میں لوگوں سے تحقیق و تفتیش کرتا رہتا۔ میں نے بنی ہاشم' اعلی فوجی عہدیداروں' حکومتی کاتبوں' قاضیوں' فقہا' حتیٰ عوام الناس میں جس سے بھی اس نوجوان کے بارے میں سوال کیا' ان کو نہایت عظمت' احترام' عظیم الشان مقام و منزلت اور تعریف و تحسین کے ساتھ اس نوجوان کے ذکر کرتے اور اسکے تمام گھرانے اور ضعیف العمر افراد پر اس نوجوان کو برتری اور فوقیت دیتے پایا۔ سب اسکے بارے میں یہی کہتے تھے کہ یہ رافضیوں

کا امام ہے۔

ان تمام باتوں کو سن کر میرے دل میں اسکے لئے احترام و تعظیم و تکریم کے جذبات پیدا ہو گئے' کیونکہ میں نے اسکے دوست و دشمن جس کو بھی دیکھا' اسے اسکی تعریف کرتے ہی پایا۔

سلسلہ گفتگو جب اس مقام پر پہنچا تو مجلس میں موجود اشعریوں میں سے کسی نے اس سے سوال کیا: اے ابوبکر! اس کے بھائی جعفر کے بارے میں کیا خیال ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ جعفر کی حیثیت کیا ہے کہ اس کے بارے میں سوال کیا جائے یا اس کا اپنے بھائی سے موازنہ کیا جائے؟ جعفر کھلے عام فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے' گفتار اور کردار کے لحاظ سے لاابالی اور شراب خواری کا دلدادہ ہے۔ میں اپنی زندگی میں جتنے لوگوں سے ملا ہوں ان میں سے سب سے زیادہ بے وقعت اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے سربستہ رازوں کو فاش کر کے اپنی بے عزتی کا سامان فراہم کرنے والا ایک احمق شخص پایا' جس کی خود اپنی نظروں میں کوئی حیثیت نہیں۔

خدا کی قسم وہ حسن بن علی علیہم السلام کی وفات کے وقت سلطان اور اسکے مصاحبین کے پاس آیا اور ایسا کام کیا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس حد تک گر سکتا ہے۔

ہوا یوں کی جب وہ بیمار ہو گئے تو میرے والد کو پیغام بھیجا گیا کہ ابن الرضا بیمار ہیں۔ پیغام ملتے ہی میرے والد فوراً دارالخلافہ کی طرف روانہ ہو گئے' اور نہایت عجلت میں امیرالمومنین کے قابل اعتماد خادموں کے ساتھ واپس آئے کہ جن میں نحریر بھی شامل تھا۔ اور ان کو حسن بن علی سے متعلق تمام خبریں پہنچانے

اور گھر کی کڑی نگرانی کا حکم دیا۔ اسکے علاوہ اطباء کو بھی حکم دیا کہ وہ صبح شام حسن بن علی کے گھر جائیں اور اس پر نظر رکھیں۔ اس واقعے کے دو دن بعد یہ خبر آئی کہ حسن بن علی پر شدید نقاہت اور کمزوری طاری ہے۔ میرے والد فوراً سوار ہو کر ان کی طرف گئے اور اطباء کو حکم دیا کہ حسن بن علی کے پاس سے نہ ہٹیں۔

قاضی القضاۃ کو طلب کر لیا گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے مصاحبین میں سے دس ایسے افراد کا انتخاب کرے کہ جن کے دین' ایمانداری' اور تقویٰ پر اس کو یقین ہو۔ ان دس افراد کو بھی حسن بن علی کے گھر بھیجا گیا اور حکم دیا کہ رات دن حسن بن علی کے ساتھ رہو۔ یہ لوگ وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں کہ جب ربیع الاول شروع ہوئے چند دن ہی گزرے تھے کہ حسن بن علی وفات پا گئے۔

ان کا وفات پانا تھا کہ پورے سامراء میں صف ماتم بچھ گئی کہ ابن الرضا وفات پا گئے۔ اسکے بعد سلطان نے ابن الرضا کے گھر کی تفتیش کے لئے چند افراد کو بھیجا جنہوں نے تمام کمروں کی تلاشی لی پھر تمام اشیاء کو مہر بند کر دیا۔ ان لوگوں نے حسن بن عسکری کے بیٹے کو تلاش کرنے کی کوشش میں تمام خواتین کو' کہ جن پر حاملہ ہونے کا شبہ تھا' طلب کر لیا۔ اور اپنی کنیزوں کو ان خواتین کا معائنہ کرنے کو کہا' جس پر کنیزوں نے' ان خواتین میں موجود ایک کنیز پر حاملہ ہونے کا شبہ ظاہر کیا' لہٰذا اس کنیز کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ اور چند کنیزوں اور خادموں کو نحریر کے سرکردگی میں اس کنیز پر تعینات کر دیا گیا۔

اسکے بعد حسن عسکری کے جنازے کو اٹھانے کا انتظام کیا گیا' بازاروں کو بند کروایا گیا اور میرے والد بن ہاشم' سپہ سالار' حکومتی محرر اور عوام الناس سبھی

اس جنازے کی معیت کے لئے چل پڑے۔ اس دن گویا سامراء میں قیامت صغریٰ برپا تھی۔ جب جنازہ اٹھایا جا چکا تو سلطان نے ابو عیسیٰ بن المتوکل کو پیغام بھیجا کہ وہ نماز جنازہ پڑھائے۔ جب جنازہ نماز کے لئے رکھا گیا تو ابو عیسیٰ نے جنازہ کے نزدیک جا کر حسن عسکری کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا اور بنی ہاشم جس میں علوی اور عباسی دونوں شامل ہیں' نیز سپہ سالاروں' حکومتی محررین' قاضیوں' فقہاء اور موثق عمائدین کو دکھایا اور کہا کہ یہ حسن بن علی بن محمد الرضا ہیں' جو اپنے بستر پر طبعی موت مرے ہیں' اور امیرالمومنین کے بعض خدام' چند موثق افراد' کچھ اطباء اور اسی طرح کے چند قاضیوں کے نام لے کر کہا کہ یہ سب لوگ ان کی طبعی موت کے شاہد ہیں اور دوبارہ چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ دیا اور پھر پانچ تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنے کے بعد جنازے کو اٹھانے کا حکم دیا اور اسی گھر میں سپرد خاک کر دیا جس میں ان کے والد دفن تھے۔ تدفین سے فارغ ہونے کے بعد جب تمام لوگ چلے گئے تو سلطان اور اسکے مصاحبین کو' حسن عسکری کے بیٹے کو تلاش کرنے کی فکر لاحق ہوئی اور گھر گھر تلاشی شروع ہو گئی۔ بیٹے کے دریافت ہونے تک میراث کی تقسیم کو بھی روک دیا گیا' اور اس کنیز پر کہ جس کے حاملہ ہونے کا شبہ تھا' تعینات لوگ دو سال تک اسکی نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے حاملہ ہونے کا شبہ بھی غلط ثابت ہوا۔ پھر والدہ اور بھائی جعفر کے درمیان میراث تقسیم کر دی گئی۔

حسن عسکری کی بیوی نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے اپنی وصیت میرے نام کی ہے جو قاضی کے سامنے ثابت بھی ہو گیا۔

ادھر سلطان مسلسل حسن عسکری کے بیٹے کی تلاش میں تھا۔ یہاں تک کہ

جعفر میراث کی تقسیم کے بعد میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم مجھے اسی رتبے اور مقام پر سمجھو کہ جس پر میرے والد اور بھائی کو سمجھتے تھے۔ اس کے عوض میں ہر سال، تمہیں بیس ہزار دینار پہنچایا کروں گا۔ یہ سن کر میرے والد سخت ناراض ہوئے اور اس سے کہا: احمق! ہمارے سلطان نے ۔۔۔ خدا ان کا اقبال بلند کرے ۔۔ ہمیشہ ان لوگوں پر اپنی تلوار کو سونتے اور کوڑے برسائے رکھے جو تمہارے باپ اور بھائی کو امام مانتے تھے تاکہ ان کے اس عقیدے کو تبدیل کیا جا سکے' لیکن اس کے باوجود سلطان کامیاب نہ ہو سکا' سلطان ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہا کہ تمہارے باپ بھائی کو کسی طرح ان کے مقام و رتبے سے ہٹا دیا جائے لیکن اس سلسلے میں بھی اس سے کچھ نہ بن پڑا۔ اگر اپنے باپ اور بھائی کے شیعوں کی نظر میں درحقیقت تم ہی امام ہو تو تمہیں سلطان یا سلطان کے علاوہ کسی اور شخص کی مدد کی چنداں ضرورت نہیں کہ وہ تمہیں اس مقام پر پہنچائے۔ اور اگر تم شیعوں کی نظر میں اس مقام کے حقدار نہیں ہو تو جان لو کہ کبھی اس مرتبے تک نہیں پہنچ سکتے۔

اس کے بعد وہ میرے والد کی نظروں میں گر گیا۔ میرے والد نے اس کو وہاں سے نکال باہر کیا اور دربان سے کہا کہ آئندہ اس کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ یہاں تک کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا اور پھر میرے سامرا چھوڑنے تک جعفر کی یہی حالت تھی۔ اور ہر سلطان مسلسل حسن بن علی کے بیٹے کی تلاش میں تھا یہاں تک کہ ابھی تک اس تلاش کا سلسلہ جاری ہے۔

محمد یعقوب کلینی 'اصول کافی جلد اول' باب ولادت امام حسن عسکریؑ میں روایت کرتے ہیں کہ: ہمیں حسن بن محمد اشعری اور محمد بن یحییٰ' نیز ان کے

علاوہ اور افراد نے بھی خبر دی کہ احمد بن عبید اللہ خاقان قم کے خراج اور لگان کا نگراں تھا۔ پھر اسکے بعد مذکورہ حدیث نقل کی ہے۔

شیخ محمد بن حسن طوسی اپنی کتاب فہرست میں' احمد بن عبداللہ ابن یحییٰ بن خاقان کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ: اس کی مجلس میں حضرت امام ابو محمد حسن بن علی العسکری کا ذکر اور آپ کی صفات حمیدہ بیان ہو رہی تھیں' ہم کو اس کی خبر ابو جید نے ابن الولید سے نقل کرتے ہوئے دی اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر حمیری سے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس مجلس میں میرے علاوہ آل سعد بن مالک کے کچھ افراد نیز آل طلحہ اور چند تجار بھی موجود تھے اور مذکورہ واقعے کو نقل کیا ہے۔

احمد بن العباس بن محمد بن عبداللہ نجاشی اپنی کتاب الفہرست میں لکھتے ہیں کہ: احمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کا ذکر ہمارے مصنفین نے کیا ہے' نیز اس کی ایک کتاب بھی ہے کہ جس میں اس نے ہمارے آقا ابو محمد الحسن العسکری کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے' لیکن میں نے خود اس کتاب کو نہیں دیکھا۔

کلام مصنف : ابن خاقان کی کتاب سے مراد مذکورہ واقعہ ہے۔

محمد بن محمد بن نعمان' جو مفید کے لقب سے مشہور ہیں' اپنی کتاب الارشاد میں' فضل بن الحسن بن الفضل کہ جو طبرسی کے نام سے معروف ہیں اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں اور محمد المحسن ابن مرتضیٰ جو فیض کاشانی کے نام سے معروف ہیں اپنی کتاب وافی میں۔ یہ تینوں حضرات محمد بن یعقوب کلینی سے ان کی کتاب کافی سے اسی طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

محمد بن محمد بن نعمان' یعنی شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد میں رقمطراز ہیں کہ:

امام ابو محمد الحسن یکم ربیع الاول ۲۶۰ھ کو صاحب فراش ہوئے اور آٹھ روز گزرنے کے بعد جمعے کے دن وفات پا گئے۔ آپؑ اپنے والد کے حرم مطہر میں جو آپؑ کے فرزند' یعنی حق و انصاف کی بالادستی کا منتظر' منتظر مہدی کی سرداب کی پشت پر تھا' سپرد خاک ہوئے۔ آپؑ کے اس فرزند کی ولادت کو سلطان وقت کے اندیشے کی بنا پر صیغہ راز میں رکھا گیا اور تمام امور کو چھپایا گیا' کیونکہ سلطان وقت کے علم میں یہ بات آچکی تھی کہ حضرت حسن عسکریؑ کا فرزند ہی مہدی منتظر ہے' اور یہ بات شیعوں کے عقائد میں سے ہے۔ نیز آپؑ کے ظہور کا انتظار بھی عقائد میں شامل ہے۔ اسی وجہ سے وہ نہایت شد و مد کے ساتھ آپؑ کی تلاش میں مصروف تھا لیکن آپؑ کی زندگی میں آپؑ (حسن عسکریؑ) کا کوئی فرزند سامنے آیا نہ ہی آپؑ کی شہادت کے بعد لوگوں کو آپؑ کے بیٹے کی کوئی اطلاع ملی۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے بھائی جعفر بن علی نے آپؑ کے ترکے پر قبضہ جما لیا کنیزوں کو قید کرنے کی کوشش کی اور ازواج کو محبوس کرنا چاہا۔ نیز آپؑ کے اصحاب کو آپؑ کے فرزند کا انتظار کرنے' ان کے وجود پر ایمان رکھنے اور ان کی امامت پر قائم رہنے کے سبب طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا یہاں تک کہ دھونس اور دھمکی کے ذریعے ڈرایا دھمکایا امام ابو محمد حسن عسکریؑ کے پسماندگان کو قید و بند میں ڈالنے' دھمکانے اور ذلیل و خوار کرنے جیسی حرکتوں کو انجام دیا۔ لیکن سلطان پھر بھی ان لوگوں پر قابو نہ پا سکا۔ جعفر نے امام ابو محمد کے ترکے کو ہتھیا لیا اور شیعوں کے درمیان اپنے آپ کو امام ابو محمدؑ کا قائم مقام تسلیم کروانے کی کوششوں میں لگ گیا لیکن کسی نے اس کی بات پر کان دھرا اور نہ ہی اس کی امامت پر ایمان لائے۔ جعفر نے جب یہ صورتحال دیکھی تو سلطان وقت کے پاس گیا اور اس سے

اپنے بھائی جیسے مرتبے کا برتاؤ کرنے کی درخواست کی اور اسی بابت ایک بھاری رقم بھی پیش کی اور وہ تمام کام انجام دیئے کہ جس سے بادشاہ کی قربت حاصل ہو لیکن یہ تمام ہتھکنڈے کچھ کام نہ آئے۔ (تمام ہوا کلام شیخ مفید)

حضرت مہدیؑ کا مقام غیبت

اس عنوان کے ذیل میں ہم وہی بات نقل کریں گے جو ہم امامیہ اثنا عشری کے نزدیک معتبر ہے۔ اسی کو ان جید ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے کہ جن کا قول اس میدان میں معتبر اور رائے مستند مانی جاتی ہے۔

اب رہی بات ان نظریات و عقائد کی کہ جن کو بعض عوام الناس نے اپنایا ہے اور خواص اہل سنت نے ان نظریات کو پورے کے پورے فرقہ اثنا عشری سے منسوب کیا ہے' تو اس سلسلے میں ایسی کوئی حدیث میری نظر سے گزری اور نہ ہی کسی مورخ کے قول کو میں نے پایا کہ جس کو مد نظر رکھتے ہوئے ان نظریات پر اعتقاد رکھا جائے۔

یہی بات ہمارے نزدیک صحیح ہے۔ جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ جب حضرت مہدیؑ اپنے والد کی وفات کے وقت کس جگہ موجود تھے؟ یا اپنے گھر کے کس گوشے میں پنہاں تھے' آیا چھت پر چڑھنے کے بعد آپؑ کی غیبت شروع ہوئی یا سرداب میں جانے کے بعد یا گھر کے دروازے سے خارج ہونے کے بعد آپؑ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ تو ہمارے خیال میں ان سوالوں کا حتمی اور یقینی جواب دینا اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔

ہاں یہ بات ضرور کہی جا سکتی ہے کہ باپ کی وفات کے وقت معمولاً بچے کو

اسکے قرب وجوار ہی میں ہونا چاہئے' اور کیونکر یہ بچہ اپنے باپ کے پاس نہ ہو؟ جبکہ یہ تو وہ بچہ ہے کہ جس پر سن رسیدہ اور ضعیف العمر افراد کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ پس ایک کم سن بچے کے لئے والدین کی آغوش سے بڑھ کر اور کونسی جگہ مناسب ہو سکتی ہے۔ یہی بات احمد بن عبید اللہ بن خاقان کی روایت سے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جس کے مطابق آپؑ اپنے گھر میں تھے اور پھر اس طرح پنہاں ہوئے کہ لوگوں کو آپؑ کے بارے میں کوئی خبر نہ تھی۔ سلطان اسکے درباریوں اور کارندوں نے اپنی تمام کوششیں کرلیں لیکن تھک ہار کر بیٹھ گئے اور آپؑ کو نہ پاسکے۔

یہ بات بھی قارئین کی نظر میں ہوگی کہ سلطان نے کچھ لوگوں کو بستر علالت پر امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں بھیجا اور یہ ظاہر کیا گویا وہ ان لوگوں کو آپؑ کی عیادت اور تیمارداری کی خاطر روانہ کر رہا ہے' کیونکہ اس موقع پر آپؑ کے پاس ایک خادم عقید اور حضرت مہدی کی والدہ صیقل کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا۔

سلطان نے اپنے ان دس موثق اور معتمدین خاص کو بظاہر روانہ تو اسی مقصد سے کیا لیکن در حقیقت وہ امام مہدی کے بارے میں کوئی سن گن لینا اور آپؑ کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ کیونکہ معمولاً کمسن بچے یا تو اپنے والدین کی آغوش میں رہتے ہیں یا اگر باپ بیمار ہو تو اس کے قرب جوار میں موجود ہوتے ہیں۔ خصوصاً باپ مریض ہو کر بستر مرگ سے جا لگے تو ان کا باپ ہی کے پاس ہونا یقینی امر ہے۔ لیکن خدا نے ہرگز اس بات کو نہ چاہا کہ وہ لوگ آپؑ کے بارے میں اطلاع حاصل کر سکیں' لہٰذا باری تعالیٰ نے آپؑ کے امور کو ان لوگوں کے لئے مخفی کر دیا۔

جی ہاں، وہ ذات جو موسیٰ بن عمران کو دریا کی شوریدہ اور طوفانی لہروں میں کہ جو آپؑ کے گہوارے کو ادھر سے ادھر پٹخ رہی تھیں، بچا سکتی ہے، یہاں تک کہ آپؑ فرعون کے گھر میں شیر خوارگی کے ایام گزاریں، وہی ذات اس قابل ہے کہ ہمارے مولا حضرت مہدیؑ کو خود ان کے اپنے گھر میں دشمنوں سے محفوظ رکھے۔

وہ ذات کہ جو آپؑ کے جد امجد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کے وقت غار میں اس طرح چھپائے کہ دشمنوں کو آپؑ کا نام و نشان تک نہ ملے، اور ختمی مرتبتؐ کو اپنی قدرت و قوت کے بل بوتے پر کفار مکہ سے نجات دلانے اس ذات کے لئے حضرت مہدیؑ کی حفاظت خود ان کے والدین کے گھر میں کرنا (جب آپ کا سن پانچ برس کا تھا) کون سی مشکل بات ہے۔

ہم ہرگز اس کا انکار نہیں کرتے کہ حضرت مہدیؑ کی حفاظت اور ان تمام خطرناک حالات کے باوجود آپؑ کا بچ جانا معمول کے خلاف اور حیرت انگیز امر ہے۔ بلکہ کہنا تو یہ چاہئے کہ ان ایام میں آپؑ کا محفوظ رہ جانا اسباب غیبی کے مرہون منت ہے۔ یا اگر اس امر کو خلاف معمول اور حیرت انگیز نہ کہا جائے تو یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ بذات خود نادر الوقوع اور عوام الناس کی نسبت ناممکن ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ ہمارے آقا و مولا حضرت مہدی علیہ السلام بظاہر یا تو اپنے گھر میں ہی پس پردہ غیبت میں چلے گئے یا گھر سے ان کی غیبت کا سلسلہ شروع ہوا۔ لیکن آپؑ کی غیبت کس طرح شروع ہوئی اور تفصیل کیا تھی؟ اس سوال کا جواب ہمارے پاس نہیں۔ ان ایام میں جو کچھ ماجرا گزرا، خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس سلسلے میں حرف آخر اور کلام قطعی یہی ہے۔

ایک بات اور جو کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ بعض جید علمائے اہل سنت بلکہ بعض شیعہ مولفین نے بھی اس موضوع کی چند جزئیات نقل کی ہیں، لیکن ہمیں ان کے منبع اور ماخذ کا علم نہیں۔ کتنا ہی اچھا ہوتا کہ وہ لوگ ماخذ و منبع کا بھی ذکر کر دیتے۔

سرداب اور آپ کی زیارت

کتاب صواعق سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ تمام شیعہ اثنا عشری یا ان میں سے کچھ افراد کے خیال میں مہدی منتظرؑ اپنے گھر کی سرداب میں غائب ہوئے اور اب شیعہ سرداب سے آپؑ کے خروج کا انتظار کرتے ہیں اور سرداب پر مجمع کی صورت میں جمع ہو کر آپؑ کے خروج کی دعا مانگتے ہیں۔

کاش صاحب صواعق اپنی اس بات کا منبع اور سند کا ذکر کرتے۔

ہمارے خیال میں مصنف (صواعق) حجاز سے باہر نکلے اور نہ ہی کبھی عراق آنے کا اتفاق ہوا اور نہ ہی سامراء گئے، ورنہ وہ یہ بات جان لیتے کہ اس امر کی کوئی حقیقت نہیں۔

بعض تصانیف کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ شیعہ اثنا عشری یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت مہدیؑ کی غیبت سرداب سے شروع ہوئی اور اسی بنا پر اس مقدس مقام کی زیارت کرتے ہیں۔

تو ہم اب اس زیارت کا سبب بیان کریں گے اور خداوند تعالیٰ سے لغزشوں سے دوری کی دعا مانگتے ہیں۔

سامراء میں ایک صحن ہے کہ جس میں امام ہادی اور امام عسکری علیہما

السلام کا حرم مطہر واقع ہے۔ دوسرا صحن وہ ہے کہ جو آپؑ دونوں کی مرقد منورہ کی پشت پر ہے۔ اور تیسرے صحن میں سرداب واقع ہے۔ نیز آپؑ کا گھر بھی اسی صحن میں تھا۔ تاریخ اور علمائے کرام نے صراحت سے اس کا ذکر کیا ہے جن میں عظیم محدث علامہ نوری مرحوم بھی شامل ہیں۔

دوسری طرف امام مہدیؑ سے کوئی خاص مقام منسوب ہے اور نہ کوئی حرم مطہر تاکہ آپؑ کی زیارت کی جائے' لہٰذا آپؑ (مہدیؑ) کی زیارت کے لئے مناسب ترین مقام یہی سرداب ہے۔ علاوہ ازیں خود اس سرداب اور آپؑ کے گھر کی زیارت کرنا بھی نیک اور پسندیدہ عمل ہے۔ کیونکہ جب دوست اور چاہنے والے اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے جائیں' تو ان کے چاہنے والے ان گھروں ہی میں آمد و رفت کے ذریعے رسم دوستی و محبت نبھاتے ہیں۔

جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذالجدار و ذالجدار

میں لیلی کے قریے اور محلے سے گزرتا ہوں تو دائیں بائیں تمام دیواروں کو چومتا جاتا ہوں۔

وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

اس محلے اور قریئے کی محبت نے میرے دل کو دیوانہ نہیں کیا' بلکہ جو اس قریے میں رہتا ہے اس کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے۔

جی ہاں! یہی وہ سبب ہے' اگرچہ بہت سے افراد اس بات سے لاعلم ہیں۔

یہ ایک سنت حسنہ اور رسم محبت نبھانے کا ایک طریقہ ہے جس کو شیعوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے' اور کتنا پسندیدہ اور نیک عمل ہے۔

اگرچہ مروجہ کتب سے اس سلسلے میں کوئی نص یا مستند روایت میری نظر سے نہیں گزری کہ جو آپؑ کی زیارت کو بطور خاص سرداب ہی میں لازم قرار دے' اور یہ بات ہر محقق کے لئے واضح اور روشن ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ امام مہدی زندہ اور مرزوق ہیں' کلام کو سنتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں اور آپؑ ہی وہ امام ہیں کہ جس کی اطاعت کے سائے میں ہم خداوند تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہی ہم پر رب العزت کے فیوضات کا وسیلہ ہیں۔ اور آپؑ کی جانب توجہ کرنا' آپؑ سے کلام کرنا' اور درد دل بیان کرنا' نیز صدائے استغاثہ بلند کرنا' ہر مقام' ہر زمانے اور ہر زبان میں صحیح اور مستحسن عمل ہے۔ سرداب مطہرہ کی بذات خود خصوصیت اور اس سرداب میں ماثورہ ادعیہ و زیارات کا تلاوت کرنا اگرچہ افضل ضرور ہے' لیکن اس خصوصیت کے علاوہ کہ جو ہم نے چند سطور قبل بیان کی' کوئی اور خصوصیت نہیں۔

وہ مکانات اور حجرات کہ جن میں دسیوں برس خداوند تعالیٰ کی عبادت اور اس کا نام لیا جاتا رہا ہو' رات دن نمازیں ادا کی جاتی ہوں' قرائت قرآن کی صدائیں گونجی ہوں یقیناً یہ مکانات اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے' ان کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور جب بھی کوئی عقیدتمند ان مکانات کی زیارت کرے تو ان پاک باز اور نیک طینت طیب و طاہر لوگوں کو بھی یاد رکھے جو ان مکانوں کے مکین تھے۔

ایک اور چیز جو ہمیں اس سرداب مقدس کی زیارت پر ابھارتی اور اشتیاق

ولاتی ہے وہ اس مقام کے مالک کا زندہ ہونا اور دشمنوں کے خوف سے اس جگہ رہائش اختیار نہ کرنا' خصوصاً ہمارا آپ کی ذات کا محتاج ہونے کے باوجود آپ کی فیوضات حضور سے بے بہرہ اور محروم رہنا ہے۔

اس طرح کے مقامات کی' ان احساسات اور جذبات کے ساتھ زیارت کرنا یقیناً زائر کے قلب میں ایک تحول (اگر وہ آپ کے چاہنے والوں میں سے ہے) اور رقت پیدا کرے گی۔ یہاں تک کہ زائر کے آنسوں رواں ہو جائیں گے اور بے اختیار صدائے استغاثہ بلند کرتے ہوئے خداوند تعالیٰ سے آپ کے ظہور کی تعجیل چاہے گا۔

جی ہاں! روحی تعلق اور محبت کے رشتے انسان کے اوپر اپنے ان مٹ اور گہرے نقوش چھوڑتے ہیں۔

وجوہات اور فلسفۂ غیبت

اس موضوع کے بارے میں بحث نہایت طویل ہے اور مروی روایات کثیر۔۔۔ لیکن ہمارے لئے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ آیا کوئی غیبت کا فلسفہ اور وجوہات پوچھنے کا حق رکھتا ہے؟ یا یہ کہہ سکتا ہو کہ جب مجھے غیبت کا سبب ہی نہیں معلوم تو میں اس مہدی پر کہ جسکی تم لوگ بات کر رہے ہو کیونکر ایمان لاؤں؟ نیز کسی کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ اگر یہ شخص تم لوگوں کے خیال کے مطابق امام ہوتا' تو لوگوں کے درمیان ظاہر و آشکارا ہوتا' اور گردش لیل و نہار کے درمیان بازاروں میں چلتا پھرتا؟! انہی سوالات کا جواب دینے کے لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

گزشتہ صفحات پر مذکور اور آیندہ صفحات پر عنقریب ذکر ہونے والی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ حضرت مہدیؑ ' ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکریؑ ہیں کہ جنہوں نے نیمہ شعبان ۲۵۶ھ کو اس دنیا میں قدم رکھا۔ اس بات کی تصریح علمائے اعلام کی ایک بڑی تعداد نے کی ہے کہ جن کے اسماء گزشتہ صفحات میں ذکر ہوئے ہیں۔

نیز اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ خداوند تعالیٰ حکیم ہے' کسی شے کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی کسی چیز سے روکتا ہے' نہ ہی کوئی ایسا کام انجام دیتا ہے جو ازروئے مصلحت نہ ہو' یہ بات تو مسلم اور ثابت شدہ ہے۔

مزید برآں ' یہ بھی واضح ہے کہ یہ مصلحت اور اس کا فائدہ مکلفین (بندگان) ہی کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات اقدس کسی بھی شئے کی محتاج نہیں اور وہ غنی مطلق ہے۔ پس اسکے تمام کے تمام افعال بجائے خود از روئے مصلحت صادر ہوتے ہیں' خواہ ہم ان مصلحتوں کو سمجھ پائیں یا نہ سمجھ پائیں۔ ان تمام پہلوؤں کو درک کریں یا نہ کر سکیں۔

یہ امر اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ اس عالم مادہ میں حوادث اختیاری اور غیر اختیاری' دونوں رونما ہوتے ہیں' جو بہر حال خداوند تعالیٰ کی تدبیر اور ارادے سے انجام پاتے ہیں اور انہی اہم اُمور اور حوادث میں سے ایک ' آپؑ کی غیبت ہے۔ بنا برایں اس امر (غیبت) کا سرچشمہ بھی باری تعالیٰ کی مصلحت و حکمت ہی کو ہونا چاہئے۔ خواہ حکمت کی وہ جہت اور پہلو ہمارے لئے قابل درک ہو یا نہ ہو۔ اس غیبت کے سبب کا ہماری فہم احاطہ کر سکے یا نہ کر سکے۔

اب اگر ہم مندرجہ بالا امور کے قائل نہ ہوں اور ان کو تسلیم نہ کریں تو

اسکے نتیجے میں مجبوراً ہمیں درج ذیل چند مسلم الثبوت امور کا ' کہ جن کا انکار ناممکن ہے ' انکار کرنا پڑے گا۔

☆ مہدی منتظرؑ ' بلا فصل ' محمد بن الحسن العسکریؑ ہیں۔

☆ آپؑ لوگوں کی نظر سے پنہاں ہیں ' جسکی جزئیات کا بعد میں ذکر ہو گا۔

☆ آپؑ کی غیبت خداوند تعالیٰ کے ارادے اور تقدیر سے منسلک ہے۔

اگر محترم قارئین مذکورہ بالا تین نکات کی طرف توجہ کریں تو یہ پائیں گے کہ ان نکات کا انکار یا تو عقلاً ناممکن و محال ہے یا نقلاً۔ اور ان امور کو قبول کرنے کا لازمی مفہوم یہ نکلتا ہے کہ غیبت مصلحت خداوندی کے مطابق ہے وگرنہ مذکورہ بالا تین نکات کا انکار کرنا پڑے گا جو صحیح نہیں۔

شیخ صدوق "علل الشرائع" میں عبداللہ بن الفضل الہاشمی سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے کہا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ : اس امر کے حامل کو ضرور ایک غیبت درپیش ہو گی جس میں باطل کا پیروکار ہر شخص ' شک و شبہ میں مبتلا ہو جائے گا ' میں نے پوچھا آپؑ کے قربان جاؤں ' ایسا کیوں کر ہو گا؟ فرمایا: اس کا سبب ایک ایسا امر ہے جسکو تمہارے سامنے فاش کرنے کی ہمیں اجازت نہیں۔ میں نے پھر پوچھا: غیبت میں کونسی حکمت پوشیدہ ہے؟ فرمایا : وہی کہ جو مہدیؑ سے قبل غیبت میں چلی جانے والی خدا کی دیگر حجتوں کو تھی۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ حضرت خضر کے ہاتھوں کمسن بچے کا قتل ' غرباء کی کشتی میں سوراخ کرنے اور گری ہوئی دیوار کو از سر نو تعمیر کرنے کی مصلحت اور حکمت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس وقت آشکارا ہوئی کہ جب آپؑ حضرت خضر سے جدا ہونا چاہتے تھے ' اسی طرح غیبت کی

مصلحت و حکمت بھی ظہور کے بعد ہی کھل کر سامنے آئے گی۔ اے ابن الفضل! یہ امر' امر خداوندی سے ہے' اور اسکے اسرار میں سے ایک سر ہے' اور غیب میں سے ایک غیب۔ جب ہم یہ مانتے ہیں کہ خدا حکیم ہے تو اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے تمام افعال سراسر حکمت سے بھرپور ہیں' اگرچہ ان کی وجوہات ہمارے لئے پوشیدہ رہیں۔

یہی بات اس سلسلے میں کلام آخر اور قول حق ہے کہ جس پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا چاہئے۔

ہاں یہ بات اور ہے کہ بعض اوقات انسان اپنے اطمینان نفس اور ایمان کے استحکام کی خاطر خداوند تعالی کے بعض افعال کی وجوہات اور کچھ حوادث زمانہ کا سبب جاننا چاہتا ہے۔

لیکن اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ اس کے ایمان اور اعتقاد کا دارومدار اس کے علم کی رسائی تک ہے۔ یعنی اگر اس نے حوادث کے فلسفے کو سمجھ لیا تو تصدیق کرے گا ورنہ تکذیب کرے گا۔

غیبت کا فلسفہ اور اسکی وجوہات پر بحث سے قبل بہتر ہو گا کہ بطور تمہید مختصرا چند امور کو واضح کر دیں۔ لیکن اگر کوئی تفصیلا جاننا چاہے تو اس موضوع سے مربوط کتب کی طرف رجوع کرے۔

وہ مختصر نکات یہ ہیں:

☆ ہر دعوت کنندہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ دعوت پیش کرنے کے لئے' اسباب ظاہری اور معمول کے مطابق عوامل سے مدد لے۔ یہ بات ہرگز صحیح نہیں کہ وہ غیبی اور ماورائے طبیعت اسباب کو بروئے کار لائے۔ کیونکہ اس صورت

میں ثواب اکارت اور عقاب لغو ہو جائیگا۔ نیز بعثت انبیاء اور رسل بھی ایک بے معنی بات بن کر رہ جائے گی۔ــ۱

☆ اس قانون میں رسولؐ اور وصی رسولؐ دونوں مشترک ہیں۔ کیونکہ یہ مبلغ کی شرائط میں سے ہے، خواہ مبلغ رسولؐ ہو یا امامؑ (وصی رسولؐ)

فرق صرف اتنا ہے کہ کہ رسولؐ بنیادگزار بانی اور تاسیس کنندہ ہے اور اسی پہلو کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے رسولؐ پر واجب ہے کہ دعوت اور تبلیغ کی ابتداء ظاہری اور غیرماورائی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے انجام دے۔ اسکے بر خلاف امامؑ پر یہ واجب نہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں پر رسولؐ کی دعوت کے نتیجے حجت تمام ہو چکی ہے، لہٰذا اب لوگوں پر واجب ہے کہ دینی مسائل کی جستجو کریں اور مسائل دریافت کریں۔ لیکن امامؑ پر لازم نہیں کہ وہ لوگوں کو دعوت دے اور طلب کرے۔

جس طرح لوگوں پر واجب تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ــ۱ اس مقام پر یہ امر واضح رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزات دکھلانا ہرگز اس نکتے کے تحت نہیں بلکہ اس سے خارج ہے۔

معجزے دکھلانا اپنی صداقت کی دلیل تھی۔ لیکن آپؐ نے کبھی غیر طبیعی اور ماورائی طریقے سے کسی کو مسلمان نہ کیا۔ مثلاً آپؐ اسی انگشت مبارک سے کہ جس سے آپؐ نے شق القمر کیا، اشارہ کرتے اور لوگ مسلمان ہو جاتے، ہرگز نہیں۔ آپؐ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

نیز مختلف غزوات کے موقع پر نزول ملائکہ بھی اس سے خارج ہے، کیونکہ مثلاً جنگ بدر پس از اتمام حجت اور معجزات کے مشاہدے کے بعد لڑی گئی۔

دشمنوں کو دور رکھیں اسی طرح امامؑ کی نسبت بھی لوگوں پر واجب ہے کہ آپؑ کو دشمنوں سے کوئی گزند نہ پہنچنے دیں۔ اور امام کی بھرپور حفاظت کے ساتھ ساتھ' اپنے اتصال کو بھی برقرار رکھیں' نیز دینی مسائل اور احکام بھی سیکھیں۔ لیکن جب مسلمانوں نے اپنی یہ شرعی ذمہ داری ادا نہ کی اور امامؑ کو بے یار ومددگار اس طرح دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ دیا کہ امامؑ کو اپنے قتل کا اندیشہ اور دشمن کا خوف لاحق ہوا تو پھر امامؑ کے لئے قرار پایا کہ وہ گوشہ نشینی اور سکوت کی راہ پر چلتے ہوئے اپنی اس دعوت اور تبلیغ سے دست بردار ہو جائیں۔ لیکن قابل توجہ امر یہ ہے کہ اس صورت میں تمام تر ذمہ داری اور گناہ امت کی گردن پر ہے' امامؑ کے کاندھوں پر نہیں۔ اور اسی بات کی جانب عظیم الشان محقق خواجہ نصیر الدین طوسی (طاب ثراہ) نے اپنی کتاب "تجرید الاعتقاد" میں اشارہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

> "وجود امامؑ لطف و کرم خداوندی ہے' اور امامؑ کا معاشرے کی باگ ڈور سنبھالنا اس سے بہتر لطف و کرم ہے' اور اگر اس زمانے میں امامؑ بہ نفس نفیس زمام امور کو ہاتھ میں نہیں لیتے تو اس کا باعث ہم لوگ خود ہیں۔"

اس بات کے روشن ہو جانے کے بعد ہم اصلی موضوع کی طرف آتے ہیں یعنی فلسفہ غیبت۔ اسکے بارے میں درج ذیل باتیں کہی جا سکتی ہیں۔

(۱) شیعوں' بلکہ غیر شیعوں کی سرزنش اور تنبیہ

وہ امت کہ جس میں رسول یا امام موجود ہو اور امت ان کے حق ادا نہ

کرے۔ احکامات کی تعمیل نہ کرتے ہوئے رسول یا امام کے امر و نہی کو نادیدہ گردانے' یہاں تک کہ رسول یا امام کی پکار صدا بصحرا ثابت ہو۔ اور اسی پر اکتفا نہ کرے بلکہ طغیانی کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے ہر قسم کی اذیت و آزار کو روا رکھے تو اس صورت میں امام یا رسول کے لئے جائز ہے کہ وہ گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرتے ہوئے امت کو چھوڑ دے۔ تاکہ امت کی سرزنش ہو اور وہ اپنے کئے کی سزا بھگت سکے۔ اور شاید دوبارہ رسول یا امام کی طرف لوٹ آئے' اپنے رشد فکری کے راستے کو طے کرے' امام کی اطاعت اور فرمانبرداری کو نصب العین قرار دے' اور امام یا رسول سے دور رہنے کے نتیجے میں آپ کے وجود کی نعمت کا اندازہ کر سکے۔

جب گوشہ نشینی اور دعوت کا ترک کرنا' امت کی سرزنش اور تنبیہ کی خاطر ٹھہرا تو یقیناً امت کی مصلحت اور بھلائی اسی میں ہے خواہ امت اس نکتہ کو درک کر سکے یا نہ کر سکے۔

اس گوشہ نشینی اور دعوت ترک کرنے کی کوئی حد ہے اور نہ کوئی معین وقت۔

نیز اس حد کے تعین کے سلسلے میں کوئی بھی مدت حتمی طور پر معین نہیں کی جا سکتی۔ اس گوشہ نشینی اور ترک دعوت کی حد تو یہی ہے کہ امت اپنی گمراہی سے رشد و ہدایت کی جانب اور خواب غفلت سے بیداری کی جانب لوٹ آئے۔ نیز ان نتائج اور فوائد کی جانب بھی توجہ کرے کہ جو امام یا رسول کے امت کے درمیان ہونے کی صورت میں حاصل ہوتے۔

تاریخ کے اوراق اہل بیت وحی و رسالت اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم پر ظلم، ستم اذیت و آزار، ان کے اس حق کو کہ جس کو باری تعالیٰ نے اجر رسالت قرار دیا نہ لوٹانے اور دوسرے شدید مظالم کے ذکر سے سیاہ ہیں۔ امت کو آپ کے حق کی خاطر قیام نہ کرنا تھا اور نہ اس نے کیا، لیکن اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ زندگی کو ان لوگوں پر سخت تنگ کرنے، فضیلت و منزلت کو گھٹانے، انکی اولاد اور خود ان کو قتل، قید و بند، پھانسی دینے، دربدر و بے آسرا اور جلاوطن کرنے جیسی تکالیف پہنچانے سے بھی گریز نہ کیا۔

بلاشک حضرت مہدیؑ ان تمام باتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ نیز یہ بھی جانتے ہیں کہ امت کی یہ بے وفائی، قدر ناشناسی، اور نالائقی آپؑ کے ساتھ بھی اسی طرح بلکہ اس سے شدید تیکھے اور خطرناک انداز میں برقرار رہے گی۔ جس کی وجہ امت کو آپؑ کی خصوصیات کا علم ہو جاتا ہے۔ امت یہ بات بھی جانتی ہے کہ آپ جہاد بالسیف سے اپنی دعوت کا آغاز کریں گے۔ کیونکہ آپؑ یہ بات جانتے تھے کہ یہ امت میرے ساتھ وہی سلوک کرے گی کہ جو میرے آباؤ اجداد، عم زادوں اور اقرباء کے ساتھ کیا ہے لہٰذا آپؑ گوشہ نشینی اور مخفی زندگی میں چلے گئے۔ اور امت کو اسکے حال پر چھوڑ دیا۔ اس غیبت سے آپؑ کی غرض امت کے سرزنش، تنبیہ، اپنے رشد کی جانب لوٹنا، امام کے ضروری اور لازمی حق کا ادا کرنا ہے اور امامؑ کے وجود سے حاصل شدہ فوائد کا شعور حاصل کرنا ہے۔

علل الشرائع میں عطار اپنے والد سے اور وہ اشعری سے اور وہ احمد بن الحسین سے اور وہ عمر بن محمد بن عبداللہ سے اور وہ مروان الانباری سے روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر علیہ السلام سے یہ بات نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رب العزت جب کسی قوم کی موجودگی کو ہمارے اطراف پسند نہیں کرتا تو ہمیں اس

قوم کے درمیان سے اٹھالیتا ہے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

(۲) آپ کا اپنی دعوت کے سلسلے میں بیرونی دباؤ کے تحت نہ رہنا، اور تمام امور کو براہ راست ہاتھ میں رکھنا

جو شخص بھی کسی اصلاحی تحریک کا علمبردار ہوتا ہے خواہ تحریک دنیوی ہو یا دینی اس کو لامحالہ مددگاروں کی ضرورت پڑتی ہے، بعض صاحب اقتدار اور بارسوخ شخصیات کے ساتھ معاہدے کرنے پڑتے ہیں تاکہ وہ اس شخص کی بوقت ضرورت مدد کرسکیں یا کم از کم اسکی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ ان معاہدوں کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تحریک کا قائد ان افراد کے ساتھ رواداری کا سلوک کرتا ہے اور ان کے سامنے اپنی اصلاحی تحریک کا منشور پیش نہیں کرسکتا، تاکہ اس معاہدے کی پابندی ہوسکے۔ یہاں تک کہ تحریک کامیاب ہوتی ہے اور زمام امور اس قائد کے ہاتھ میں آجاتی ہے اور معاہدے کے مدت ختم ہوجاتی ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر تحریک کا قائد ان مقتدر اور بارسوخ افراد کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے کہ جو قوم کے دوسرے افراد کے ساتھ کیا جارہا ہے۔

اس پورے عمل کا لازمہ یہ ہے کہ معاہدے کے سبب بعض احکام کو ان مقتدر افراد کی نسبت رواداری اور نرمی سے جاری کیا جائے اور ان کے ساتھ اپنی حفاظت اور خوف کی خاطر قرار واقعی سلوک نہ کیا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد رب العزت ہے کہ:

"الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیاء ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم"

"مگر (ہاں) جن مشرکوں سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا پھر ان لوگوں نے کبھی کچھ تم سے (وفائے عہد میں) کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد کی تو ان کے عہد و پیمان کو جتنی مدت کے واسطے مقرر کیا ہے' پورا کرو" (سورہ توبہ - آیت ۴)

لیکن حضرت مہدی جب ظہور کریں گے تو آپ اپنی دعوت اور تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے معمول کے مطابق ظاہری وسائل کو بروئے کار لائینگے' اسکے علاوہ انکے تمام فیصلے حقیقت حال کے مطابق ہونگے' یہی انکی ذمہ داری بھی ہے۔ نیز کسی کا بھی خوف آپ کو لاحق نہ ہو گا۔ متعدد روایات ہیں جو انہی مضامین کو بیان کرتی ہیں۔ آپ کا دور حق کی مکمل بالا دستی کا دور ہو گا' جو تقیہ سے متضاد ہے۔ جس کا لازمہ یہ ہے کہ آپ کی گردن میں کسی کی بھی بیعت کا طوق نہ ہو۔

کیونکہ بیعت ہونے کی صورت میں مجبوراً آپ کو اس شخص سے معاہدہ کرنا پڑے گا جو تقیہ اختیار کرنے کا باعث ہے۔ اور ان تمام باتوں سے چھٹکارا اسی وقت مل سکتا ہے کہ جب آپ کے اعوان و انصار اور دیگر مدد کے اسباب وافر مقدار میں موجود ہوں۔

کتاب کمال الدین اور ابو ولید دونوں نے سعد سے اور انہوں نے یقطینی اور ابن ابی الخطاب سے اور ان دونوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ہشام بن سالم سے اور انہوں نے ابو عبداللہ سے روایت کی ہے کہ: قائم اس شان سے قیام کرے گا کہ اس کی گردن میں کسی کی بھی بیعت کا

طوق نہ ہو گا۔

کتاب کمال الدین ہی میں طالقانی سے اور وہ ابن عقدۃ سے اور وہ علی بن الحسن بن فضال سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ جناب ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضاؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: گویا کہ میں شیعوں کے ہمراہ ہوں' جب کہ انہوں نے میری چوتھی نسل سے میرے فرزند کو کھو دیا ہے' پس وہ لوگ اپنے لئے جائے سکون تلاش کریں گے' لیکن پا نہ سکیں گے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: ایسا کیوں ہو گا یا ابن رسول اللہؐ! فرمایا: کیونکہ ان کا امام ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ میں نے پوچھا۔ کیوں؟ فرمایا: تاکہ جب وہ شمشیر کے ساتھ قیام کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بھی بیعت کا طوق نہ ہو۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

(۳) نفوسِ انسانی کی تہذیب و تکمیل

یہ امر کسی بھی ذی شعور کے لئے مخفی نہیں' نیز بجائے خود طے شدہ امر ہے کہ لوگوں میں شرعی تکالیف سے عہدہ برآ ہونے' دینی مسائل کو سیکھنے اور علوم حاصل کرنے کی صلاحیت اور استعداد مختلف ہے۔ اسی بنا پر ایمان کے درجات' انبیاء اور اوصیاء کی جانب سے دی گئی تعلیمات اور احکام اور مختلف شرائع آسمانی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ جی ہاں! ارشاد رب العزت ہے:

"لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۸۶)

"خدا کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف (شرعی) نہیں دیتا۔"

اگر لوگ اپنی طاقت سے زیادہ شرعی ذمہ داریوں کے بوجھ تلے دبا دیئے

جائیں اور استعداد سے زیادہ ریاضتوں میں مشغول ہو جائیں تو اس صورت میں مطلوبہ ہدف حاصل نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ طاقت اور برداشت سے باہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کی تعمیل ناممکن اور عائد کردہ ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا محال ہے جو لامحالہ ترک اطاعت خداوندی' اور ارتداد' یا جہالت کی زیادتی کا باعث بنے گا۔

"ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به" (سورہ بقرہ۔ آیت ۲۸۶)

"اے ہمارے پالنے والے! اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہمیں طاقت نہ ہو ہم سے نہ اٹھوا۔"

اور اسی طرح معصوم کا فرمان ہے کہ: "لو علم ابوذر ما فی سلمان لکفر او لقتله"

جناب کلینیؒ نے کافی میں حضرت ابو عبداللہ الصادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کتاب علی علیہ السلام میں موجود ہے کہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی: اے میرے پالنے والے! مجھ سے حق کو اس طرح ادا کروا جس طرح کہ تو جانتا ہے' (اور تیرے علم میں ہے) تاکہ میں اس کے تحت مقدمات کے فیصلے کر سکوں' خداوند تعالی نے فرمایا: یقیناً تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت داؤد نے بے پناہ اصرار کیا یہاں تک کہ باری تعالی نے دعا کو قبول کر لیا' اس کے بعد حضرت داؤد کے پاس ایک شخص کسی دوسرے شخص کی شکایت لے کر حاضر ہوا' اور کہا کہ اس نے مجھ سے میرا مال چھین لیا ہے۔ ادھر پروردگار عالم نے آپ پر وحی نازل کی کہ اس مدعی نے مدعا علیہ کے باپ کو قتل کر کے اس کا مال چھین لیا تھا' لہٰذا تم اس مدعی کو

قتل کر دو اور اس کا مال چھین کر مدعا علیہ کے حوالے کردو۔ حضرت داؤد نے ایسا ہی کیا۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد نے یہ کام کیا تو لوگ حیرت زدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ: ہائیں یہ کیسا عجیب فیصلہ ہے۔ اور باتیں بنانی شروع کر دیں۔ جب یہ باتیں حضرت داؤد تک پہنچیں تو آپ کو ناگوار گزرا اور آپؑ نے خدا سے دعا کی کہ خداوندا! اس چیز کو مجھ سے چھین لے۔ خدا نے آپ کی دعا قبول کی اور پھر حضرت داؤد کو وحی فرمائی کہ لوگوں کے درمیان گواہوں کے ذریعے فیصلے کیا کرو اور اس میں میرا نام بھی شامل کرو تاکہ لوگ میرے نام کی قسم کھایا کریں۔ ہمارے مولا حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ:

"اگر لوگ یہ جان لیں کہ خداوند تعالیٰ نے اس مخلوق کو کیسے خلق کیا تو کوئی کسی کو ملامت نہ کرے گا۔"

اسی طرح ہمارے مولا ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام سے نقل ہے:

"کہ تمام مومنین (اپنی اپنی) منازل پر ہیں۔ ان میں کچھ پہلی منزل پر، کچھ دوسری منزل پر، کچھ چوتھی منزل پر کچھ پانچویں، کچھ چھٹی اور کچھ ساتویں منزل پر ہیں۔ پس اگر پہلی منزل کے حامل مومن کو دوسری منزل دے دی جائے تو تاب نہ لا سکے گا، اور دوسری منزل کے حامل کو تین منازل دے دی جائیں تو اسکی طاقت جواب دے جائے گی۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اور اس بات کی جانب وہ شعر جو امام زین العابدین علیہ السلام سے منسوب

ہیں' اشارہ کرتے ہیں۔

• "انی لاکتم من علمی جواھرہ
کیلا یری الحق ذوجھل فیفتننا"

میں اپنے علم کے جواہر کو محفوظ رکھتا ہوں' تاکہ جہالت کا مارا کوئی شخص حق کو دیکھ کر ہمارے لئے فتنہ وفساد برپا نہ کرے۔

"وقد تقدم فی ھذا ابو حسن
الی الحسین و وصی قبلہ الحسنا"

اور اس کام کو مجھ سے پہلے ابوالحسن ؑ کر چکے ہیں اور امام حسین ؓ نے بھی یہی کیا اور امام حسین ؓ سے پہلے امام حسن ؓ نے بھی اس بات کی وصیت کی۔

"یارب جوھر علم لوابوح بہ
لقیل لی انت ممن یعبد الوثنا"

اے میرے پالنے والے! اگر میں اپنے علم کے جوہر کو آشکار کر دوں تو یقیناً مجھ سے یہی کہا جائے گا کہ تم بت پرستوں میں سے ہو۔

"ولاستحل رجال مسلمون دمی
یرون اقبح ما یاتونہ حسنا"

مسلمانوں کے بڑے بڑے کرتا دھرتا میرے خون کو مباح سمجھیں گے اور جو چیز اچھی ہے اس کو برا اور قبیح سمجھیں گے۔

اسکے علاوہ اور بہت سے شواہد ہیں کہ جو طاقت اور برداشت سے زیادہ علوم کو سیکھنے کے نقصانات بتاتے ہیں۔

روایات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب حضرت مہدیؑ قیام کریں گے تو اپنے علم کو بروئے کار لاتے ہوئے حکم کریں گے اور لوگوں کے درمیان حقیقی تعلیمات اسلامی اور دینی مسائل کو پھیلائیں گے۔ نیز تمام حقائق پر سے پردہ اٹھائیں گے' دین کی طراوت' شادابی اور حقیقت پر سے پردہ اٹھائیں گے۔ یعنی ان تمام بے بنیاد' من گھڑت اور لغو باتوں کو' جو دین سے چسپاں ہو گئی ہیں دین سے جدا کریں گے یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھیں گے گویا آپؑ ایک جدید دین اور نئی کتاب لے کر آئے ہیں۔

یقیناً ان اصلاحات اور حقائق کے نشر کے لئے' عقل انسانی کی موجودہ سطح سے کہیں بلند' اعلیٰ' ارفع اور اکمل عقول کی ضرورت ہے۔

بہت ممکن ہے کہ آپؑ کے ظہور میں تاخیر اور غیبت کے امتداد کا سبب مطلوبہ ترقی اور عقل انسانی کے کمال کا حصول ہے جو آج کے سائنسی علوم کی بدولت روز بہ روز ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔

رسالہ الہلال میں چند برس ہوئے ایک مقالہ تحریر تھا کہ جس میں معاد کو ثابت کیا گیا تھا اور عنوان تھا: آیا اس دنیا کے بعد بھی کوئی اور دنیا ہے؟

پھر اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر تھا کہ یقیناً ایک دن وہ بھی آئے گا کہ جب مادی علوم کی مانند ادبی' علمی معلومات بھی اپنے کمال کو پہنچ جائیں گی۔

(تمام ہوا کلام الہلال)

آج کے انسان کی جتنی توجہ اور انہماک مادی دنیا کی طرف ہے' یقیناً ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ اس مادی دنیا پر توجہ سے کہیں زیادہ ادبی' علمی اور اخلاقی اقدار پر اسکی توجہ ہو گی۔ اور کیوں نہ ہو' جب کہ انسان یہ بات درک کر چکا ہے

کہ اس مادی دنیا نے اس کے حقوق کو پامال ' عرصہ حیات کو تنگ ' جبرو استبداد کو حاکم اور اذیت و آزار کو بے پناہ زیادہ کر دیا ہے۔ اور عنقریب انسان یہ دیکھے گا کہ ظہور کے سبب ' زمین کس شان سے اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

(۴) لوگوں کا امتحان اور آزمائش:

خدا نے جب سے اپنے بندوں کی جانب ارسال رسل اور بعث انبیاء کو شروع کیا ' اسی وقت سے سنت ایسی ہی رہی ' یعنی وہ سنت کہ جس میں تبدیلی ہے اور نہ ہی تغیر کہ اپنے بندوں کا امتحان لے اور ان کو آزمائش میں ڈالے تاکہ بنا بر ارشاد رب العزت:

"لیہلک من ھلک عن بینۃ و یحی من حیی عن بینۃ" (سورہ الانفال - آیت ۴۲)

"تاکہ جو شخص ہلاک (گمراہ) ہو وہ (حق کی) حجت تمام ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ (ہدایت کی) حجت تمام ہونے کے بعد زندہ رہے۔"

نیز انسانوں کے درجات اور مراتب معین ہو سکیں ' بلکہ خود ان کی اپنی حیثیت اور حقیقت خود ان کے اپنے سامنے کھل جائے ' یقیناً انسان کبھی کبھی اپنے حال سے بھی غافل اور لاعلم ہوتا ہے۔

تمام آسمانی قوانین اور شرائع ' تعلیمات کی مانند ہیں ' نیز ایک ایسا لائحہ عمل ہیں کہ جس میں اخلاقی ' مادی ' دنیوی ' اخروی ' فردی اور معاشرتی پہلوؤں کو نظر میں رکھا گیا ہے۔ اور یہ دنیا ایک درسگاہ اور تعلیمی ادارے کی مانند ہے کہ جس

میں رسول اور نبی استاد و مبلغین کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ ابھی طے شدہ امر ہے کہ ہر درسگاہ اور تعلیمی ادارے کے امتحانات اسی درسگاہ کی مناسبت سے انجام پاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اس دنیا میں رونما ہونے والے واقعات اور حوادث ان دروس کے امتحانات ہیں جس کے ذریعے نفوس انسانی میں ان حوادث اور واقعات کی تاثیر کا پتہ چلتا ہے۔

"الم○ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لا یفتنون"

الم "کیا لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ صرف کہنے پر کہ "ہم ایمان لے آئے" چھوڑ دیئے جائیں گے' اور ان کا امتحان نہ لیا جائے گا۔ (سورہ عنکبوت۔ آیت ۲)

تمام کی تمام شریعت اسلامی' ہر لحاظ سے کامل ترین شریعت ہے۔ اس شریعت میں ایسی خوبیاں اور محاسن ہیں جو کسی دوسری شریعت میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔ لہذا اس امت کو بھی ہو بہو تمام حالات' امتحانات اور آزمائشات درپیش ہونگی کہ جو پچھلی امتوں کو درپیش تھیں اور اس پہلو سے امت اسلامی اور گزشتہ امتوں میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ امت اسلامیہ کو اس درسگاہ اور جامعہ میں کہ جس کا نام "دنیا" ہے انہی دروس اور آزمائشات کا سامنا ہے کہ جن سے گزشتہ امتیں گزریں۔

گزشتہ امتوں کو درپیش امتحانات میں سب سے اہم امتحان ان کے بعض انبیاء کی غیبت ہے۔ لہذا اس امت مرحومہ کو بھی ایسے ہی امتحان سے گزرنا چاہئے۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت سے دور رہ کر

شعب ابی طالب میں تین برس کا عرصہ گزارا۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت بھی اسی باب سے ہے۔ یہ غیبت اس وقت تک جاری رہے گی یہاں تک کہ گمراہی اور ہدایت کا فرق واضح ہو جائے اور مومن و منافق کی شناخت ہو جائے۔ آپؑ کی غیبت شیعوں، بلکہ شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی ایک کڑی آزمائش اور امتحان کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح بعض انبیاء کو بھی غیبت درپیش ہوئی اسی طرح امام مہدیؑ کو بھی غیبت درپیش ہے۔ رہی بات مدت کے طویل یا قلیل ہونے کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

کمال الدین و تمام النعمۃ میں محمد بن علی بن حاتم سے وہ احمد بن عیسیٰ الوشا البغدادی سے اور وہ احمد بن طاہر سے اور وہ محمد بن یحیٰی بن سہل سے اور وہ علی بن الحارث سے اور وہ سعد بن منصور الجواشنی سے اور وہ احمد بن علی البدیلی سے اور وہ اپنے والد سدیر صیرفی سے نقل کرتے ہیں کہ جناب سدیر نے کہا: میں مفضل بن عمر، ابو بصیر، اور ابان بن تغلب کے ہمراہ اپنے مولا ابو عبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ کو اس شان سے خاک پر بیٹھا پایا کہ اونٹ کے بالوں سے بنی ہوئی بلا گریبان کی عبا کو دوش پر ڈالے اس طرح گریہ و بکاء فرما رہے تھے گویا کوئی جگر سوختہ ماں اپنے جواں سال بیٹے کی موت پر ماتم کر رہی ہو۔ ایسا لگتا تھا کہ غم و اندوہ نے آپؑ کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ چہرہ مبارک کا رنگ متغیر تھا اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ فرما رہے تھے: سیدی! آپؑ کی جدائی نے میری راتیں بے خواب کر دیں، مجھے بستر استراحت پر بھی بے چین کر دیا، میرا سکون قلب چھین لیا، سیدی! آپؑ کی

غیبت میں میرے مصائب و آلام اب کبھی منت پذیر درماں نہ ہونگے۔ پے در پے جدائی نے سب کو ایک دوسرے سے بچھڑوا دیا۔ اب میری آنکھوں میں نہ آنسو ہیں (کہ رو سکوں) اور نہ ہی گزشتہ رنج والم کے سبب آہ سوزناک جو (سینے کا بوجھ ہلکا کر سکے)۔ ابھی گزشتہ مصائب و آلام سے آرام نہیں لینے پاتا کہ ان سے شدید تر دوسرے مصائب مجھ پر آپڑتے ہیں۔

سدیر کہتے ہیں کہ دیکھ کر ہم دنگ رہ گئے اور ہمارے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اس دردناک اور گھائل مناجات سے ہمارے دل بھر آئے۔ ہم سمجھے کہ کہیں سے آپؑ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے یا کسی دشمن نے آپؑ کو مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ لہٰذا ہم نے کہا کہ: اے خدا کی بہترین مخلوق کے فرزند! خدا نہ کرے کہ کبھی آپؑ کی آنکھیں اشکبار ہوں۔ کیسا غم ہے جس میں آپؑ کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے اور کس حزن و ملال کا زخم ہے جو مندمل نہیں ہوتا۔ (مولا) وہ کونسی بات ہے جس نے آپؑ کو اس ماتم و عزا میں بٹھا دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر امام صادقؑ نے ایک سرد آہ بھری جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپؑ کے غم و اندوہ تازہ ہوگئے اور آپؑ نے فرمایا: وائے ہو! آج صبح میں نے کتاب جفر پر نظر ڈالی۔۔۔ اور یہ کتاب جفر وہ کتاب ہے کہ جس میں روز قیامت تک کی اموات، بلاؤں اور آفات، ثواب و جزاء، گزشتہ اور قیامت تک ہونے والے واقعات کا علم موجود ہے۔ یہ وہ علم ہے جو باری تعالیٰ نے حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے ائمہ علیہم السلام سے مختص کردیا ہے۔۔ اور جب ہم اہل بیتؑ کے قائمؑ کی ولادت، انکی غیبت اور انکی طویل مدت اور طول عمر کو میں نے دیکھا تو یہ پایا کہ مومنین کو انکی غیر حاضری کے سبب

مشکلات و مصائب درپیش ہونگے، غیبت کے طویل ہونے کی بنا پر دلوں میں شکوک پیدا ہونگے اور ان میں سے اکثر لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں گے، اسلام سے وفاداری کا جو ہار خدا نے ان کی گردن میں حمائل کیا ہے اس کو اتار پھینکیں گے۔

جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا:

"وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ"

(سورہ بنی اسرائیل۔ آیت ۱۳)

"اور ہم نے ہر انسان کے طائر کو اسکے گلے کا ہار بنا دیا ہے۔"

اور اس آیت کی تلاوت کے بعد امامؑ نے فرمایا: یعنی ولایت اہل بیتؑ کو۔

اسی وجہ سے میرا دل غم و اندوہ سے بھر گیا اور مجھ پر شدید رقت طاری ہو گئی۔

ہم نے عرض کی: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہمیں بھی اپنے علم سے بعض چیزوں کو جاننے کا شرف بخشئے۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم اہل بیتؑ کے قائم کو وہی تین خصوصیات عطا کیں جو اپنے تین رسولوں کو عطا کیں۔

ان کی (قائم کی) ولادت، حضرت موسیٰؑ کی ولادت کی مانند، غیبت حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کی مانند اور آپؑ (مہدی) کے امر میں تاخیر اور تعطل حضرت نوحؑ کی مانند، اسکے علاوہ باری تعالیٰ نے اپنے عبد صالح یعنی خضرؑ کو طولانی عمر عطا کرتے ہوئے، آپؑ (قائم) کی عمر پر گواہ اور دلیل بنایا۔

میں نے عرض کی: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے ان

امور کے معانی کو ذرا واضح فرمایئے۔

امامؑ نے فرمایا: جہاں تک حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا مسئلہ ہے تو اسکی داستان یہ ہے کہ جب فرعون کو اس بات کا علم ہوا کہ اسکی مملکت اور سلطنت، اسکے زمانے ہی میں ختم ہو جائیگی تو اس نے تمام کاہنوں کو طلب کیا جس پر کاہنوں نے فرعون کو اس شخص کا نام و نسب بتایا، نیز اس بات کی بھی اطلاع دی کہ وہ شخص بنی اسرائیل سے ہوگا۔

فرعون کو اس کا پتہ چلنا تھا کہ اس نے اپنے کارندوں کو بنی اسرائیل کی حاملہ خواتین کے شکم چاک کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ اس نے اکیس سے انتیس ہزار معصوم بچوں کا خون کر دیا۔ لیکن پھر بھی حضرت موسیٰؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اور خدا نے آپؑ (موسیٰ) کی حفاظت کی۔

اسی طرح بنو عباس اور بنو امیہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کی امارت، مملکت اور جابر حکمران ہم اہل بیتؑ کے قائم کے ہاتھوں نیست نابود ہو جائیںگے تو انہوں نے ہماری دشمنی شروع کر دی، اپنی تلواروں کو سونت کر آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چن چن کر مارنے پر کمر باندھی اور رسول اللہؐ کی نسل کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کر ڈالی صرف اس امید پر کہ اس قتل و غارتگری کی لپیٹ میں قائم آل محمدؐ بھی صفحہ ہستی سے مٹ جائے، لیکن خدا نے ان ظالموں میں سے ایک پر بھی اپنا امر آشکار نہ ہونے دیا بجز اسکے کہ نور خدا جگمگا کر رہے، چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

اور جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کا سوال ہے۔ تو حقیقت امر یوں ہے کہ یہود و نصاریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ جناب عیسیٰ کو قتل کر دیا گیا لیکن

خداوند تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں ان کے اس قول کو غلط قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:

"وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم" (سورہ النساء - آیت ۱۵۷)

"نہ تو انہوں نے (یہودیوں نے) اسکو (جناب عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام) قتل کیا اور نہ ہی اسکو (جناب عیسیٰ) سولی پر چڑھایا' بلکہ ان کے لئے (کسی اور کو) شبیہ بنایا گیا تھا۔"

قائم کی غیبت بھی اسی طرح ہے کیونکہ امت اس غیبت کے طولانی ہونے کی بنا پر اسکا انکار کردے گی۔ بعض لوگ بغیر سوچ بوجھ کے یہ کہیں گے کہ قائم آل محمدؐ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا' کچھ یہ کہیں گے کہ پیدا تو ہوا تھا لیکن وفات پا گیا' بعض یہ کہہ کر کفر کر بیٹھیں گے کہ گیارہویں امام لاولد تھے۔ بعض لوگ اماموں کی تعداد بارہ سے بڑھا کر تیرہ یا اس سے بیشتر کردیں گے۔ اور بعض یہ کہہ کر معصیت الٰہی کے مرتکب ہونگے کہ قائم کی روح' کسی دوسرے کی ہیکل میں آکر کلام کرتی ہے۔

اور حضرت نوحؑ کے امر میں تعطل اور تاخیر کے معنی یہ ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم پر عذاب الٰہی نازل کروانا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل روح الامین کو سات مرتبہ بھیجا اور انہوں نے کہا کہ: اے نبی اللہ! خداوند تبارک وتعالیٰ آپؑ سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ آپؑ کی قوم' میری مخلوق اور میرے بندے ہیں۔ میں ان کو اپنی ایک بھی صاعقہ آسمانی کے ذریعے اس وقت تک عذاب میں مبتلا نہ کرونگا جب تک کہ دعوت دین عام اور حجت تمام نہ ہو

جائے۔ پس اپنی قوم کو دعوت حق دینے میں اپنی آخری کوشش بروئے کار لاؤ۔ میں یقیناً تمہیں اس کام کا ثواب دونگا۔ یہ ایک بیج لو اسکو بو دو' یقیناً اسکے خوب پروان چڑھنے اور پھلنے پھولنے میں تمہارے لئے مشکلات سے نجات اور گلو خلاصی ہے۔ اس بات کی بشارت ان تمام مومنین کو دو کہ جو تمہاری پیروی کرتے ہیں۔

پس جب درخت اگ آئے' خوب پھل پھول آ گئے' شاخیں اور تنے مضبوط ہو گئے اور درخت پکے ہوئے پھلوں سے لد گیا تو پھر حضرت نوحؑ نے خداوند تعالی سے وعدہ کو وفا کرنے کی دعا کی۔ دوبارہ باری تعالی نے آپؑ کو حکم دیا کہ اب تم اس درخت کے پھلوں سے حاصل شدہ بیجوں سے دوبارہ ایک درخت اگاؤ اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعوت حق دیتے رہو' نیز اپنی قوم پر اتمام حجت جاری رکھو۔ جب حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے ان افراد کو جو آپ پر ایمان لائے تھے خداوند تعالی کے اس جدید حکم کی اطلاع دی تو ان میں سے تین سو افراد مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر نوح اپنے وعدے میں سچے ہوتے تو پروردگار اپنا وعدہ پورا کرنے میں ہرگز تاخیر نہ کرتا۔

پھر اسکے بعد جب بھی بیج سے پودا پھوٹ نکلتا اور تنومند درخت میں تبدیل ہوتا' ہر مرتبہ باری تعالی یہی حکم دیتا کہ اب اس درخت سے حاصل شدہ بیجوں کو بو دو' یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سات مرتبہ درختوں کے بیجوں کو بویا اور ہر مرتبہ درخت کے پھلنے پھولنے کے بعد جب اس درخت کے ساتھ وہی حکم آتا' تو مومنین میں سے چند مرتد ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپؑ پر ایمان لانے والوں کی تعداد گھٹ کر اکہتر اور اناسی کے درمیان رہ گئی۔

اس منزل پر باری تعالی نے وحی کی کہ : اے نوح! اب تمہارے مصائب کی رات چھٹ چکی اور صبح امید طلوع ہو گئی۔ حق واضح ہو گیا' اور خبث باطن رکھنے والوں کے ارتداد کے سبب ایمان تمام غلاظتوں سے دور ہو گیا۔ اب اگر میں اس وقت تمام کفار کو ہلاک کر دیتا اور تم پر ایمان لانے والے افراد باقی رکھتا جو بعد میں مرتد ہو گئے تو یقیناً اس صورت میں میرا وہ سابقہ وعدہ وفا نہ ہوتا کہ جو میں نے خالص توحید پر کاربند رہنے اور تمہاری نبوت کی رسی کو تھامنے والے مومنین سے کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ان کو زمین میں خلیفہ بناؤنگا' ان کے دین کو مستحکم کرونگا اور خوف کے بجائے امن و سلامتی عطا کروں گا' تاکہ میری عبادت شک و شبہ سے پاک اور خالص قلوب کے ساتھ ہو' لیکن چونکہ مرتدین کے رگ و پے میں گمراہی اور نفاق سما چکا تھا' اس لئے میں پہلے ہی سے ان کے ضعف ایمان' خبث باطن اور پست فطرتی کو جانتا تھا لہٰذا اس صورت میں اگر مومنین کو خلیفہ قرار دیتے وقت' منافقین اپنے دشمنوں کی جانب سے میدان صاف پا کر اس مملکت پر قابض ہو جاتے تاکہ اس کی فضا میں سکون کا سانس لے سکیں۔ تو پھر وہ (منافقین) اپنے نفاق کی جڑوں کو گہرا کرتے' گمراہی کے ہتھکنڈوں کا جال پھیلاتے اور اپنے ہی برادران ایمانی سے دشمنی شروع کر دیتے' حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے پر جنگ کرتے اور امر و نہی جیسے امور کے بلا شرکت غیرے مالک بن جاتے' لہٰذا اس انتشار اور نفسا نفسی کے عالم میں کس طرح دین کی بنیاد مستحکم ہو سکتی تھی اور مومنین کو درپیش مشکلات اور مصائب میں کس طرح امن و سلامتی نصیب ہوتی۔ پس اب تم ہماری آنکھوں کے سامنے اور وحی کے ذریعے کشتی بناؤ۔

پھر امام صادقؑ نے فرمایا: اسی طرح قائم آل محمدؐ ہے۔ اس کی غیبت کے ایام نہایت طویل ہیں' یہاں تک کہ حق کھل کر سامنے آجائے' نیز اس کے وہ شیعہ جو خبث باطن رکھتے ہیں اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ آپؑ کے عہد میں جب آپؑ کی خلافت' دین کے استحکام اور امن و سلامتی کا دور دورہ ہو گا' نفاق کا بیج بوئیں گے آپؑ کی طویل غیبت کے سبب مرتد ہو جائیں' تاکہ ان کے ارتداد کے ذریعے ایمان سے تمام ملاوٹیں دور ہو جائیں۔

مفضل کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یابن رسول اللہؐ ناصبیوں کے خیال میں یہ آیت' حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آپؑ نے جواب دیا: خدا ان کے قلوب کو ہدایت نہ کرے' ان سب میں سے' حتیٰ حضرت علیؑ کے دور میں بھی دین کی وہ شکل کب سامنے آئی کہ جس سے خدا اور اس کا رسول راضی و خوشنود ہوں۔ کیونکہ ان کے دور میں' امر منتشر رہا' دلوں میں خوف اور سینوں میں شکوک جاگزیں تھے' اسکے علاوہ مسلمانوں میں ارتداد' فتنوں کے یکے بعد دیگرے سر اٹھانے اور پے در پے جنگوں کے پیش آنے جیسے مسائل موجود تھے۔ پھر امام صادق نے اس آیت کی تلاوت کی:

"حتی اذا استیئس الرسل و ظنوا انھم قد کذبوا جائھم نصرنا" (سورہ یوسف - آیت ۱۱۰)

"یہاں تک کہ جب ہمارے فرستادہ رسول' مایوسی کا شکار ہونے لگے اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے (تب) ہماری نصرت ان تک پہنچی۔

اور اب عبد صالح حضرت خضر کے بارے میں' تو اللہ تعالی نے آپ کو طویل عمر اس لئے نہیں دی کہ آپ ایک صاحب منزلت نبی ہیں' اور نہ ہی اس بناء پر کہ آپ پر کوئی کتاب نازل ہونا تھی' اور نہ ہی اس لئے کہ آپ کی شریعت کے ذریعے' گزشتہ انبیاء کی شریعت کو منسوخ کرنا مقصود تھا' اور نہ اس لئے کہ آپ (خضر) واجب الطاعت امام ہیں۔ اور نہ ہی کسی خصوصی اطاعت کا مالک بنانا مقصود تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ باری تعالی کیونکہ اپنے علم کے سبب یہ بات جانتا تھا کہ قائم آل محمدؐ کی عمر اس کی منشاء و مرضی کے مطابق نہایت طویل ہوگی۔ نیز یہ بات بھی علم پروردگار میں تھی کہ اس کے بندے' اتنی طویل عمر کے سبب قائم کا انکار کر بیٹھیں گے' لہذا عبد صالح کی عمر کو بغیر مذکورہ اسباب کے طولانی کر دیا تاکہ اس کے ذریعے قائم آل محمدؐ کی عمر پر استدلال کیا جائے اور بطور شہادت پیش کیا جاسکے۔ نیز دشمنوں کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا جاسکے تاکہ لوگوں کے پاس' خدا پر احتجاج و اعتراض کا کوئی راستہ باقی نہ رہے۔

روضۃ الواعظین میں جناب جابر جعفی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کی: آپؑ کے قائم کا فرج کب واقع ہوگا؟

فرمایا: ہرگز نہیں' ہرگز نہیں' اس وقت تک واقع نہ ہوگا جب تک کہ لوگوں کو آزمائش و امتحان کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے۔ یہاں تک کہ کھوٹے اور کھرے کی پہچان ہو جائے۔"

ایضا اسی کتاب میں سعد بن عبداللہ سے اور وہ حسین بن عیسیٰ علوی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے جد سے اور وہ علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

جب ساتویں امام کی پانچویں پشت کو تم اپنے درمیان نہ پاؤ تو خدا را' اپنے دین کو بچائے رکھنا' ہرگز ہرگز کوئی بھی شئے تمہیں تمہارے دین سے متزلزل نہ کرے۔ اس امر کے مالک کو ایسی غیبت درپیش ہوگی کہ جس میں اس امر پر ایمان رکھنے والے بہت سے لوگ اس سے پلٹ جائینگے' یقیناً یہ ایک کڑی آزمائش ہے کہ جس کے ذریعے خدا اپنے بندوں کا امتحان لے گا۔"

(۵) قتل کا اندیشہ

انبیاء اور رسولوں کی گوشہ نشینی کا ایک سبب 'قتل ہو جانے کا اندیشہ بھی ہے۔ کیونکہ گوشہ نشینی اختیار کرتے ہوئے وہ اپنی جاں بچا سکتے ہیں اور تعلیمات اور احکام کو نشر کر سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"ففررت منکم لما خفتکم" (سورہ شعراء۔ آیت ۲۱)

"ان الملاء یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج"

(سورہ القصص۔ آیت ۲۰)

جی ہاں! حضرت موسیٰؑ کے مصر سے نکلنے اور حضرت شعیب کے پاس پہنچنے کے اسباب میں سے ایک سبب قتل ہونے کا اندیشہ بھی ہے۔ یہی اندیشہ ہے جس کی بنا پر رسول اللہؐ شعب ابی طالب میں رہے اور جب کفار مکہ نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا تو خداوند تعالیٰ نے آپؐ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا' جس کے دوران آپ غار میں چھپے رہے اور پھر اپنے ہم سفر کے ساتھ مدینے پہنچے۔

حضرت مہدی منتظرؑ کی نصرت و کامیابی اور دعوت حق پیش کرنے کے لئے

ایک طرف تو ظاہری اسباب کی عدم موجودگی اور دوسری طرف دشمنوں کی طاقت' آپؑ کو قید و بند میں ڈالے جانے' بلکہ قتل و مصلوب کیے جانے تک کے اندیشے کو جنم دیتی ہے۔ پس اس صورت میں آپؑ کے پاس سوائے گوشہ نشینی اور غیبت اختیار کرنے کے' اور کوئی چارہ نہیں۔ یہاں تک کہ خدا اپنے امر کو ظاہر کرے۔ یقیناً باری تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک مقدار معین کی ہے۔

چند سوالات آپ کے خوف کے بارے میں اور ان کے جوابات

خوف کے سبب' آپؑ کے پس پردہ غیبت میں چلے جانے کے بارے میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے مربوط چند سوالات ہیں جن کی جانب اشارہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۔ خدا نے آپؑ کے قتل کی راہ میں رکاوٹیں کیوں نہیں کھڑی کیں' اور آپؑ کے دشمنوں کو آپؑ سے دور کیوں نہ کیا؟

جواب: وہ رکاوٹ جو شرعی تکلیف اور اجر و پاداش سے مخالفت اور تضاد نہیں رکھتی' خدا وجود میں لا چکا ہے' اور وہ ہے آپؑ کی پیروی اور نصرت کا حکم اور معصیت و مخالفت کی ممانعت۔ رہی بات آپؑ کے اور دشمنوں کے درمیان حائل ہو کر ان کو آپؑ سے دور کرنے کی تو یقیناً یہ شرعی ذمہ داری عائد کرنے' نیز فلسفہ گناہ و ثواب اور اجر و پاداش سے مخالفت اور تضاد رکھتی ہے۔ بلکہ کبھی کبھی تو آپؑ اور آپؑ کے دشمنوں کے درمیان اس طرح حائل ہونا نقصان رکھتا ہے۔ لہٰذا خداوند تعالیٰ

کبھی اس کام کو انجام نہ دے گا۔

۲۔ یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ آپؑ لوگوں کے درمیان ظاہر نہیں ہو سکتے لیکن گوشہ نشینی اور کٹ کر رہنے میں کیا حرج ہے، جیسا کہ آپؑ کے آباؤ اجداد نے کیا، اور اس طرح قتل کے خوف کو ختم کر دیں؟

جواب: اپنے آباؤ اجداد کے برخلاف حضرت مہدیؑ کے قیام کی بنیاد خروج بالسیف اور تمام امور کی ذمہ داری پر ہے۔ اور یہی وہ امر ہے کہ جس کی بناء پر آپؑ کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ بات سب کے علم میں ہے اور آپؑ بھی نیز اسی موقع کے منتظر ہیں۔ اسکے علاوہ یہ بات بھی واضح ہے کہ اگر آپؑ کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو کوئی حادثہ پیش آتا تھا تو ان کے بعد دوسرا امام موجود ہوتا تھا جو گزشتہ امام کی جگہ سنبھال سکے، لیکن آپؑ کے ساتھ ایسا نہیں کیونکہ آپؑ ہی آخری امام ہیں اور آپؑ کے بعد کوئی ایسا نہیں کہ جو مسند امامت پر آپؑ کے بعد جلوہ افروز ہو سکے۔

۳۔ چلئے یہ بات مانے لیتے ہیں کہ آپؑ کی غیبت دشمنوں سے خوف کی بنا پر ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ آپؑ کے دوستوں اور چاہنے والوں سے بھی دور ہیں؟

جواب: جب آپؑ کے شیعہ اور چاہنے والے (کہ جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں) آپؑ کی ملاقات اور زیارت سے بہرہ مند ہونگے تو یہ امر بھی یقینی ہے کہ آپؑ کا محل و سکونت دشمنوں کے علم بھی آ جائے گا۔

۴۔ مذکورہ بالا جواب اس صورت میں صحیح ہے جب تمام شیعہ آپؑ سے ملاقات کر سکیں لیکن اگر خاص الخاص اور معتمدین کو اس بات کی اجازت مل

جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

جواب: معروف ضرب المثل ہے کہ:

"کل سر جاوز الاثنین شاع"

جس راز کا علم دو اشخاص کو ہو گیا تو وہ سارے زمانے میں مشہور ہو گیا۔

۵۔ جس طرح غیبت صغری کے دوران آپؑ کے نائبین خاص آپؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوتے تھے، وہی صورت اب کیوں باقی نہیں؟

جواب: غیبت صغری کے منقطع ہونے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(الف) امامؑ کی نیابت، خصوصاً نیابت خاصہ ایک بلند اور عالی شان مرتبہ ہے۔ دنیا کے اندھے اور ریاست طلبی کے ماروں نے اس بات کا جھوٹا دعوی بھی کیا ہے جیسا کہ ماضی قریب میں ایسے واقعات پیش آئے۔ اس لئے نیابت خاصہ کے باب کو بطور مستقل مسدود کر دیا گیا۔

(ب) اس زمانے میں بھی نیابت خاصہ مخفی اور پنہاں تھی، معتمدین خاص کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا لہٰذا اگر اسی انداز سے نیابت خاصہ جاری رہتی تو یقیناً بات کھل کر عام ہو جاتی اور نائبین خاص کو خطرہ لاحق ہو جاتا۔

غیبت صغری اور غیبت کبری

ہمارے مولا حضرت مہدی منتظرؑ (ارواحنا فداہ) کو دو غیبتیں پیش آئیں، صغری و کبری۔ غیبت صغری آپؑ کی ولادت سے شروع ہوئی اور نیابت خاصہ کے منقطع ہونے تک قائم رہی۔ اسکی مدت چوہتر برس تھی، اور کبری، صغری کے

ختم ہوتے ہی شروع ہو گئی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ باری تعالیٰ آپؑ کو ظہور اور جہاد بالسیف کا اذن نہ دے۔

علی بن الحسین بن علی المسعودی اپنی کتاب "اثبات الوصیہ" میں لکھتے ہیں کہ:

"روایت ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے چند خاص معتمد شیعوں کے علاوہ تمام شیعوں سے گوشہ نشینی اور دوری اختیار کر لی تھی۔ پھر امر امامت جب امام ابو محمد العسکریؑ کے پاس پہنچا تو آپؑ نے تمام شیعوں سے چاہے خواص ہوں یا عوام' پردے کے پیچھے سے گفتگو کرنی شروع کر دی تھی۔ اور دارالامارۃ روانگی کے وقت آپؑ سامنے آتے تھے۔ آپؑ اور آپؑ کے والدؑ نے یہ روش اور سیرت' صاحب الزمان کی غیبت کے پیش خیمہ اور تمہید کے طور پر اپنائی تھی۔ تاکہ شیعہ آہستہ آہستہ اس چیز کے عادی ہو جائیں اور غیبت کا انکار نہ کریں۔ نیز امام کی غیبت اور دوری سے آشنا ہو جائیں۔"

جی ہاں! شیعہ اس بات کے عادی ہو چکے تھے کہ اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق جب بھی چاہتے اپنے زمانے کے امام کی خدمت میں شرفیاب ہو جاتے' اگرچہ یہ ملاقات مخفیانہ ہی کیوں نہ ہو' یہ روش امیرالمومنینؑ سے لے کر حضرت امام ہادی و عسکری علیہما السلام کے زمانے تک چلتی رہی۔

اب اگر شیعوں کو شرفیابی کی اس نعمت سے یک دم' غیبت کے ذریعے محروم کر دیا جاتا تو یقیناً وہ طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے' بلکہ بعض کے تو عقائد میں لغزش آ جاتی۔

بنا بر ایں، ان دو اماموں (دسویں اور گیارہویں) نے "مسعودی" کی نقل کردہ روش کو اپناتے ہوئے شیعوں کو آہستہ آہستہ اس بات کا عادی بنایا تاکہ امام کی غیبت سے مانوس ہو جائیں اور نہ گھبرائیں۔

امام علی نقی اور عسکری علیہما السلام نے اس روش کو اسی عظیم اور مبارک مقصد کے لئے اپنایا مزید برآں، حالات نے بھی آپؑ دونوں کی مدد کی، کیونکہ آپؑ دونوں کے زمانے میں خلفاء نے آپؑ کو نظر بند اور سخت پابندیوں میں جکڑ دیا، جس کے سبب خود بخود ملاقاتوں کا سلسلہ نہایت کم ہو گیا۔ کیونکہ اس صورتحال میں ملاقات کا سلسلہ جاری رہنے سے آپؑ کے چاہنے والوں خصوصاً شناختہ شدہ اور سربرآوردہ شیعوں کے لئے خطرہ لاحق ہو جاتا۔

اسکے علاوہ ان دونوں اماموں کی ظاہری شان و شوکت، کثرت خدام و غلام، نیز ان کی اپنی شخصیت میں نمایاں عظمت، وقار، ہیبت، و جلالت نے بھی عام تو عام خاص شیعوں کے لئے بھی زیارت کو نہایت ہی خاص مواقع کے لئے میسر اور مخصوص کر دیا تھا۔

گزشتہ ادوار کے برعکس آخری دور میں خلفائے بنو عباس کی سیاسی چالوں میں فرق آگیا اور انہوں نے ائمہ علیہم السلام سے تعظیم و تکریم کا برتاؤ شروع کر دیا، اس سیاست کی داغ بیل مامون نے ڈالی تھی۔

امام رضاؑ، امام جوادؑ، امام ہادیؑ اور امام عسکریؑ کے حالات زندگی پر نظر رکھنے والے شخص کے لئے، خلفاء کا ان اماموں کے ساتھ رویہ واضح ہے۔ ان ائمہ کے ہم عصر خلیفہ نے ان کے لئے رہائش، خدام و حشم، اور دوسری ضروریات زندگی کا بندوبست اپنی اغراض کی خاطر کچھ اس طرح کیا تھا کہ ہر طرح

سے ان کی ظاہری عظمت اور شان و شوکت میں اضافہ ہو جائے۔ ان میں سے ایک اہم غرض اور مقصد یہ تھا کہ اسطرح ائمہ ان کے درمیان اور نظروں کے سامنے رہیں تاکہ ان کی تمام حرکات و سکنات کی کڑی نگرانی کی جائے۔ خصوصاً امام ہادیؑ اور امام عسکریؑ کے زمانے میں تو نظربندی اور نگرانی شدت پر تھی۔ جن عوامل کی بنا پر امام ہادیؑ نے امت سے ایک حد تک کنارہ گیری اختیار کی اور یہ کنارہ گیری امام عسکریؑ کے زمانے میں شدت اختیار کر گئی' انہی اسباب وعوامل کے باعث ہمارے مولا حضرت مہدیؑ کو دو غیبتیں درپیش ہوئیں۔ پہلی غیبت صغریٰ کہ جس میں آپؑ کے نمائندوں وکلاء اور بعض دیگر معتقدین کی آپؑ تک رسائی ممکن تھی۔ یہاں تک کہ جب شیعہ آپؑ سے دوری اور آپؑ کی ذات تک نارسائی سے مانوس ہو گئے تو پھر غیبت کبریٰ شروع ہوئی اور اسی کے ساتھ نیابت خاصہ منقطع اور نیابت عامہ کی ابتداء ہوئی۔ پھر جس طرح شیعہ آپؑ کے آباؤ اجدادؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوتے تھے' اس طرح آپؑ کی خدمت تک رسائی کا کوئی راستہ نہ رہا۔

امام غائب کے فیوضات' کس طرح

وجود امام علیہ السلام سے حاصل شدہ فوائد اس پر مرتب اثرات' فوائد اور نتائج ہم امامیہ اثنا عشری کی نظر میں دو لحاظ سے ہیں۔

(الف) وہ اثرات اور فوائد کہ جو بذات خود آپؑ کے مقدس وجود سے منسلک اور آپؑ کی خلق خدا کے درمیان موجودگی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اب خواہ آپؑ غائب ہوں یا حاضر' مخفی ہوں یا آشکار۔

(ب) وہ اثرات اور فوائد جو امام کے نفس نفیس زمام امور کو ہاتھ میں لینے' معاشرے کی قیادت کرنے اور اسکے انتظام و انصرام کو سنبھالنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

نیز یہ بات بھی قارئین کی نظر سے گزری کہ اگر امام کو (امت کی قدر شناسی اور انصار کی قلت کی بنا پر) دشمنوں سے خوف یا کسی قسم کا خطرہ لاحق ہو تو اس صورت میں امام پر مذکورہ بالا دوسری قسم کے فوائد کو پہنچانے کے لئے قیام کرنا واجب نہیں۔

اور جہاں تک بات پہلی قسم کے فوائد کی ہے' تو وہ آپؑ کے مقدس وجود کی بنا پر لامحالہ مرتب ہوتے رہیں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی روایت میں موجود یہ تشبیہ کہ امام غائب گویا بادلوں کی اوٹ میں چھپا سورج' ایک خوبصورت اور ظریف ترین تشبیہ ہے۔ یقیناً سورج کے کچھ فوائد اور اثرات ہیں۔ اگرچہ بادلوں کی اوٹ ہی میں کیوں نہ ہو' لیکن وہ فوائد بہر حال حاصل ہوتے ہیں اور اگر بادلوں کی اوٹ میں نہ ہو' آسمان پر بادل نہ ہوں' چہرہ خورشید آشکار ہو' اس وقت بھی وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وجود مقدس امام علیہ السلام بھی اسی کی مانند ہے۔

ہمارے خیال میں یہ تشبیہ دو پہلوؤں سے دی گئی ہے۔ یعنی امام کے وجود کو دو لحاظ سے سورج کے مشابہ کہا جا سکتا ہے۔

ایک تو یہ کہ سورج سے تمام جاندار حتی بے جان مخلوق اور دیگر موجودات بھی خواہ اس عظیم الجثہ ستارے کا چہرہ بادلوں کی اوٹ میں ہو خواہ نہ ہو' فائدہ اٹھاتے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ سورج کے ظہور اور بادلوں کی اوٹ سے

نکل آنے کے بعد، اس کے فوائد اور اثرات بدرجہ اتم حاصل ہوتے ہیں، لیکن بادلوں کی اوٹ میں چلے جانے سے ایسا نہیں ہوتا۔ اور فوائد کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

وجود امامؑ کی مثال بھی اسی طرح ہے، یعنی آپؑ دونوں حالتوں میں سورج کی مانند ہیں۔

یہ تو وہ امور تھے کہ جن پر ہم فرقہ شیعہ امامیہ، امام عصر کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن اگر (جیساکہ اہل سنت برادران معتقد ہیں) امام کے وجود سے حاصل شدہ فوائد و اثرات کو صرف امام کی شخصیت کی دوسری قسم میں منحصر کر دیا جائے (یعنی حصہ ب) تو اس سلسلے میں ہم یہ کہیں گے کہ : بعض برادران اہل سنت یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے مولا حضرت مہدی منتظر کی غیبت سے مراد آپؑ کا نامرئی ہونا ہے، لیکن یہ ایک بے بنیاد بات ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ غیبت سے مراد یہ ہے کہ آپؑ کی شخصیت کو، کوئی شخص مہدی منتظر کے عنوان سے نہیں پہچان سکتا۔ اسی بناء پر بعض روایات میں یہ ملتا ہے کہ جب آپؑ ظہور فرمائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ "ہم نے تو ان کو اس سے پہلے بھی دیکھا ہے۔"

یقیناً آپؑ پس پردہ غیبت میں ہیں لیکن پھر بھی مجالس و محافل میں حاضر ہوتے ہیں، سفر و حضر میں لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں نیز ایام حج میں احرام زیب تن کر کے تلبیہ طواف و سعی انجام دینے کے بعد اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قبر انور اور اپنے آباؤ و اجداد کی قبور مطہرہ کی زیارت کرتے ہوئے اپنے حج کو تمام کرتے ہیں۔

ائمہ علیہم السلام کی مخصوصی میں تو آپؑ کا حضور یقینی ہے۔ پس آپؑ امت اسلامیہ کے ہمراہ اور انکے درمیان میں ہیں لیکن پہچانے نہیں جاتے۔

بلکہ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ: کون کہتا ہے کہ غیبت کبری کے دوران امام مہدی علیہ السلام تک رسائی ناممکن ہے؟ بہت سی کتب میں ان اشخاص کا ذکر ہے جنھوں نے غیبت کبریٰ کے دوران آپؑ کی زیارت کی اور خدمت میں شرفیاب ہوئے۔ اور یہ بات ان احادیث سے ہرگز تضاد اور مخالفت نہیں رکھتی جن کے مطابق غیبت کبریٰ کے دوران آپؑ کی زیارت اور دیدار کے مدعی کی تکذیب کرنی چاہیے۔ کیونکہ اگر اس روایت کے پورے متن کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ نیابت خاصہ کے مدعی کی تکذیب کرنی لازم اور واجب ہے، دیدار اور زیارت کے مدعی کی نہیں۔

بلکہ ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آپؑ اس معاشرے کے فرد، نہ صرف فرد بلکہ اہم اور فعال ترین فرد ہیں، اگرچہ آپؑ کے لئے لازم اور واجب نہ ہو، تب بھی آپؑ اپنے کردار کو تمام حالات میں بحسن وخوبی ادا کرسکتے ہیں۔

اسکے علاوہ یہ بات بھی آپؑ کے لئے ممکن ہے کہ آپؑ سلاطین، امراء اور وزراء کو ان تمام راہوں اور طریقوں کی جانب ہدایت کریں جو یک جہتی اور امن وسلامتی کے لئے ضروری ہیں، خواہ یہ لوگ آپؑ کی جانب سے ہدایت کردہ تجویز کو عملی جامہ پہنائیں یا نہ پہنائیں۔

یہ بھی آپؑ کے لئے ممکن ہے کہ، آپؑ فقہاء، علماء اور ادبا اور فضلا کے ساتھ مجالست کریں اور ان سے علمی مسائل، الٰہی تعلیمات، اخلاقی اصلاحات اور ادبی مطالب پر مذاکرات کریں اور پھر ان کو ہر مسئلے میں حقیقت حال سے

آگاہ کریں' خواہ یہ لوگ آپؑ کی بات مانیں یا رد کردیں۔

نیز محدثین' مورخین' علم انساب اور علم رجال کے ماہرین کے ساتھ بھی آپؑ بحث و مباحثہ کرسکتے ہیں اور انکے مربوط علوم میں ان کو صحیح رائے کی طرف ہدایت کرسکتے ہیں۔

اب چاہے یہ لوگ آپؑ کی تصدیق کریں یا نہ کریں۔

مبلغین' ذاکرین' اور واعظین کی بھی ہمراہی کرسکتے ہیں اور ان کو راہ حق دکھلا سکتے ہیں کہ جس پر چلتے ہوئے یہ لوگ اپنے مقصود یعنی اعلائے کلمہ اسلام کر سکیں' خواہ یہ لوگ اس پر عمل کریں یا نہ کریں۔

آپؑ حاجتمندوں' مجبوروں' گرفتاروں' بیماروں اور دردمندوں کی دستگیری بھی کرسکتے ہیں اور انکی حوائج کو برآوردہ کرنے' بیماری سے شفا پانے اور درد و مصائب سے نجات حاصل کرنے کا راستہ بتا سکتے ہیں' خواہ وہ اس راستے کو طے کریں یا طے نہ کریں۔

آپؑ ان تمام امور کو اس طرح انجام دیتے ہیں یا انجام دے سکتے ہیں کہ آپؑ کی شناخت نہ ہو سکے' حاشا و کلا کہ آپؑ کسی کو اپنی ذات سے نفع پہچانے میں بخل سے کام لیں۔ پس سوال کرنے والا کیونکر یہ کہہ سکتا ہے کہ: امام غائب کے وجود سے کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

نامعلوم کتنے ہی اصولی اور فروعی مسائل ہیں جن کا آپؑ نے حل پیش کیا ہے اور دین و دنیا کی مشکلات سے لوگوں کو نجات دی۔ کتنے ہی مریضوں کو شفایاب کیا' کتنے ہی پریشان حال لوگوں کو منجدھار سے نکالا' کتنے ہی مایوس لوگوں کی ہدایت کی' کتنے ہی پیاسوں کو سیراب اور درماندوں کی دستگیری کی۔

بہت سی کتب اور تالیفات جو مختلف اوقات اور زمانوں میں' مختلف شہروں کے ایسے مولفین نے تحریر کیں جو ایک دوسرے کو جانتے تک نہ تھے' ان میں لاتعداد حکایات اور داستانیں موجود ہیں کہ جو ہمارے دعوے کی سچائی کی شہادت دیتی ہیں۔ اور اگر انسان ان حکایات اور واقعات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد' ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ پرکھے اور موازنہ کرے تو بعض واقعات پر تو سو فی صد یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

غیبت میں آپؑ کے وکلاء

حضرت امام مہدیؑ دشمنوں کے اندیشے اور حفظ جان کی خاطر' صرف اس مقصد کی خاطر جو خداوند تعالیٰ آپؑ کے ذریعے پورا کروانا چاہتا تھا' لوگوں سے کنارہ گیری اور گوشہ نشینی کو اختیار کرتے ہوئے' پس پردہ غیبت چلے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے شیعوں اور چاہنے والوں کو بھی اپنی زیارت سے محروم کر دیا۔ جس طرح آپؑ امر الٰہی کے منتظر ہیں' اسی طرح شیعہ آپؑ کے منتظر ہیں۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ: اگر آپؑ مقدرات الٰہی اور امر خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم اور راضی برضا نہ ہوتے اور جن ناگوار حالات کا آپؑ نے مشاہدہ کیا یا حال حاضر میں مشاہدہ کر رہے ہیں تو یقیناً غم و اندوہ کے سبب' جان جان آفریں کے سپرد کر دیتے۔ لیکن آپؑ کا تعلق ان اہل بیتؑ سے ہے کہ جنہوں نے کبھی خدا کے حکم پر سبقت لے جانے کی کوشش نہ کی اور ہمیشہ اسکے حکم کے مطابق عمل کیا اور کتنا پیارا جملہ ہے کہ: اللہ کی رضا ہی ہم اہل بیتؑ کی رضا ہے۔

آپؑ لوگوں کے درمیان نہیں اور ان کی نگاہوں سے اوجھل ہیں لیکن آپ کا قلب طاہر حزن وملال سے مملو ہے۔ امت مسلمہ خصوصاً شیعوں کے لئے آپؑ نے راہ حق کو واضح کردیا ہے کہ اگر اس راہ حق پر ثابت قدم رہتے ہوئے اسکو طے کریں تو سعادت دنیا و آخرت ان کا مقدر ٹھہرے گی۔

"وان لو استقاموا علی الطریقه لاسقینهم ماء غدقا" (سورہ جن۔ آیت ۱۶)

"اگر لوگ (سیدھے) راستے پر استقامت اختیار کرتے تو ہم ان کو خوب سارے شیریں پانی سے سیراب کرتے۔"

رسول اللہؐ نے ثقلین یعنی کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت علیہم السلام سے تمسک رکھنے کی وصیت کی۔ پس دو چیزیں ہدایت کی کنجی اور نجات کا دروازہ ہیں۔ ہر خیر و فلاح کا راستہ فقط ان سے تمسک کی صورت ہی میں میسر ہے۔

اور یہی قرآن مجید بحمداللہ ہمارے درمیان موجود ہے۔ اگرچہ اہل بیتؑ ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کی تعلیمات ان تمام لوگوں کو میسر ہیں کہ جو ان سے تمسک رکھنا چاہیں اور اس پر عمل کریں۔ اگر محترم قارئین اس سے اختلاف رکھتے ہیں تو پھر کتب احادیث مثلاً قدیم کتب اربعہ اور جدید کتب ثلاثہ کی طرف رجوع کریں۔

اسکے علاوہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی ماثورہ ادعیہ و اذکار، خصوصاً زبور آل محمدؐ یعنی صحیفہ سجادیہ میں کہ جو صحیح ترین سند کے ساتھ امام زین العابدینؑ سے مروی ہے تمام علوم اور تعلیمات حقہ موجود ہیں۔

اگرچہ آج اہل بیت رسولؐ تک ہماری رسائی ممکن نہیں لیکن ان کی عطا

کردہ تعلیمات و علوم نیز ان کا اخلاق حسنہ اور سیرت کریمہ کتابوں میں محفوظ ہے۔
لہٰذا ہمیں چاہئے کہ قرآن مجید کے دامن کو تھامتے ہوئے اہل بیتؑ کی عطا کردہ
ان تعلیمات سے بھی تمسک رکھیں۔

یقیناً اہل بیتؑ سے تمسک رکھنے سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہم ان کے ہاتھ کو
مضبوطی سے تھام لیں بلکہ اس سے مراد ان کے اقوال و افعال کی اقتداء کرنا اور
اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اور تمسک کی یہ صورت آج ہر شخص کے لئے ممکن
ہے۔ نیز آج کوئی مسلمان بھی یہ کہہ کر اپنی گردن نہیں چھڑا سکتا کہ اہل بیتؑ کے
بارہویں امام نظروں سے اوجھل اور پس پردہ غیبت میں ہیں۔ بنابرایں میری ان
تک رسائی ممکن نہیں۔

یقیناً اہل بیت علیہم الصلوۃ والسلام کی روایات اور احادیث اور ادعیہ کی سند
' راویوں کے حالات کی جانچ پڑتال نیز ان کے مضامین و معانی کا باریک بینی سے
جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ مزید برآں روایات کی جانچ پڑتال کے دوران عام و
خاص' مجمل و مبین اور ایک دوسرے سے متعارض روایات کی فہم بھی ایک اہم
امر ہے۔

المختصر یہ کہ علم اصول فقہ میں ذکر شدہ دیگر تمام نکات روایات کا مطالعہ
کرتے وقت پیش نظر ہونے چاہئیں۔

ہمارے مولا حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کی روایات و
احادیث ہمارے درمیان رکھ چھوڑی ہیں۔ اسکے علاوہ وہ تمام خطوط اور توقیعات
کہ جن کو آپؑ کی جانب سے شرف صدور ملا' ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اس
پر مستزاد یہ کہ آپؑ نے امت سے اپنی شفقت اور رافت کی بنا پر ' اپنے چاہنے

والوں کے لئے وکلاء، نائبین اور مختلف راہوں کو معین کیا، کہ جن کی طرف غیبت صغریٰ میں رجوع کرنا واجب قرار پایا۔ نیز غیبت کبریٰ میں بھی یہی حضرات مورد اعتماد اور ثقہ قرار پائے اور ان ہی کی جانب رجوع کرنا لازم و ضروری قرار دیا۔

غیبت صغریٰ میں آپؑ کی خدمت میں شرفیاب ہونے والے وکیل اور وہ لوگ کہ جن کے ذریعے آپؑ اپنے خطوط و توقیعات روانہ کرتے تھے، کہ جن کی وکالت اور نیابت کو خود آپؑ نے نصِ صریح کے ذریعے بنفسِ نفیس مقرر کیا، چار افراد تھے۔

پہلے وکیل شیخ ابو عمرو عثمان بن سعید العمری تھے۔ آپ کا تقرر سب سے پہلے امام ابوالحسن علی النقی علیہ السلام نے فرمایا، اسکے بعد آپ امام ابو محمد عسکریؑ کی وکالت کے عہدے پر فائز ہوئے اور امام زمانہؑ کے حکم سے ان کے نائب خاص قرار پائے۔ امام مہدیؑ سے پوچھے گئے مسائل کے جوابات اور توقیعات آپ ہی کے ذریعے صادر ہوتے تھے۔ جب آپؒ دارفانی کو الوداع کہہ گئے تو آپؒ کی جگہ آپؒ کے فرزند جناب ابو جعفر محمد بن عثمان نے لے لی اور مذکورہ امور میں آپؒ کے قائم مقام ٹھہرے۔

آپ کے وصال کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح جو بنی نوبخت سے تھے، اس مقام پر فائز ہوئے۔

اور جب آپ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا تو ابوالحسن علی بن محمد السمری اس مقام کے حق دار ٹھہرے۔

ان تمام وکلاء کو امام زمانہؑ نے بنفسِ نفیس اپنی نصِ خاص کے ذریعے مقرر

کیا، اور وسکے ساتھ جانے والا ہر وکیل اپنے بعد مقرر شدہ وکیل کا نام بھی بتلاتا جاتا تھا اور جب تک ان کے دعوے کی سچائی پر دلیل یا ثبوت نہ دیکھ لیتے، شیعہ ان کی بات کو قبول نہ کرتے تھے۔ پھر جب جناب ابوالحسن السمری کا وقت آخر نزدیک آن پہنچا تو آپ سے سوال کیا گیا کہ: اب آپ کس کو معین کرتے ہیں؟ اس سوال کے جواب حضرت مہدی علیہ السلام کی توقیع کی صورت میں خود آپؑ کے خط مبارک میں آیا کہ:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

اے علی بن محمد السمری! خدا تمہارے غم میں تمہارے بھائیوں کے صبر کے اجر کو زیادہ کرے۔ تم آج سے تین روز کے اندر اندر مرنے والے ہو۔ لہٰذا اپنے کاموں کو سمیٹ لو اور اپنے بعد کسی کی وصیت نہ کرو کہ وہ تمہارے بعد تمہارا قائم مقام ہے پس غیبت کبریٰ یقیناً شروع ہو چکی ہے اور ظہور بجز باذن خدا نہ ہوگا۔ اور یہ امر ایک طویل مدت کے بعد واقع ہوگا کہ جب قساوت قلوب بڑھ جائے گی اور زمین جور و جفا سے اٹ جائے گی۔ بہت جلد میرے شیعوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو میری زیارت کا دعویٰ کریں گے۔ پس آگاہ رہو! کہ جو بھی خروج سفیانی اور صیحہ آسمانی سے پہلے میرے دیدار کا دعویٰ کرے جھوٹا اور بہتان تراش ہے۔ "ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اسکے علاوہ بھی آپؑ کے وکلاء اور نمائندے بغداد، کوفہ، اہواز، ہمدان، قم، ری، آذربائیجان، نیشاپور اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپؑ کی توقیعات ان تک جاتی تھیں اور یہ افراد مال امام کو آپؑ تک پہنچاتے تھے۔

ایسے وکلاء کی تعداد کافی تھی' ایک اندازے کے مطابق ان کی تعداد سو افراد کے لگ بھگ تھی' لیکن ان وکلاء کی خود امام علیہ السلام تک رسائی نہ تھی بلکہ ان کے اور امامؑ کے درمیان' نواب اربعہ میں سے کسی ایک نائب کے ذریعے یہ امور انجام پاتے تھے۔

غیبت کبریٰ میں آپؑ کے وکلاء

پہلی غیبت کہ جو غیبت صغریٰ کے نام سے موسوم ہے ۳۲۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی اور اس کے ساتھ ہی نیابت خاصہ کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ پھر دوسری غیبت کہ جو غیبت کبریٰ کے نام سے پہچانی جاتی ہے اور جس کی مدت کا صرف اور صرف باری تعالیٰ ہی کو علم ہے' شروع ہو گئی' اس کے ساتھ ان خاص قیود و شرائط کے ہمراہ (کہ جو مربوطہ کتب میں مفصلاً بیان کی گئی ہیں) نیابت عامہ کا سلسلہ چل نکلا۔

بہتر ہو گا کہ اس سلسلے میں امام مہدی یا انکے آباؤ اجداد علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مروی روایات کا ذکر کیا جائے۔

کشی نے روایت کی ہے کہ قاسم بن علی کے پاس ایک توقیع[۱] پہنچی کہ جس میں مرقوم تھا:

"ہمارے چاہنے والوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے موثق اور معتمدین

---

[۱] وہ خطوط و مراسلات کہ جن کو حضرت صاحب العصر والزمان (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بارگاہ سے شرف صدور ملا ہو۔

کی ہم سے روایت کردہ باتوں میں شک کریں۔ وہ لوگ جان چکے ہیں کہ ہم نے اپنا "راز" ان کو سونپ دیا ہے اور اس کا بوجھ ان کے کاندھوں پر ڈال دیا ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

شیخ "کتاب الغیبۃ" میں' شیخ صدوق کمال الدین میں اور طبرسی احتجاج میں اسحاق بن عمار سے نقل کرتے ہیں کہ: ہمارے مولا حضرت مہدی (ارواحنا فداہ) نے فرمایا:

"اور جہاں تک حوادث روزگار کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں ہماری حدیث کے راویوں کا رخ کرو' یقیناً یہ لوگ تم پر میری طرف سے حجت ہیں اور میں خدا کی جانب سے ان پر حجت ہوں۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

جناب طبرسی نے احتجاج میں حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں مذکور ہے:

"اور فقہاء میں سے وہ کہ جو اپنے نفس کو بچائیں' اپنے دین کو محفوظ رکھیں' ہوی و ہوس کی مخالفت کریں' اور اپنے مولا کے اطاعت گزار ہوں' تو عوام کو چاہئے کہ ان کی تقلید کریں' اور یہ خصوصیت انگشت شمار فقہائے شیعہ میں موجود ہے' تمام میں نہیں۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسکے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو متعلقہ کتب میں مذکور ہیں۔ غرضیکہ آپؑ نے امت اسلامیہ خصوصاً شیعوں کو بے یارومددگار اور بغیر سہارے اور آسرے کے نہیں چھوڑا بلکہ اس سلسلے میں آپؑ نے وہی راہ اختیار کی جو

آپؑ کے آباؤ اجداد علیہم السلام نے اختیار کی تھی۔ اب تفصیلی کتب کی جانب رجوع کرنا ہمارا کام ہے۔

فصلِ ہفتم

ظہور کی چند علامات کے بارے میں

یہ فصل آپؑ کے ظہور کی چند علامات اور خروج کی نشانیوں، اس وقت رونما ہونے والے واقعات و حوادث ارضی اور آسمان سے نازل ہونے والی نشانیوں کے بارے میں ہے۔ نیز اس زمانے کے عمومی حالات، قتل نفس زکیہ، خروج دجال و سفیانی، اور دیگر امور بھی بیان کئے جائیں گے۔

تمہید

روایات و احادیث میں مذکورہ واقعات کہ جو آخری زمانے میں رونما ہونگے دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

(الف) وہ کہ جو قیامت کے وقت اور اسکے نزدیک ہونے کی نشانیوں کے بارے میں ہیں۔

(ب) وہ واقعات کہ جو آپؑ کے ظہور سے قبل واقع ہونگے۔

ان دونوں اقسام کو ہمارے بہت سے شیعہ علماء اور علمائے اہل سنت نے

آپس میں ملا دیا ہے۔ مذکورہ بالا دوسری قسم' یعنی وہ امور کہ جن کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ یہ قائم آل محمدؑ کے قیام اور ظہور سے پہلے واقع ہونگے۔ دو اقسام پر مشتمل ہیں۔

پہلی قسم

وہ واقعات کہ جن کے ذکر کا مقصد' آپؑ کے ظہور اور قیام سے پہلے ان کے رونما ہونے کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ لہذا ان واقعات کے رونما ہونے اور ظہور کے واقع نہ ہونے کی صورت میں یہ معنی ہرگز نہیں کہ مذکورہ روایت غلط ہے۔ کیونکہ یہ واقعات' روایات میں ظہور اور قیام کی علامت اور نشانیوں کے طور پر بیان نہیں کئے گئے ہیں بلکہ ان کے ذکر کا مقصد فقط اور فقط ان کے آپؑ کے ظہور سے پہلے رونما ہونے کی جانب اشارہ کرنا ہے۔

دوسری قسم

جن واقعات کی جانب مذکورہ بالا پہلی قسم میں اشارہ کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ان واقعات کے سلسلے میں بداء واقع ہو جائے۔ البتہ بداء کے وہ صحیح معنی جس کے ہم شیعہ قائل ہیں۔ تو اس صورت میں واقعات کا رونما نہ ہونا یا روایات کے مطابق رونما نہ ہونا' اس روایت کے غلط ہونے کی دلیل نہیں۔

بعض روایات مذکورہ بالا دونوں اقسام کی شہادت دیتی ہیں۔ بنا برایں ضرورت اس بات کی ہے کہ سب سے پہلے تمام واقعات کا تعین کیا جائے' اور پھر طے کیا جائے کہ آیا یہ واقعہ پہلی قسم سے ہے یا دوسری قسم سے۔ پھر دوسری قسم

کی روایات کے رجال' اسکی سند اور راویوں کی جانچ پڑتال کی جائے نیز ان امور کا بھی بغور معائنہ کیا جائے جو روایت کی تائید یا تردید کرتے ہیں۔

متعلقہ روایات کا مختصر خاکہ

اس موضوع میں علماء کی مروی روایات کو پیش نظر رکھنے والا محقق یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ ان میں صحیح' ضعیف' اور مرسل سب ہی روایات شامل ہیں۔ بلکہ بعض روایات تو ایسی ہیں کہ تاریخ اور مسلم الثبوت امور ان کے بطلان کی گواہی دیتے ہیں۔

اس باب میں ہم نے انہی روایات کا انتخاب کیا ہے جو سند کے لحاظ سے صحیح' موثق یا حسن تھیں اور اگر غیر معتبر روایات کے مضامین کو قرائن و شواہد کے مطابق پایا تو انہیں نقل کیا ہے ورنہ ترک کر دیا ہے۔

اسی طرح ان چیزوں کو بھی نقل کیا ہے کہ جو روایات یا فکر انسانی کی رو سے امکان پذیر ہیں یا کم از کم عقل مستقل اور مسلم الثبوت امور انکے محال یا خارج از امکان ہونے پر دلالت نہیں کرتے۔

ہاں بعض معتبر روایات کچھ ایسے واقعات کی نشاندہی کرتی ہیں جو فوق العادہ اور غیر معمولی ہیں لیکن پھر بھی ہمیں ان واقعات اور روایات کی سند صحیح ہونے کی صورت میں رد کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ یہ روایات ایسے امور کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جو ماوراء طبیعت سے تعلق رکھتے ہیں دوسرے لفظوں میں ان واقعات کو معجزہ یا کرامت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' یقیناً خدا ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

ندائے آسمانی کا سنائی دینا

عقد الدرر میں حضرت ابو عبداللہ الحسین بن علی علیہما السلام سے نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم مشرق کی سمت تین یا سات روز تک آگ کا مشاہدہ کرو تو پھر انشاءاللہ فرج آل محمد علیہم السلام کی توقع رکھو۔

پھر فرمایا کہ: پھر آسمان سے ایک منادی مہدیؑ کے نام کی ندا دے گا، جس کو اہل مشرق و مغرب سب سنیں گے۔ یہاں تک کہ ہر خوابیدہ شخص جاگ اٹھے گا، اور بیدار شخص اٹھ کر بیٹھ جائے گا، اور ہر بیٹھا ہوا شخص گھبرا کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے گا۔ خدا کی رحمت ہو ان لوگوں پر جو اس نداء کو سنیں اور جواب دیں کیونکہ یہ نداء جبرائیل روح الامین کی ندا ہے۔

ینابیع المودۃ میں کتاب الدر المنظم سے نقل ہے کہ:

"اور خروج امام مہدیؑ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، ایک منادی کی نداء ہے جو پکار رہا ہو گا کہ جان لو! صاحب الزمان ظاہر ہو چکا ہے۔ پس ہر سوتا ہوا شخص کھڑا ہو جائے گا اور کھڑا ہوا شخص بیٹھ جائے گا۔" اور پھر مذکورہ حدیث کو نقل کیا ہے۔

آسمانی نشانیاں

عقد الدرر باب چہارم فصل سوم صفحہ ۶۵ میں حافظ ابو بکر ابن حماد سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: مہدی علیہ السلام اس وقت تک خروج نہ کریں گے جب تک کہ طلوع آفتاب کے ساتھ ایک نشانی طلوع نہ

ہو جائے۔

ایضاً عقد الدرر میں حافظ نعیم بن حماد سے اور وہ بشر بن حضرمی سے نقل کرتے ہیں کہ: حوادث کے شروع ہونے کی نشانی' رمضان میں آسمان پر ایک علامت کا نمودار ہونا ہے' کہ جسکے بعد لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی' جب تم اس چیز کا مشاہدہ کرو تو جس قدر اشیائے خورد و نوش جمع کر سکتے ہو' کر لو۔

ایضاً اسی کتاب میں حافظ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور وہ کعب الاحبار سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ: خروج مہدیؑ سے قبل آسمان سے ایک دمدار ستارہ مشرق کی سمت سے طلوع ہوگا کہ جس کی دم سے روشنی پھوٹ رہی ہوگی۔

سورج اور چاند گہن

عقد الدرر صفحہ ۶۳ میں حافظ عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور وہ یزید بن الخلیل الاسدی سے نقل کرتے ہیں کہ: میں جناب ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام کی خدمت میں تھا کہ انہوں نے (حضرت) مہدی کے ظہور سے پہلے دو نشانیوں کا ذکر کیا' کہ جو باری تعالیٰ کے حضرت آدم کو زمین پر ہبوط کرنے سے لے کر ابھی تک واقع نہیں ہوئیں۔ ایک تو یہ تھی کہ سورج کو نیمہ ماہ میں گہن لگے گا اور چاند کو آخر ماہ رمضان میں۔ یہاں پہنچ کر اچانک ایک شخص درمیان میں بول پڑا کہ: یابن رسول اللہؐ ایسا نہیں ہے بلکہ سورج کا آخر ماہ رمضان میں اور چاند کو نیمہ ماہ رمضان میں گہن لگے گا۔

آپؑ (جعفر صادق علیہ السلام) نے جواب دیا: یہ بات کہنے والا زیادہ بہتر

جانتا ہے کہ یہ دو نشانیاں آدم کے ہبوط سے اب تک ------ (حدیث جاری ہے)

نیز اسعاف الراغبین میں بھی ایسی ہی حدیث نقل ہوئی ہے۔

لوگوں میں عداوت اور منافقت

عقد الدرر باب چہارم فصل اول میں حضرت ابو عبداللہ الحسین بن علی سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ امر کہ جس کا تم لوگ انتظار کر رہے ہو یعنی ظہور مہدیؑ اس وقت تک نہ ہو گا جب تک کہ تم لوگ ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار نہ کرنے لگو کچھ لوگ، کچھ دوسرے لوگوں کے خلاف گواہیاں دیتے پھریں گے، اور چند لوگ بعض دوسرے لوگوں کو لعن طعن کریں گے۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا: آیا ان تمام باتوں میں بہتری و خیر ہے؟ جواب میں فرمایا: تمام کی تمام میں خیر و بہتری ہے، کیونکہ جب مہدیؑ خروج کرے گا تو ان تمام باتوں کو ختم کر دے گا۔

ینابیع المودۃ میں حافظ ابو نعیم کی کتاب اربعین سے اور اس میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ: میں (علیؑ) نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہؐ کیا مہدی ہم آل محمدؐ سے ہے یا ہمارے علاوہ کسی اور خاندان سے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! ہم ہی سے ہے۔ دین اسی کے ہاتھوں اختتام پذیر ہو گا، جس طرح ہمارے ہاتھوں شروع ہوا۔ اسی کے ذریعے لوگ فتنہ و فساد سے اس طرح نجات پائیں گے جس طرح انہوں نے ہمارے ذریعے شرک سے نجات پائی۔ جس طرح شرک کی بنا پر عداوت و دشمنی کے بعد ہماری بدولت خدا نے ان

کے دلوں میں محبت و الفت بھر دی' اسی طرح مہدی کے وسیلے سے خدا ان کے دلوں میں فتنہ و فساد کے سبب پیدا ہونے والی عداوت کو الفت و محبت میں بدل دے گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۸ میں ذکر ہے کہ احمد اور ماوردی نے رسول اللہؐ سے ایک حدیث کو نقل کیا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا:

"بشارت ہو تم لوگوں کو مہدی کی' جو قریش سے تعلق رکھتا ہے اور میری عترت میں سے بھی ہے' جو لوگوں کے درمیان پھوٹ پڑ جانے اور قدم ڈگمگانے کے وقت خروج کرے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ظلم و ستم

ابن حجر اپنی کتاب صواعق میں ابو القاسم طبرانی سے رسول اللہؐ کی وہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؐ نے فرمایا: میرے بعد میرے خلفاء ہونگے اور ان کے بعد امراء اور امراء کے بعد بادشاہ و سلاطین' اور سلاطین کے بعد جابر (حکمران) اور پھر ان کے بعد میرے اہل بیت میں سے ایک شخص خروج کرے گا کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۶ میں حاکم سے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی گئی ہے۔

نفسانفسی کا دور دورہ

عقد الدرر باب نہم، فصل سوم میں حافظ ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی سے اور وہ اس میں علی بن ہلال سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری لمحات میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور پھر ایک طویل حدیث نقل کی ہے، جس کے آخر میں نقل کیا ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہؑ! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا، کہ اس امت کا مہدی ان دونوں (یعنی حسن و حسین) کی نسل سے ہے۔ جب دنیا میں نفسا نفسی کا دور دورہ ہو گا، فتنے سر اٹھا چکے ہونگے، امید کی تمام راہیں مسدود ہو چکی ہونگی اور لوگ ایک دوسرے سے لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہونگے، نہ بڑے چھوٹوں پر رحم کریں گے اور نہ چھوٹے بڑوں کا ادب۔ اس موقع پر خدا اس کو ظاہر کرے گا جو گمراہی کے قلعوں کو منہدم اور مہر لگے دلوں کو مسخر کرے گا۔ اس کام کا بیڑا وہ آخری زمانے میں اس طرح اٹھائے گا جس طرح میں نے اگلے زمانے میں اٹھایا تھا۔ اور دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔

قتل اور موت

عقد الدرر صفحہ ۶۵ باب چہارم فصل اول میں علی بن محمد الازدی سے، اور وہ اپنے والد سے، اور وہ اپنے جد سے، اور وہ امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: مہدی کے سامنے سرخ موت

اور سفید موت واقع ہوگی۔ اور اس کے سامنے خون کے رنگ کی مانند سرخ ٹڈی دل وقت بے وقت حملہ کریں گی۔

جہاں تک سوال ہے سرخ موت کا تو وہ شمشیر ہے اور سفید موت تو وہ طاعون ہے۔

ایضا اسی کتاب میں امام ابو عمرو عثمان بن سعید المقری کی کتاب سنن سے اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مہدی اس وقت تک خروج نہ کرے گا جب تک کہ تین قتل نہ ہو جائیں' تین اموات نہ ہو جائیں اور تین باقی نہ بچ جائیں۔

آفت اور نعمت

ینابیع المودۃ میں مشکوۃ المصابیح سے اور حاکم نے مستدرک میں درج ذیل حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ: یہ حدیث صحیح ہے' اور ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ: رسول اللہؐ نے اس امت پر نازل ہونے والی ایسی آفات کا ذکر کیا کہ جن میں گھرنے کے بعد کوئی شخص جائے پناہ نہ پائے گا کہ جس میں چھپ کر اسکو ظلم سے نجات مل جائے۔ پھر خداوند تعالی میری عترت اور اہل بیت سے ایک ایسے شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر صفحہ ۶۴ باب چہارم فصل اول میں ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے نقل ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "مہدی اس وقت تک ظاہر نہ ہوگا جب تک

کہ لوگوں کے درمیان شدید خوف و ہراس نہ پھیل جائے، لوگ زلزلوں اور فتنوں کی آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ عربوں کے درمیان طاعون اور ایک شمشیر برندہ نمودار نہ ہو جائے، لوگوں میں پھوٹ نہ پڑ جائے اور ان کا دین ابتری کا شکار نہ ہو جائے، اور ان کی حالت دگرگوں نہ ہو جائے، یہاں تک کہ تمنا کرنے والا ہر شخص، صبح و شام موت کی تمنا کرے گا۔۔۔ یہاں تک کہ آخر میں فرمایا:

"اس ناامیدی اور یاس کے دور میں اس کا خروج ہوگا، خوشا نصیب کہ جو لوگ اس کو پالیں اور اسکے انصار و اعوان میں سے ہوں۔ اور بدبختی ہے سراسر بدبختی اسکے لئے کہ جو اسکی مخالفت اور حکم کی سرتابی کرے۔

ایضاً اسی فصل میں جناب ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: میرے بعد ایسے فتنے سر اٹھائیں گے جن سے گلوخلاصی میسر نہ ہو گی، ان میں گھمسان کا رن پڑے گا اور جس کا رخ جس طرف ہو گا وہیں بھاگ جائے گا، اور پھر ان فتنوں سے شدید فتنے سر اٹھائیں گے، جیسے ہی پچھلے ختم ہونگے، نئے فتنے اپنا سر اٹھالیں گے، یہاں تک کہ عرب کا کوئی گھر ایسا نہ ہو گا جس میں فتنے نہ پہنچیں اور کوئی مسلمان ایسا نہ ہو گا جس پر ان فتنوں کی افتاد نہ پڑے۔ یہاں تک کہ میری عترت میں سے ایک شخص خروج کرے۔

حافظ ابو محمد حسین اپنی کتاب المصابیح جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ میں، اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن لوحہ ۱۰ میں انہی معانی کی حامل روایات کا ذکر کیا ہے۔

اسکے علاوہ صحیح بخاری سے بھی اسکی بشارت ملتی ہے۔

ابن حجر صواعق میں، ابوعبداللہ حاکم کی کتاب "صحیح" سے اور وہ رسول اللہؐ

سے نقل کرتے ہیں کہ: آخری زمانے میں میری امت پر شدید آفات کا نزول ہو گا کہ ان سے شدید آفات کبھی سنی بھی نہ گئی ہو نگی، یہاں تک کہ کوئی شخص بھی اپنے لئے جائے پناہ نہ پاسکے گا، تو خداوند تعالی میری عترت اور اہل بیت سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

سید خراسانی

عقد الدرر باب پنجم صفحہ ۱۲۶ میں حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد سے اور وہ سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مشرق سے بنی عباس کی حمایت میں کچھ لوگ اٹھیں گے اور پھر وہی ہو گا جو خدا چاہے گا، پھر چھوٹے چھوٹے سیاہ پرچم نمودار ہونگے، اور آل ابی سفیان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص سے جنگ کریں گے کہ جس نے مہدی کی اطاعت سے انکار کر دیا ہو گا۔

ایضاً مذکورہ باب میں حافظ ابو عبد اللہ نعیم سے انکی کتاب الفتن لوحہ ۹۸ تا ۹۹ اور اس میں محمد بن حنفیہ سے نقل کرتے ہیں کہ: خراسان کی سرزمین سے ایک پرچم نمودار ہو گا۔ انکے لباس سفید ہونگے اور آگے آگے بنی تمیم سے تعلق رکھنے والا ایک شخص چل رہا ہو گا، اس کو تمیم بن صالح کہہ کر پکارا جاتا ہو گا۔ پھر کہا کہ: اس موقع پر لوگ مہدی کے ظہور کی آرزو کریں گے اور اسی کو چاہیں گے۔

ایضاً مذکورہ باب میں حافظ ابو نعیم سے اور وہ شریح بن عبید، راشد بن سعد اور حمزہ بن حبیب سے اور یہ افراد اپنے اساتذہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ""اہل مشرق بنی ہاشم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت

کریں گے' پھر کہا کہ اگر فلک بوس پہاڑ بھی ان کی راہ میں حائل ہوں تو یہ ان کو تہس نہس کر دیں گے۔ پھران لوگوں کا سفیانی کے لشکر سے آمنا سامنا ہو گا' جس میں سفیانی کا لشکر ان لوگوں کو شکست دے گا' اور بڑے پیمانے پر قتل عام ہو گا۔ پھر ایک کے بعد دوسرے شہر سے سفیانی ان کو شکست دے کر بھگا تا رہے گا یہاں تک کہ عراق تک پہنچ جائینگے۔ پھر ان کے اور سفیانی کے درمیان گھمسان کا رن پڑے گا جس میں میدان سفیانی کے ہاتھ رہے گا' بنی ہاشم سے تعلق رکھنے والا یہ شخص مکہ مکرمہ کی جانب فرار کرے گا اور شعیب بن صالح (ہاشمی لشکر کا ایک سردار) چھپ چھپا کر بیت المقدس کی سمت نکل جائے گا' اور جب مہدی ظہور کریں گے تو ہاشمی بھی خارج ہو گا۔

نفس زکیہ کا قتل

عقد الدرر باب چہارم صفحہ ۲۶ فصل اول میں حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۹۳ سے اور وہ عمار بن یاسر سے نقل کرتے ہیں کہ : جب نفس زکیہ قتل کیا جائے گا تو اس وقت منادی آسمان سے ندا دے گا کہ ' جان لو! تمہارا امیر وہی ہے (یعنی مہدی) کہ جو زمین کو حق و عدل سے بھر دے گا۔

ایضا عقد الدرر صفحہ ۲۶ کی مذکورہ فصل ہی میں حافظ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۸۸ تا ۸۹ سے اور کعب الاحبار وہ امور نقل کرتے ہیں کہ جو ظہور حضرت مہدی سے پہلے واقع ہوں گے۔ کعب الاحبار کا کہنا ہے کہ : مدینے کو مباح اور نفس زکیہ کو قتل کر دیا جائے گا۔

ایضا باب چہارم صفحہ ۱۱۱ فصل سوم میں ابو عبداللہ الحسین بن علی علیہما

السلام سے منقول ہے کہ مہدی کے ظہور کی پانچ علامتیں ہیں۔ سفیانی' یمانی' صیحہ آسمانی' بیداء کی زمین کا دھنس جانا' اور قتل نفس زکیہ۔

دجال کا خروج

عقد الدرر صفحہ ۱۲۱ کے باب پنجم میں بخاری و مسلم سے اور یہ دونوں معاذ بن جبل سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ حق کی خاطر قتال کرتے رہیں گے اور اپنے سامنے آنے والے ہر شخص پر غلبہ حاصل کر لیں گے' یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص تک دجال سے قتال کرے گا۔"

ایک اور روایت میں "کچھ لوگ" کے بجائے "میری امت کے کچھ عمائدین یا سربرآوردہ افراد" ہے۔

عقد الدرر کے باب نہم فصل سوم میں درج ذیل حدیث کے بارے میں ابو عبداللہ حاکم کی کتاب مستدرک سے یہ بات نقل ہے کہ: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط کے لحاظ سے صحیح اور معتبر ہے لیکن تب بھی امام مسلم نے اس حدیث کو نقل نہیں کیا ہے۔

یہ حدیث جابر بن سمرہ سے اور وہ نافع بن عتبہ سے نقل کرتے ہیں کہ نافع نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ تم لوگ جزیرہ نمائے عرب سے قتال کرو گے۔ خدا تمہیں اسکی فتح نصیب کرے گا' پھر فارس سے قتال کرو گے۔ خدا تمہیں اسکی فتح نصیب کرے گا' پھر تم لوگ دجال سے قتال کرو گے۔ (حدیث ملاحظہ کریں) (المستدرک ج ۴۔ ص ۴۲۶)

ایضاً بارہویں باب صفحہ ۲۵۲ کی دوسری فصل میں ابو العباس احمد بن یحییٰ بن

تغلب سے نقل ہے کہ دجال کو اس لئے دجال کہا گیا ہے کیونکہ یہ مکر و فریب سے کام لیتا ہے اور حقائق کو برعکس دکھاتا ہے۔ کیونکہ عرب جب تلوار کو صیقل دینے کے بعد چمکا لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: "دجلت السیف" یعنی میں نے اپنی تلوار کو خوب چمکا لیا ہے۔ اور اسی طرح اونٹوں کے بدن پر جلدی بیماری سے بچاؤ کے لئے جب ایک مخصوص تیل ملتے ہیں تو کہتے ہیں۔ "دجلت البعیر" میں نے اونٹ کو خوب چمکا لیا ہے۔

ایضاً اسی فصل اور اسی باب میں بخاری سے اور وہ انس بن مالک سے رسول اللہؐ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"کوئی نبی ایسا نہیں گذرا کہ جس کی امت کو کذاب اور اعور دجال نے خوفزدہ نہ کیا ہو۔"

ابن حجر نے صواعق میں ابوالحسین ابری کا یہ جملہ نقل کیا ہے کہ "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی روایات اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر استفاضہ بلکہ تواتر کی حدود کو پہنچ گئی ہیں، جن میں آپؐ نے مہدی کے خروج، ان کے اہل بیت سے تعلق، سات برس تک حکومت کرنے، نیز زمین کو عدل سے بھرنے، حضرت عیسیٰ کے ہمراہ خروج کرنے اور ان کی دجال کے قتل میں مدد کرنے کا ذکر ہے۔۔۔۔۔" (روایت جاری ہے)

سفیانی کا خروج

عقد الدرر کے باب چہارم فصل دوم صفحہ ۶۷ میں عبداللہ بن صفوان سے روایت نقل ہے کہ مجھے جناب حفصہ نے خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ : "یقیناً یہ بیت (بیت اللہ الحرام) اس فوج سے محفوظ رہے گا جو اس پر چڑھائی کرے گی' یہاں تک کہ جب وہ لشکر سرزمین بیداء پر پہنچے گا تو اس کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا اور پھر آگے والے پیچھے والوں کو پکاریں گے' پھر تمام کا تمام لشکر دھنس جائے گا اور ان کی اطلاع لانے والے شخص کے علاوہ کوئی نہ بچے گا۔

پھر صفوان سے ایک شخص نے کہا : میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے حفصہ پر جھوٹ نہیں باندھا اور گواہی دیتا ہوں کہ حفصہ نے نبیؐ پر جھوٹ نہیں باندھا۔

امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

ایضاً اسی فصل میں صفحہ ۶۸ امام مسلم کی کتاب صحیح میں عبید اللہ بن قبطیہ سے روایت نقل ہے کہ : میں حرث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان کے ہمراہ "عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں' ام المومنین ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو ان دونوں نے زمین میں دھنس جانے والے لشکر کے بارے میں پوچھا: آپؓ نے فرمایا : رسول اللہؐ نے فرمایا : ایک شخص بیت اللہ الحرام میں پناہ لے گا' پھر اس (کو ختم کرنے) کے لئے ایک لشکر بھیجا جائے گا جب وہ لشکر سر زمین بیداء پر پہنچے گا تو زمین میں دھنس جائے گا۔

میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا : یا رسول اللہؐ! اسکے بارے میں آپؐ کیا فرماتے ہیں کہ جس کو زبردستی لشکر میں شامل کیا گیا ہو؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: "وہ بھی لشکر کے ساتھ زمین میں دفن ہو جائے گا' لیکن خدا روز قیامت اسکو اسکی نیت کے مطابق محشور کرے گا۔"

حضرت ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے مروی ہے کہ یہ سرزمین بیداء نے

مدینہ ہے۔

عقد الدرر کے باب چہارم صفحہ ۱۰۶ فصل سوم میں حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۹۳ سے اور اس میں زہری سے نقل ہے کہ : جب سفیانی اور مہدی، قتال کے لئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے تو اس دن لوگ آسمان سے ایک آواز سنیں گے کہ : جان لو اولیاء اللہ اس شخص (مہدی) کے اصحاب میں سے ہیں۔

عقد الدرر باب چہارم فصل دوم میں حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد (الفتن لوحہ ۵۵) سے اور وہ خالد بن سفیان سے نقل کرتے ہیں کہ : سفیانی جب خروج کرے گا، تو اس کے ہاتھ میں تین عدد بانس ہونگے، ان سے جس کو بھی مارے گا وہ مر جائے گا۔

عقد الدرر باب چہارم صفحہ ۷۱ فصل دوم میں حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور حافظ ابو عبداللہ اپنی کتاب مستدرک میں مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں راقم ہیں کہ : یہ حدیث صحیح السند ہے، لیکن تب بھی بخاری اور مسلم نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

اس حدیث کو مستدرک میں مختصر سے اور انھوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ : ''خبردار! میں تمھیں اپنے بعد واقع ہونے والے سات فتنوں سے دور رہنے کی تاکید کرتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینے سے سر اٹھائے گا۔ ایک مکے سے۔ ایک یمن سے۔ ایک شام سے۔ ایک مشرق سے۔ ایک مغرب سے اور ایک فتنہ شام کے بیچوں بیچ سے اور یہ فتنہ سفیانی ہوگا۔

ابن مسعود نے کہا کہ: تم میں سے کچھ لوگ ان فتنوں کے اوائل کو پائیں گے' اور تم میں سے اس امت کے کچھ لوگ ان فتنوں کے اواخر کو۔

ولید بن عیاش نے کہا کہ: مدینے کا فتنہ طلحہ و زبیر کی جانب سے تھا' شام کا فتنہ بنی امیہ کی کارستانی ہے اور مشرق کا فتنہ ان لوگوں کی جانب سے ہوگا (یعنی بنی عباس)۔

عقد الدرر صفحہ ۸۷ کے باب چہارم فصل دوم میں جابر بن یزید جعفی سے نقل ہے کہ: ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"اے جابر! بے حس و حرکت ہو کر ایک جگہ بیٹھ جاؤ' اور جو علامت میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں ان کو دیکھے بغیر ہرگز اپنی جگہ سے نہ ہلنا ---------- پھر فرمایا کہ شام میں تین پرچم نمودار ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ: سفیانی کوفہ کی جانب ستر ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر بھیجے گا جو کوفے میں قتل و غارتگری کا بازار گرم کرے گا اور ان (کوفیوں) کو قیدی بنائے گا' اسی دوران' خراسان کی جانب سے کچھ پرچم نہایت سرعت کے ساتھ آگے آئیں گے' یہ لوگ مہدی کے انصار و اعوان ہیں ---- پھر آگے چل کر فرمایا کہ: پھر سفیانی مدینے کی جانب چند دستوں کو بھیجے گا' تو مہدی وہاں سے مکے کی طرف آئے گا۔ سفیانی کے دستوں کا سالار جب اس بات سے مطلع ہوگا تو مہدی کے تعاقب میں ایک دستے کو روانہ کرے گا لیکن اسکوٹ پا سکے گا --- پھر فرمایا کہ: سفیانی کے لشکر کا سپہ سالار بیداء کے مقام پر توقف کرے گا اور آسمان سے ندا آئے گی کہ: اے سرزمین بیداء اس قوم کو ہلاک کر دے۔ اور پھر یہ لشکر زمین میں دفن ہو جائے گا۔

(حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ میں الدر المنظم سے نقل ہے کہ:

ظہور مہدی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی سفیانی کا خروج ہے کہ جو تیس ہزار کا لشکر مکے کی جانب روانہ کرے گا اور بیداء کے مقام پر زمین اس لشکر کو نگل جائے گی۔۔۔۔۔۔

ابن ابی الحدید' اپنی شرح نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کے غیبی امور کی خبر دینے کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے' رقمطراز ہیں کہ: ابوداؤد طیالسی نے سلیمان بن زریق سے اور انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے نقل کیا اور انہوں نے کہا کہ مجھے ابوالعالیہ نے خبر دی کہ: مجھے علی بن ابی طالبؑ کے خادم مزرع نے بتایا کہ یقیناً ایک لشکر اس طرف کا رخ ضرور کرے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ سرزمین بیداء پر پہنچے گا تو زمین اس کو نگل لے گی۔

ابوالعالیہ نے مزرع سے کہا کہ: تم تو غیب کی خبریں دے رہے ہو۔

مزرع نے جواب دیا: جو باتیں تمہیں بتا رہا ہوں ان کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلو کیونکہ یہ باتیں مجھے صداقت کے پیکر علی بن ابی طالبؑ نے بتائی ہیں۔

ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ بیداء کی سرزمین کے لشکر کو نگل لینے کی حدیث' بخاری و مسلم' دونوں نے اپنی کتاب "صحیح" میں جناب ام المومنین ام سلمہؓ سے نقل کی ہے۔ کہ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا کہ ایک قوم بیت اللہ کی جانب آئے گی اور جب یہ لوگ بیداء کی سرزمین پر پہنچیں گے تو زمین انکو نگل لے گی۔

جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا: شاید ان کے درمیان مکرہ۱ اور کارہ۲ بھی ہو۔ آپؐ نے فرمایا: وہ بھی دھنس جائیں گے لیکن روز قیامت اپنی نیتوں کے مطابق محشور ہونگے۔

ابن ابی الحدید کا کہنا ہے کہ: ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ یہ مقام بیداء کسی بھی سرزمین پر واقع ہو سکتا ہے؟

آپؑ نے جواب دیا: ہرگز نہیں' یہ بیداء بیدائے مدینہ ہے۔

بخاری نے اس حدیث کے کچھ حصے کو اور مسلم نے باقی ماندہ کو نقل کیا ہے۔

اسعاف الراغبین میں مرقوم ہے کہ: متعدد روایات میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سفیانی' مہدی کی جانب شام سے ایک لشکر بھیجے گا جس کو بیداء کی سرزمین نگل لے گی' اور اس لشکر میں سے صرف ایک شخص اس واقعے کی اطلاع دینے کے لئے بچ جائے گا' اسکے بعد سفیانی اپنے ہرکاروں کے ساتھ مہدی کی طرف اور مہدی اپنے جاں نثاروں کے ساتھ سفیانی کی طرف بڑھے گا اور پھر فتح مہدی کی ہوگی اور سفیانی ذبح کیا جائے گا.........."

کلام مصنف: معتبر احادیث میں ہمیں یہ نہ مل سکا کہ دونوں لشکر کس مقام پر روبرو ہونگے' لیکن شاید یہ مقام کوفے اور مدینے کے درمیان ہو (واللہ اعلم)

۱۔ جسکو زبردستی لشکر میں لایا گیا ہو۔

۲۔ لشکر میں زبردستی نہ لایا گیا ہو لیکن بعد میں وہ اس لشکر میں رہنے پر رضامند نہ ہو۔

الفصول المهمہ:

صاحب کتاب بارہویں فصل میں رقم طراز ہیں کہ : ظہور حضرت مہدی کی بہت سی علامات اور نشانیاں احادیث میں ذکر ہوئی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو آپؑ کے ظہور سے پہلے اور کچھ بعد میں واقع ہوں گی۔ ان میں چند علامات اور نشانیوں درج ذیل ہیں :

سفیانی کا خروج ' سید حسنی کا قتل ' بنی عباس کا سلطنت پر جھگڑا ' معمول کے برخلاف اور ماہرین فلکیات کے حساب کے برعکس سورج کا نیمہ شعبان اور چاند کا شعبان میں گہن لگنا ' جبکہ چاند گہن فقط تیرہویں ' چودھویں یا پندرھویں کی شب کو ہوتا ہے اور اس وقت واقع ہوتا ہے جب آفتاب و مہتاب ایک مخصوص انداز سے ایک دوسرے کے مقابل آجائیں ' نیز سورج گرہن ستائیسویں ' اٹھائیسویں یا انتیسویں تاریخ کو ہوتا ہے اور یہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب آفتاب و مہتاب ایک مخصوص انداز سے ایک دوسرے کے مقابل آجائیں۔ اسکے علاوہ مغرب سے طلوع آفتاب ' نفس زکیہ کا قتل ' جو ستر صالحین اور عبادت گزار بندوں سے ہوں گے ' رکن و مقام کے درمیان مرد ہاشمی کا ذبح ہونا ' مسجد کوفہ کی دیوار کا منہدم ہونا ' خراسان کی جانب سے سیاہ پرچموں کا نمودار ہونا ' یمانی کا خروج ' مصر میں اندلس کے ایک شخص کا ظہور کرنا اور اس کا شام ' لبنان ' فلسطین اور اردن کو قبضے میں لینا ' ترکوں کا الجزائر پر اترنا ' رومیوں کا رملہ کی جانب آنا ' چاند کی مانند چمکدار ستارے کا مشرق میں طلوع ہونا ' اور پھر اس کا قوس کی شکل میں آجانا ' یہاں تک کہ اس کے دونوں کنارے ملتے ہوئے دکھائی دیں۔

ایک سرخی کا آسمان میں نمودار ہونا اور پھر چار سو پھیل جانا' مشرق کے طول میں ایک آگ کا نمودار ہونا اور تین یا سات دن تک فضا میں برقرار رہنا' عربوں کا حکومتی نظام درہم برہم ہونا اور ان کا دیگر شہروں پر قبضہ کرنا اور اپنے عجمی آقاؤں کی سلطنت اور تسلط سے نجات حاصل کرنا' اہل مصر کا اپنے حکمران کو قتل کرنا' شام کا تباہ ہونا' اور پھر تین پرچموں کا گردش میں آنا' قیس اور عربوں کے پرچم کا مصر میں اور کندہ کے پرچموں کا خراسان میں داخل ہونا' عربوں سے سواروں کا آنا یہاں تک کہ وہ "حیرہ" (عراق کا ایک مقام) کے ابتدائی حصے میں پہنچ جائیں' مشرق اور اسکے اطراف سے سیاہ پرچموں کا نمودار ہونا' دریائے فرات میں شگاف پڑنا اور اسکے پانی کا کوفے کے گلی کوچوں میں داخل ہونا' ساٹھ مدعیان نبوت کا ظہور کرنا' آل ابی طالب سے بارہ افراد کا خروج اور ان کا دعوائے امامت کرنا' شیعیان بنی عباس کے ایک صاحب حیثیت شخص کا بغداد میں محلہ کرخ کے پل کے قریب غرق ہو جانا' سورج طلوع ہونے کے ابتدائی اوقات میں شہر بغداد میں سیاہ آندھی کا چلنا' بغداد میں زلزلے کے سبب بہت سے لوگوں کا دھنس جانا' اہل عراق میں خوف و ہراس کی لہر کا دوڑ جانا' اموات کی کثرت کا پھیل جانا' جان و مال و ثمرات کا تباہ ہونا' لوگوں کی کاشت کی ہوئی اشیاء کا فائدہ گھٹ جانا' عجمیوں کے درمیان اختلافات اور خون ریزی' غلاموں کا آقاؤں کی اطاعت سے انکار اور انکو موت کے گھاٹ اتارنا' وقت بے وقت ٹڈیوں کا نمودار ہونا' اسکے بعد یہ تمام چیزیں چوبیس متواتر بارشوں کے بعد ختم ہو جائیں گی' اور پھر زمین اپنی ویرانی اور خشک سالی کے بعد ہری بھری ہو کر اپنی برکتوں کو آشکار کر دے گی' اور حضرت مہدیؑ کے پیروکاروں یعنی حق کے اطاعت گزاروں سے ہر بلا و آفت دور ہو جائے

گی' یہی وہ موقع ہوگا کہ جب آپؑ کے چاہنے والے مکے میں آپؑ کے ظہور سے مطلع ہو جائیں گے اور آپؑ کی نصرت کے لئے مکہ مکرمہ کا رخ کریں گے۔ یہ وہ تمام امور تھے کہ جو روایات میں مذکور ہیں۔

ان واقعات اور علاقوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں کہ جن کا واقع ہونا قطعی اور یقینی ہے اور بعض کا واقع ہونا چند دوسرے واقعات کے واقع ہونے سے مربوط و مشروط ہے۔ اور تمام واقعات و نشانیوں کے رونما ہونے کے بارے میں خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم نے تو یہاں وہی بات نقل کی ہے جو قواعد کے مطابق ثابت شدہ اور منقولہ روایت کے مطابق معتبر ہے۔

علی بن یزید ازدی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے جد سے نقل کرتے ہیں کہ: امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمدؐ کے سامنے سرخ موت اور سفید موت کا سلسلہ شروع ہوگا اور موسم بے موسم خون کے رنگ کی مانند ٹڈی دل کا حملہ ہوگا۔ اور سرخ موت کا جہاں تک سوال ہے تو وہ شمشیر ہے' اور سفید موت طاعون۔

اور جابر جعفی سے اور وہ امام ابو جعفر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو جعفرؑ نے مجھ سے فرمایا: کہ بے حس و حرکت ہو کر ایک جگہ ٹک کر بیٹھ جاؤ' اور وہ علامات جو میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں جب تک نہ دیکھ لو' اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلنا' لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ علامات تمہارے سامنے واقع ہوں گی۔ ایک تو بنی عباس کے درمیان پھوٹ پڑنا' آسمان سے منادی کی ندا' سرزمین شام میں "جابیہ" کے نام سے موسوم ایک قریے کا زمین میں دھنس جانا' الجزائر میں ترکوں کا آنا' اہل روم کا رملہ میں اترنا' اس موقع پر تمام ممالک میں اختلافات

کا پھوٹ پڑنا' یہاں تک کہ شام میں تین پرچموں کے اجتماع کی بنا پر شام کا تباہ ہونا۔

اب رہی بات یہ کہ قائم علیہ السلام کا قیام کس برس اور ظہور کس دن ہو گا' تو اس سلسلے میں چند روایات مروی ہیں۔

ابو بصیر' حضرت ابو عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ: قائم ظہور نہ کریگا' بجز طاق برسوں کے۔ یعنی ایک' تین' پانچ' سات' یا نو (کا عدد اس برس کے آخر میں ہو)

ایضا ابو بصیر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ: منادی ماہ رمضان کی تیسویں شب کو حضرت قائمؑ کے نام کی ندا دے گا۔ اور آپ عاشور کے روز قیام کریں گے۔ اور یہ وہی دن ہے کہ جب امام حسینؑ کو قتل کیا گیا۔ اور گویا کہ میں شنبہ کے دن محرم کی دسویں کو' رکن و مقام کے درمیان اس کے ہمراہ کھڑا ہوں۔ اور ایک شخص اس کے نزدیک کھڑا پکار رہا ہے کہ: بیعت کرو بیعت کرو' یہ سن کر اس کے انصار اعوان دنیا کے اطراف و اکناف سے اس کے پاس بیعت کے لئے آئینگے اور دنیا کے فاصلے ان کے لئے سمٹا دیئے جائینگے اور پھر باری تعالی زمین کو اس طرح اسکے ذریعے عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔ بعد ازاں وہ مکے سے کوفے کی جانب روانہ ہو گا اور ایک بلند مقام کو اپنی اقامت گاہ بنائے گا' یہاں سے تمام لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہوئے مختلف شہروں کو روانہ ہو جائینگے۔

عبدالکریم جثعمی سے نقل ہے کہ: میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ: قائم کی حکومت کتنی مدت رہے گی؟ فرمایا: سات برس' اور ان

برسوں کے ایام اسقدر طویل ہونگے کہ ہر سال تمہارے دس سالوں کے برابر ہو گا۔ اور اسطرح یہ سات برس تمہارے ستر برس کے مساوی ہونگے۔

جناب ابو جعفرؑ سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ : جب قائم قیام کرے گا تو کوفے کا رخ کرے گا اور وہاں کی مساجد کو توسیع دے گا، گلی کوچوں میں حائل تمام چبوترے اور منڈیریں توڑ ڈالے گا، پرنالے اور راستے میں حائل دیواریں ختم کر دے گا۔ جس بدعت کو دیکھے گا مٹا دے گا اور ہر سنت کا احیاء کرے گا۔ قسطنطنیہ، چین، اور دیلم کی پہاڑیوں تک کو فتح کرے گا، پھر سات برس تک حکومت کرے گا اور ہر برس کی مقدار تمہارے دس برسوں کے مساوی ہوگی۔

امام ابو جعفر علیہ السلام سے بھی ایسی ہی حدیث نقل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ : "رعب و ہیبت کے سائے میں ہمارے قائم کو نصرت نصیب ہوگی اور اسکی تائید فتح و ظفر کے ہمراہ ہوگی۔ اس کے لئے زمین کے فاصلے سمٹا دیئے جائیں گے اور خزانے آشکار ہو جائیں گے مشرق سے مغرب تک اسی کے نام کا سکہ چلے گا، خدا اسکے دین کو تمام ادیان پر غالب کر کے رہے گا چاہے مشرکین کو یہ امر کتنا ہی ناگوار گزرے، زمین پر موجود ہر منہدم کی تعمیر کرے گا، زمین اپنے اوپر اگنے والی تمام چیزوں کی ظاہر کر دے گی اور جس طرح لوگ اسکے زمانے میں نعمتوں میں غرق ہونگے، اس سے پہلے کبھی وہ نعمتیں ان کو نصیب نہ ہوئی ہونگی۔

راوی کہتا ہے میں نے پوچھا۔ یا بن رسول اللہؐ آپ کا قائم کب خروج کرے گا؟" فرمایا : جب مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی شباہت اختیار کر لیں، عورتیں زین پر سوار ہونے لگیں۔ لوگ نماز کو مردہ کر دیں، شہوتوں کی پیروی

کریں' سودخوری کی عادت ہو جائے' خون ریزی معمولی کام سمجھا جائے علین دین میں سود شامل ہو' زنا بیانگ دہل ہو' عمارتیں مستحکم' جھوٹ جائز اور رشوتوں کا بازار گرم ہو' نفسانی خواہشات کی غلامی ہو' دین کو دنیا کی خاطر بیچ دیا جائے' قطع رحم کیا جائے' اطعام طعام پر احسان جتایا جائے' حلم کمزوری اور ظلم فخر بن جائے' امراء فاجر وزرا دروغ گو ہو جائیں' امانتدار خیانت کرنے لگیں' مشیر ظالم اور قاری فاسق ہو جائیں' ظلم و جور کا دور دورہ ہو' طلاق کی کثرت ہو' نت نئے گناہ انجام دیئے جائیں' جھوٹی شہادت قبول کی جائے' شراب خواری عام ہو' مرد مردوں سے شہوت کی آگ بجھائیں اور عورتیں عورتوں سے لذت حاصل کریں۔ شرعی خراج کو مال غنیمت گردانا جائے اور صدقہ دینا قرض کی طرح خسارے کا باعث سمجھا جائے۔ بدکردار لوگوں کی زبان درازی کے سبب ان سے دور رہا جائے' سفیانی شام اور یمن سے خروج کرے' مکے اور مدینے کے درمیان سرزمین بیداء دھنس جائے' آل محمدؐ سے ایک نوجوان رکن و مقام کے درمیان قتل ہو جائے اور پکارنے والا آسمان سے پکارے کہ حق اسکے (مہدی) اور اسکے پیروکاروں کے ساتھ ہے' تب ہمارے قائم کے خروج کا وقت ہو گا اور جب وہ خارج ہو گا تو خانہ کعبہ سے ٹیک لگائے گا اور اسکے پیروکاروں میں سے تین سو تیرہ اشخاص اسکے گرد جمع ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے وہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کرے گا کہ : "

بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مومنین" (سورہ ہود - آیت ۸۶)

اور پھر کہے گا کہ میں ہی بقیۃ اللہ' خدا کا خلیفہ اور تم پر اسکی جانب سے حجت ہوں پھر کوئی مسلمان اس کو السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی الارض کہے بغیر سلام نہ کرے گا۔ اسکے گرد جب دس ہزار ساتھیوں کی تعداد پوری ہو جائے گی تو نہ پھر

کوئی یہودی باقی رہے گا نہ کوئی نصرانی اور نہ ہی غیر اللہ کی پرستش کرنے والا، بجز اسکے کہ مہدی پر ایمان لے آئے امت، امت واحدہ یعنی امت اسلامیہ بن جائے گی۔ اور جب بھی زمین پر کوئی غیر خدا کی پرستش کرنا چاہے گا آسمان سے ایک آگ نازل ہو کر اس کو جلا دے گی۔ (یعنی اس غیر خدا کو)۔

بعض جید اور با منزلت علماء کا کہنا ہے کہ: مہدی ہی قائم منتظر ہیں۔ متعدد احادیث آپؑ کے ظہور کے رونما ہونے اور پھر نور ظہور کے جگمگانے کی خبر دیتی ہیں۔ اور بہت جلد اسی نور کی دمک سے روز و شب کی تیرہ بختی ختم ہونے والی ہے۔ ظلم و گمراہی کی رات آپؑ ہی کے دیدار کی تجلی سے سر آئے گی۔ پھر غیبت کے راز آشکار اور قلوب شاد و مسرور ہونگے۔ آپؑ کی عادلانہ حکومت تمام آفاق کا احاطہ کرے گی۔ اور بدر کامل بھی آپؑ کی چمک کے آگے ماند ہو گا۔

فصلِ ہشتم

ظہورِ مہدیٔ منتظرؑ کے بارے میں

اس فصل میں حضرت مہدی منتظر (علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام) کے ظہور اور آپؑ کے انتظار کی فضیلت کے بارے میں گفتگو ہو گی۔ نیز آپؑ کے ظہور کے آخری زمانے میں ہونے کے علاوہ ظہور کے وقت کے بارے میں کسی اور قسم کے تعین کی ممانعت۔ اسکے علاوہ آپؑ کے ظہور کا مقام، بیعت کی کیفیت، اس روز آپؑ کے چہرے پر موجود حسن و جمال، آپؑ کے انصار و اعوان کی تعداد اور آپؑ کی نافذ کردہ اصلاحات کے بارے میں اطلاعات بہم پہنچائی جائینگی۔

انتظار کی فضیلت

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۹۳ میں مناقب خوارزمی سے، اور وہ اپنے والد سے، اور وہ اپنے جد سے، اور وہ امیرالمومنینؑ سے، اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"انتظار فرج، بافضیلت ترین عبادت ہے۔"

صاحب کتاب ینابیع المودۃ کہتے ہیں کہ: یعنی ظہور حضرت مہدیؑ کے ذریعے مشکلات سے رہائی کا انتظار۔ (تمام ہوا کلام ینابیع)

کلام مصنف : اس روایت کے مضمون کی تائید ہمارے راویوں کی نقل کردہ متعدد روایات کرتی ہیں۔

انتظار کے معنی ہیں کسی امر کے حصول اور واقع ہونے کی توقع۔ نیز انتظار ظہور حضرت مہدیؑ کے نتیجے میں حاصل شدہ فوائد کسی سے ڈھکے چھپے نہیں، وہ تمام اصلاحات کہ جن کا نفع اور فائدہ ایک ایک انسان کو پہنچے گا، چہ جائیکہ وہ فوائد کہ جو کرہ ارض پر موجود انسانی معاشرے اور خصوصاً شیعوں کو پہنچیں گے۔

اول : انتظار (خواہ کسی بھی شے کا ہو) بجائے خود نفس انسانی کے لئے ایک اہم اور کٹھن ریاضت ہے۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ انتظار، قتل ہو جانے سے زیادہ سخت اور مشکل امر ہے۔ اس کا لازمی مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی انسان کسی کے انتظار کی گھڑیاں گن رہا ہوتا ہے تو اس کی سوچ، خیال اور فکر کا دھارا اسی سمت بہنے لگتا ہے، اور وہی امر اس کے افکار کا محور قرار پاتا ہے۔ نیز اس حالت کے وجود میں آنے کے سبب انسان کی ذات میں دو امر پیدا ہوتے ہیں۔

۱) انسان کی تمام فکری قوتیں مجتمع ہو کر اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی طاقت و صلاحیت میں اضافہ کرتی ہیں۔

۲) انسان میں اپنی تمام فکری قوتوں اور ذہنی صلاحیتوں کو ایک نقطے پر مرتکز کرنے کی قابلیت پیدا کرتی ہے۔

اور یہی وہ دو اہم ترین امور ہیں کہ جن کا ہر ایک انسان، اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لئے محتاج ہے۔

دوم: اگر انسان یہ جانتا ہو کہ اسکی ان مصیبتوں اور لاحق پریشانیوں کی بہت جلد تلافی اور دادرسی ہوگی تو پھر یہ مصیبتیں اور پریشانیاں اسکے لئے آسان اور اسکی تلخیاں کم ہو جاتی ہیں۔

کجا وہ مصیبت کہ جس کی تلافی اور دادرسی کا انسان کو علم ہی نہ ہو اور کجا وہ مصیبت کہ جس کی تلافی اور دادرسی کا یقین ہو۔ دونوں میں یقیناً بہت زیادہ فرق ہے۔ خصوصاً جب یہ یقین ہو کہ ان مصائب کی بہت جلد تلافی ہوگی۔ اور حضرت مہدیؑ اپنے ظہور کے ساتھ ہی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

سوم: آپؑ کے ظہور کا انتظار خود بخود اس جذبے کو جنم دیتا ہے کہ انسان آپؑ کے محبوں اور چاہنے والوں میں سے قرار پانے کی تمنا کرے بلکہ آپؑ کے جاں نثاروں اور مددگاروں کی صف میں شامل ہو۔ اور یہی جذبہ انسان کو تہذیب نفس اور اصلاح کردار کی طرف دھکیلتا ہے۔ تاکہ وہ جاں نثاران حضرت مہدیؑ کے زمرے میں قرار پائے اور آپؑ کی رکاب میں جہاد کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ یقیناً یہ آرزو اس اخلاق حسنہ کے ساتھ ہی ممکن ہے کہ جو آج ہمارے درمیان بہت کم پائے جاتے ہیں۔

چہارم: یہ انتظار انسان کو نہ فقط اپنی بلکہ دوسروں کی بھی تہذیب نفس کی دعوت دیتا ہے۔ نیز حضرت مہدیؑ کی دشمن پر فتح و نصرت کے تمام اسباب کو آمادہ اور مہیا کرنے کا بھی حکم دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان تمام متعلقہ علوم اور مہارتوں کو حاصل کرنے کی تگ و دو میں لگ جاتا ہے۔ خصوصاً جب انتظار کرنے والے کو یہ علم ہو کہ دشمن پر آپؑ کا غلبہ ظاہری اسباب کے ذریعے ہوگا۔

یہ وہ آثار اور نتائج تھے کہ جو صدق دل سے ظہور کا انتظار کرنے کے نتیجے

میں حاصل ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ یہی آثار انسان کے بعض درج ذیل اخلاق حسنہ اور اندرونی حالت کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔

اول : کیونکہ آپ کا منتظر اس بات کو (ازروئے عقل و روایات) جان چکا ہے کہ ہر زمانے میں ایک (معصوم) امام کی موجودگی ضروری ہے۔ نیز یہ بھی جانتا ہے کہ حال حاضر میں حضرت مہدیؑ ہی وہ امام ہیں۔ بنابراین وہ ایک پوشیدہ اور مخفی شئے پر بن دیکھے ایمان لایا ہے یعنی وہ آپؑ کو دیکھے بغیر آپؑ کی امامت پر ایمان لایا ہے' اور یہی چیز اس شخص کے عقلی کمال اور دانائی کی علامت ہے۔

دوم : یہ انتظار اس امر کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ آپؑ کا منتظر اقامہ عدل و انصاف کی تمنا' قوانین و حدود الٰہی کے اجراء کی خواہش اور تمام امور کے اسکے صحیح محور پر گھومنے کی آرزو رکھتا ہے۔ نیز یہ بھی چاہتا ہے کہ ہر انسان بلکہ ہر موجود اس مقصد اور منزل تک پہنچ جائے جس کے لئے خلق کیا گیا ہے۔

سوم : اس انتظار کی بدولت یہ امر بھی سامنے آتا ہے کہ آپؑ کے منتظر کے دل میں اہل بیت و ذوی القربیٰ کی سچی محبت' مودت اور ولاء موجزن ہے۔ کیونکہ ظہور حضرت مہدیؑ کے سائے میں ہی اہل بیت کی حکومت کا قیام عمل میں آئے گا' زمام امور انکے ہاتھوں میں جائے گی اور ان کے تمام چھینے گئے حقوق لوٹائے جائیں گے۔

چہارم : یہ انتظار اس بات کا بھی اعلان کرتا ہے کہ آپؑ کا منتظر بنی نوع انسان سے محبت کرتا ہے اور فرزندان آدم کی فلاح و بہبود کا آرزومند ہے۔ کیونکہ طے شدہ امر ہے کہ وہ خیر و برکات جو امام مہدیؑ کے ظہور کی بدولت حاصل ہوں گی ان کا فائدہ تمام موجودات کو پہنچے گا۔

مذکورہ بالا سطور میں ہم نے آپؑ کے انتظار کے نتیجے میں حاصل شدہ فوائد اور آپؑ کے منتظر کے بعض اخلاق و اوصاف حمیدہ کی جانب جزئی اشارہ کیا۔ جبکہ اس سلسلے میں ائمہ علیہم السلام سے مروی روایات میں ان سے کہیں زیادہ فوائد کا ذکر ہے جیسا کہ روایات پر نظر رکھنے والا شخص جانتا ہے۔

اس مقام پر نہایت مناسب ہو گا کہ ہم اس سلسلے میں ایک روایت کا اقتباس پیش کریں۔

شیخ صدوق کمال الدین میں عمار ساباطی سے اور وہ امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں بتلایا گیا ہے کہ باطل حکومت کے ایام میں عبادات کا بجالانا، حق کی حکومت کے ایام میں بجالانے سے احسن و افضل ہے۔ نیز باطل حکومت کے دوران اجر و ثواب کی مقدار بھی بیشتر ہے۔

عمار کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: آپ کے قربان جاؤں! پس ہم حق کی سربلندی اور قائم (آل محمد) کے اصحاب میں شامل ہونے کی تمنا نہ کریں؟ کیونکہ آج (جبکہ حکومت وقت ظالم و جابر اور باطل ہے) ہم آپ کی امامت اور اطاعت کے زیر سایہ تمام عبادات کو بجا لا رہے ہیں جو کہ حق کی حکومت کے دوران بجا لانے سے افضل و احسن ہے۔

آپ علیہ السلام نے جواب دیا: سبحان اللہ! کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ خداوند تعالی دنیا کے چپے چپے میں عدل و انصاف کو نافذ کرے۔ عوام الناس کی حالت بہتر ہو۔ اختلافات کو دور کرے۔ اور ایک دوسرے سے دور قلوب میں الفت و محبت پیدا کرے۔ خدا کی زمین میں خدا کی نافرمانی نہ ہو۔ حدود الٰہی کو

خلق خدا میں اجراء کرے۔ حق دار کو حق ملے اور پھر حق اس شان سے آشکار ہو کہ کسی کے بھی خوف کی بنا پر چھپایا نہ جاسکے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

توقیت[۱] کی ممانعت

ینابیع المودۃ صفحہ ۴۵۴ میں فرائد السمطین سے اور اس میں احمد بن زیاد سے اور وہ دعبل بن علی خزاعی سے انکی وہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں دعبل نے اپنا مشہور قصیدہ تائیہ 'حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور اسی میں چند اشعار حضرت مہدیؑ کے بارے میں بھی تھے۔ قصیدہ سننے کے بعد امامؑ نے فرمایا تھا کہ: روح القدس تمہاری زبان کے ذریعے کلام کرتا ہے' آیا تم جانتے ہو کہ یہ امام (مہدی) کون ہے؟ پھر امام رضاؑ نے خود فرمایا کہ:

"اس امام کا انکی غیبت کے دوران انتظار کیا جارہا ہے' اور ظہور کے موقع پر اطاعت کی جائے گی' پھر فرمایا کہ: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کب قیام کرے گا تو یہ "وقت" کی خبر دینا ہے (کہ جس کی ممانعت کی گئی ہے) مجھے میرے والد نے بتایا اور انہیں ان کے آباؤ اجداد نے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "ظہور کی مثال قیامت کی مانند ہے "لاتاتیکم الابغتۃ"

کلام مصنف: غیبت کے سلسلے میں بعض روایات میں (جیسا کہ گزشتہ صفحات پر گزرا) ملتا ہے کہ: آپؑ شہاب ثاقب کی سی سرعت کے ساتھ نمودار ہونگے۔ یا بعض آئندہ صفحات میں ذکر ہونے والی روایت میں ہے کہ: خدا

---

۱ توقیت: "وقت" سے نکلا ہے جسکے معنی ہیں کسی وقت کا تعین کرنا۔

(ظہور) حضرت مہدیؑ کا بندوبست ایک رات میں کردے گا۔

شاید یہ تمام عبارات ظہور کے اچانک واقع ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور اسکے بارے میں صرف اس امر کا خالق ہی جانتا ہے۔

روایات میں جس امر کی بھرپور تاکید کی گئی ہے وہ آپؑ کے ظہور کا تعین نہ کرنا اور اسکی مدت کا علم خداوند تعالی کو سونپ دینا ہے، یہاں تک کہ بعض روایات میں ہے۔

"کذب الوقاتون یا کذب الموقتون"

"جھوٹ بولتے ہیں (ظہور کے) وقت کا تعین کرنے والے۔"

توقیت کو ترک کرنے اور آپ کے ظہور کے ہر زمانے اور ہر سال تو کیا، ہر ماہ ہر جمعہ بلکہ ہر روز واقع ہونے کا امکان دینے میں چند مصلحتیں پوشیدہ ہو سکتی ہیں۔

(۱) مفہوم بداء اپنے اس صحیح معنی کے ساتھ، جسکے ہم شیعہ قائل ہیں، خداوند تعالی کے حق میں ثابت ہے۔ یقیناً مشیت خداوندی تمام مقدرات میں دخل رکھتی ہے جسکے سبب ان میں تقدیم و تاخیر، اور تغیر و تبدل واقع ہو سکتا ہے۔ لہذا اگر ائمہ علیہم السلام آپؑ کے ظہور کی مدت کو معین کر دیتے اور پھر اس معین وقت میں بداء ظاہر ہو جاتی تو اس صورت میں لوگ غیبت اور ظہور کے بارے میں شک و شبہ کا شکار ہو جاتے، بلکہ خبر دینے والا بھی اس شک و شبہ کی زد میں آجاتا۔ لہذا ائمہ علیہم السلام نے فرمایا کہ:

"ہمارا کوئی وقت نہیں اور نہ ہی ہم اس کو معین کریں گے۔"

(۲) توقیت کا ترک کرنا اور اس مسئلے کا خداوند تعالی کو سونپ دینا، نیز ہر روز آپؑ کے ظہور کے واقع ہونے کا امکان دینا یقیناً آتش شوق کو بھڑکانے اور تعجیل

ظہور اور آپؑ کے قیام کی دعا میں شدت کا باعث ہو گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپؑ کا ظہور مومنین کی دعا اور شدت شوق پر موقوف ہو۔

(۳) اگر آپؑ کے ظہور کا وقت معین ہو اور لوگوں کے علم میں بھی ہو (اگرچہ فقط خواص ہی کے علم میں کیوں نہ ہو) لیکن پھر بھی اس معین مدت میں ظہور کے بعد ہر خاص و عام آپؑ کے وجود سے باخبر ہو جائیگا۔ اور بلاشک آپؑ کے دشمن بھی اس معینہ مدت کے انتظار میں آپؑ کی گھات میں ہوں گے' تاکہ ظہور کے فوراً بعد آپؑ سے جنگ کی جا سکے۔ دوسری طرف یہ امر تقریباً ناممکنات میں سے ہے کہ ظہور کے شروع دن سے ہی آپؑ کی افرادی قوت' آپؑ کے دشمن کی طرح مستحکم اور طاقتور ہو۔

(۴) جیسا کہ واضح ہے کہ ہر امام اپنے زمانے کے امور نہی کا ذمہ دار اور امت مسلمہ کی معاشرتی زندگی کا محور ہوتا ہے۔ اس کا نگاہوں سے اوجھل اور پس پردہ غیبت میں ہونا' بلاشک امت کی معاشرتی زندگی کو بے حس و حرکت اور مضمحل کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر امت یہ بات جان لے کہ ان کا امام عنقریب ان کے درمیان لوٹ آئے گا۔ اور اسی طرح سے محور و مرکز قرار پائے گا' تو یقیناً وہ اپنے معاشرے اور معاشرتی زندگی کو بے حس و حرکت نہ ہونے دیں گے اور اس کے لوٹنے کی آرزو میں معاشرے کے نظم و ضبط کو باقی رکھیں گے۔

(۵) آپؑ کے ظہور کے کسی بھی لمحے واقع ہونے کا امکان' ان اصلاحی کاموں (کہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا) کی سرعت میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ انسان اگر یہ بات جانتا ہو کہ اس کا کوئی عزیز یا دوست کسی بھی لمحے سفر سے لوٹ سکتا ہے تو یقیناً وہ اسکی خاطر مدارات اور استقبال سے متعلق امور کو جلد از

جلد انجام دینے کی کوشش کرے گا' تاکہ اس کی آمد پر اسکی خاطر مدارات یا دوسرے متعلقہ کام ادھورے نہ رہ جائیں۔

بے شک آپ کی ظہور کے وقت کا کسی بھی عنوان سے تعین نہ کرنا اور ظہور کا صدق دل سے انتظار کرنا' یہ دونوں عوامل معاشرے کی فلاح و بہبود کے نہایت اہم اور مضبوط رکن ہیں۔ کتنا اچھا ہوتا اگر صاحب تفسیر المنار' اس مقام پر اپنے بعض الفاظ و خیالات پر نظر ثانی کرتے۔

آپؑ کے ظہور کا آخری زمانے میں واقع ہونا

اسعاف الراغبین میں مرقوم ہے کہ حاکم نے اپنی کتاب صحیح میں رسول اللہؐ کی ایک حدیث نقل کی ہے' آپؐ فرماتے ہیں کہ : "آخری زمانے میں میری امت پر شدید آفات نازل ہونگی ---------- پھر فرمایا کہ : میرے اہل بیت میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

ابن حجرؒ کتاب صواعق میں رقمطراز ہیں کہ : امام احمد اور امام مسلم نے رسول اللہؐ سے حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال کو بے دریغ تقسیم کرے گا اور اس کو جمع کرکے نہ رکھے گا۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۹ پر بھی اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

کلام مصنف : بعض دوسری روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں خلیفہ سے مراد' حضرت مہدیؑ ہیں۔

عقد الدرر کے باب دوم میں عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : آخری زمانے میں میری نسل سے ایک شخص خروج کرے گا' جس کا نام میرے نام کی طرح اور کنیت میری کنیت کی سی ہو گی۔ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہو گی۔

ایضاً اسی کتاب کے باب سوم میں امام ابو عمرو مدائنی سے اور وہ ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا : آخری زمانے میں میری عترت سے ایک خوبرو نوجوان قیام کرے گا جسکی ناک ستواں ہو گی' زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔

ینابیع المودۃ میں مشکوۃ المصابیح سے اور اس میں صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل سے اور اس میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : آخری زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہو گا جو مال و دولت کو تقسیم کرے گا اور گن کر (جمع) نہ رکھے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ : میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ایسا ہو گا کہ جو مال کو بے دریغ تقسیم کرے گا اور اس کو گن کر (جمع) نہ رکھے گا۔

ایضاً ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں علی بن ہلال سے اور وہ اپنے والد سے اور ان کے والد رسول اللہؐ سے وہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؐ نے حضرت مہدیؑ کو اپنی نسل سے بتایا ہے اور پھر یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ :

"وہ آخری زمانے میں قیام کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر چکی ہو گی۔"

کلام مصنف : ہم فرقہ امامیہ اثنا عشری کی متعدد روایات اور اسی

طرح برادران اہل سنت سے مرویہ روایات میں بھی لفظ "آخر الزمان" (آخری زمانہ) موجود ہے۔ نیز روایات میں اس زمانے کے بعض اہم واقعات کا بھی ذکر ہے جن میں سب سے اہم واقعہ حضرت مہدیؑ کا ظہور ہے۔

اس لفظ کے سلسلے میں جو فیصلہ کن بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ کہ کبھی لفظ آخر الزمان کے ذریعے اس کے لغوی معنی کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے یعنی قیامت سے پہلے کا زمانہ۔ اور کبھی اس لفظ کے ذکر کا مقصد دو مختلف زمانوں کی نسبت کا موازنہ کرنا ہے کہ جن میں بعد میں آنے والا زمانہ گزرے ہوئے زمانے کی نسبت آخری زمانہ کہلاتا ہے مثال کے طور پر جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نبی آخر الزمان ہیں یعنی آپؐ کا زمانہ نبوت و عہد رسالت' نیز آپؐ کی شریعت کا دور' گزشتہ تمام انبیاء کے دور کے بعد اور متاخر ہے۔ لہٰذا آپؐ تمام انبیاء کی نسبت ہر لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ اب آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا' ورنہ آپؐ کا آخری نبی ہونا ثابت نہ ہو گا۔ اسی طرح درج ذیل حدیث میں لفظ آخر الزمان استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد نبوت اور آپؐ کی شریعت کا آخری زمانہ مراد ہے۔

یعنی اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ نبوت اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے عہد کو زمانے کے لحاظ سے مختلف اجزاء اور حصوں میں تقسیم کریں تو ان اجزاء اور حصوں کے آخری جزء کی جانب درج ذیل حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :

"وہ امت کبھی ہلاک نہ ہو گی کہ جس کی ابتداء میں' درمیان میں مہدیؑ

اور عیسیٰؑ آخر میں ہوں گے۔"

اب جبکہ یہ بات روشن اور واضح ہو چکی ہے تو وہ احادیث کہ جن میں حضرت مہدیؑ کو خلیفہ آخر الزمان کہا گیا ہے یا آپؑ کے ظہور کا وقت آخر الزمان بتایا گیا ہے' ان میں لفظ آخر الزمان سے موخر الذکر معنی ہی مراد ہیں۔ یعنی رسول اللہؐ کے عہد نبوت اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے دور کو اگر زمانے اور اوقات کے لحاظ سے اجزاء اور حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان تقسیم شدہ اجزاء اور حصوں کے آخری جزء اور حصے میں آپؑ کا ظہور متوقع ہے۔ (تمام ہوا کلام مصنف کتاب ہذا)

ایضاً عقد الدرر کے باب ہفتم صفحہ ۱۴۴ میں حافظ ابو عبد اللہ سے انکی کتاب مستدرک سے اور وہ ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا : میری امت کے آخر میں مہدی شمشیر کے ساتھ خروج کرے گا' خدا اس پر باران رحمت نازل کرے گا۔ زمین اپنے اوپر اگنے والی تمام چیزوں کو اگائے گی اور وہ اموال کو مساوی تقسیم کرے گا۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح السند ہے لیکن تب بھی امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

روزِ ظہور آپؑ کے اوصاف

عقد الدرر کے باب سوم صفحہ ۳۶ میں حافظ ابو نعیم کی کتاب صفة المھدی سے اور اس میں ابو امامہ سے وہ حدیث نقل ہے کہ جس میں آپؐ نے

حضرت مہدیؑ کا ذکر کیا ہے نیز آپؑ کے ظہور سے پہلے اور ظہور کے موقع پر رونما ہونے والے واقعات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ اس حدیث کے درمیان میں عبدالقیس کے ایک فرد نے سوال کیا کہ : یارسول اللہؐ! اس دن لوگوں کا امام کون ہوگا؟

آپؐ نے جواب دیا : مہدیؑ جو میری اولاد میں سے ہے' چالیس سالہ شخص کی مانند ہوگا۔

ایضاً باب سوم صفحہ ۳۸ میں حافظ ابونعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۱۰۱ سے اور اس میں امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ سے منقول ہے کہ جس میں حضرت مہدیؑ کا ذکر ہے اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ : وہ (مہدیؑ) اس حال میں ظاہر ہوگا کہ اس کی عمر تیس سے چالیس برس کے درمیان معلوم ہوگی۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

اسی باب صفحہ ۳۹ میں ابوعبداللہ الحداثی اور ابوبکر بیہقی سے اور یہ دونوں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا : میری امید یہی ہے کہ گردش لیل و نہار اس وقت تک قائم و دائم رہیں گے جب تک کہ ہم اہل بیت میں سے ایک جواں سال شخص ظاہر نہ ہو ایسا جواں جو نہ تو خود گمراہی کے قریب پھٹکا ہو اور نہ ہی گمراہی اس کے قریب آئی ہو' اس امت کے امور کو وہی سدھارے' نیز جس طرح ہمارے ہاتھوں خدا نے اس کام کو شروع کروایا' اسی طرح ہمارے ہاتھوں ختم بھی کروائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابن عباس سے کہا: کیا تمہارے سن رسیدہ افراد یہ کام نہیں کرسکتے جو تم اپنے جوانوں سے آس لگائے بیٹھے ہو؟

ابن عباس نے جواب دیا : خدا جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

ایضاً اسی باب صفحہ ۴۲ میں حضرت ابو عبداللہ الحسین بن علی علیہما السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا : اگر مہدی قیام کرتا تو لوگ اس کو نہ مانتے، کیونکہ وہ ایک بردبار متین جوان کی شکل میں ظہور کرتا اور یہی سب سے بڑی مصیبت ہے کہ لوگوں کے خیال میں تو وہ ایک عمر رسیدہ بوڑھے شخص کی مانند ہو، لیکن جب ظہور کرے تو وہ اسکو جوان سال پائیں۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی کتاب کے باب چہارم صفحہ ۵۸ فصل اول میں حافظ ابو عبداللہ الحاکم کی کتاب مستدرک سے اور اس میں ثوبان سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تمہارے خزانوں کے پاس تین افراد مارے جائینگے۔ تینوں کے تینوں ایک خلیفہ کے بیٹے ہوں گے، اور پھر ایک جوان کا ذکر فرمایا اور کہا کہ جب تم اس جوان کو دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا کیونکہ وہی خدا کا خلیفہ مہدی ہے۔

صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ حاکم نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ : یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم دونوں کے نزدیک صحیح ہے۔

ایضاً اسی کتاب کے باب ہفتم صفحہ ۱۵۴ میں، حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۱۰۰ سے اور اس میں اسحق بن یحییٰ بن طلحہ سے اور وہ طاؤس سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ جسکے الفاظ یہ ہیں۔

"حضرت عمر بن خطاب نے بیت المال کا الوداعی جائزہ لیا اور کہا کہ خدا کی قسم! میں بیت المال کے خزانے اور اس میں جمع شدہ اسلحہ اور مال و دولت کو خدا کی راہ میں تقسیم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتا۔"

تو حضرت علی بن ابی طالبؑ نے انکے جواب میں کہا کہ : اے امیرالمومنین! رہنے دیجئے آپ اس امر کے مالک نہیں۔ اس کا مالک تو صرف قریش کا وہ دلاور جوان ہے جو آخری زمانے میں اس مال و دولت کو خدا کی راہ میں تقسیم کرے گا۔

کلام مصنف : بلاشک 'ان احادیث کے معنی اس قدر روشن ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس بات کی شہادت وہ بعض روایات دیتی ہیں کہ جن کے مطابق ظہور کے دن دیکھنے والا آپؑ کو چالیس یا تیس اور چالیس برس کے درمیان کی عمر کا مالک سمجھے گا' اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ آپؑ کی حقیقی عمر بھی اتنی ہی ہے۔

آپؑ کے ظہور کا مقام

عقد الدرر باب دوم صفحہ ۸۷ میں جابر بن یزید جعفی سے اور وہ امام ابو جعفر محمد بن علی الباقرؑ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؑ کے ظہور کی بعض علامات اور سفیانی کے لشکر کے دھنسنے کا ذکر ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ : سفیانی مدینہ منورہ کی جانب ایک لشکر بھیجے گا' مہدیؑ مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کرے گا' سفیانی کے لشکر کے امیر کو جب یہ اطلاع ملے گی کہ مہدی مکے کا رخ کر چکا ہے تو وہ اسکے (مہدی کے) تعاقب میں ایک لشکر بھیجے گا' لیکن وہ لشکر آپ تک نہ پہنچ سکے گا' یہاں تک کہ آپؑ موسیٰ بن عمران کی سی خوفزدہ اور اندیشناک حالت میں' مکے میں داخل ہو جائینگے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسعاف الراغبین میں مرقوم ہے کہ : یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ایک خلیفہ کی موت کے وقت پھوٹ پڑ جائے گی، اور پھر ایک شخص مدینے سے مکے کی جانب فرار کرے گا، اسکے پاس مکے کے چند لوگ آئینگے اور اسکی مرضی کے برخلاف اسکو مکے سے خارج کردیں گے، اور پھر رکن ومقام کے درمیان اسکی بیعت کریں گے۔ شام سے ایک لشکر ان کی جانب بھیجا جائے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان بیداء پر زمین میں دھنس جائے گا۔

ینابیع المودۃ میں کتاب جواہر العقدین سے اور اس میں ابن داؤد، امام احمد اور حافظ بیہقی سے اسی طرح کی روایت نقل ہوئی ہے۔

ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں حسن بن خالد سے اور وہ ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؑ کا اور آپؑ کی غیبت کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت مہدیؑ امام رضاؑ کی چوتھی پشت سے ہیں پھر فرمایا کہ : "وہی ہے کہ جس کے لئے آسمان سے منادی ایسی ندا دے گا کہ جس کو تمام اہل زمین سنیں گے کہ جان لو! حجت خدا، بیت اللہ کے قریب ظاہر ہو چکی ہے، پس اس کی اطاعت کرو کیونکہ حق اسی میں مضمر اور اسی کے ساتھ ہے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

آپؑ کی بیعت کا مقام

عقد الدرر باب دوم صفحہ ۳۱ میں ابوالحسن مالکی سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

"اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک ہی دن باقی رہ گیا ہو تب بھی خداوند عالم میری

نسل سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا کہ جسکا نام میرے نام کی طرح اور کردار میرے کردار کی طرح ہوگا' اسکی کنیت ابوعبداللہ ہوگی' رکن و مقام کے درمیان لوگ اسکی بیعت کریں گے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضا اسی کتاب کے باب چہارم فصل دوم میں صفحہ ۶۹ پر سنن ابی داؤد سے' جامع ترمذی' مسند احمد بن حنبل' سنن ابن ماجہ اور بیہقی کی البعث والنشور سے (اسکے علاوہ اور بھی دیگر افراد سے) اور یہ تمام محدثین جناب ام سلمہؓ زوجہ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت کے وقت پھوٹ پڑے گی اور اہل مدینہ میں سے ایک شخص مکے کی جانب کوچ کرے گا' مکے کے لوگ اسکے پاس آئیں گے اور اسکو اسکی مرضی کے برخلاف مکے سے خارج کردیں گے اور پھر رکن و مقام کے درمیان اسکی بیعت کریں گے۔

کلام مصنف: روایت کا آخری جملہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس "ایک شخص" سے مراد حضرت مہدیؑ ہیں۔

ایضا اسی کتاب کے باب پنجم صفحہ ۱۳۲ میں' ابوعبداللہ نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۹۵ سے اور اس میں عبداللہ بن مسعود سے ایک طویل روایت نقل ہے جس میں خروج سفیانی' مدینے سے مکے کی جانب خروج حضرت مہدیؑ اور آپ کا اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے لئے بیعت طلب کرنا جیسے امور کا ذکر ہے' اور پھر یہ الفاظ درج ہیں:

"پس وہ رکن و مقام کے درمیان بیٹھ جائے گا اور اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھاوے گا' پھر اسکی بیعت کی جائے گی اور خدا اسکی محبت کو دلوں میں انڈیل دے گا۔"

عقد الدرر کے باب ہفتم صفحہ ۱۵۶ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں ابو ہریرہ سے نقل ہے کہ: "رکن و مقام کے درمیان مہدی کی بیعت کی جائے گی' نہ کسی خوابیدہ شخص کی نیند خراب ہوگی اور نہ ہی کوئی خون بہایا جائے گا" (یعنی بیعت کے شروع میں : مصنف)

ابن حجر' صواعق میں ابن عساکر سے اور وہ علی علیہ السلام حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں حضرت مہدیؑ کے بغرض پناہ' مدینے سے مکے کی جانب رخ کرنے کا ذکر ہے یہاں تک کہ آپؑ (علیؑ) نے فرمایا کہ : پھر مکے کے کچھ لوگ اسکے پاس آئینگے اور اسکی مرضی کے برخلاف اسکو مکے سے خارج کردیں گے پھر اسکے بعد رکن و مقام کے درمیان اسکی بیعت کریں گے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر باب چہارم فصل دوم صفحہ ۸۷ میں جابر بن یزید جعفی سے نقل ہے کہ : امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر علیہما السلام نے حضرت مہدیؑ کے مدینے سے مکے کی جانب پناہ کی خاطر خارج ہونے کے بارے میں فرمایا اور پھر کہا کہ:

"لوگ رکن و مقام کے درمیان اسکی بیعت کریں گے۔"

آپؑ کے اسباب فتح کی تیاری

عقد الدرر باب ششم صفحہ ۱۲۵ میں کچھ حفاظ کرام سے کہ جن میں احمد بن حنبل اپنی مسند میں' ابن ماجہ اپنی سنن میں' بیہقی' ابو عمر الدانی' نعیم بن حماد ابو القاسم الطبرانی اور ابو نعیم اصفہانی شامل ہیں' نقل ہے اور یہ سب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے فرمایا: مہدی ہم اہل بیت سے ہے خدا اس (کے ظہور) کا بندوبست ایک شب میں کر دے گا۔

ابن حجر' صواعق میں ابن ماجہ سے نقل کرتے ہیں کہ: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ اٹھیں گے اور مہدی کی سلطنت کے انتظامات کی تیاری کریں گے۔"

عقد الدرر باب پنجم صفحہ ۱۲۵ میں ابن ماجہ اور بیہقی سے اسی طرح کی حدیث نقل ہے۔

ایضا اسی باب میں صفحہ ۱۳۵ ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی سے اور اس میں ثوبان سے نقل ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

جب تم مشرق کی سمت سے سیاہ پرچموں کو نمودار ہوتے دیکھو تو فوراً اس سے ملحق ہو جاؤ چاہے اسکے لئے تمہیں برف پر سے رینگ کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ کیونکہ ان کے درمیان خدا کا خلیفہ مہدی موجود ہے۔

صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ: ابو عبداللہ حاکم نے اپنی کتاب مستدرک جلد ۴' صفحہ ۵۰۲ میں' امام ابو عمر نے اپنی کتاب سنن میں اور حافظ نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن لوحہ ۹۳ میں اسی معنی کی حامل ایک حدیث نقل کی ہے' اور حدیث میں موجود یہ جملہ کہ "کیونکہ انکے درمیان خدا کا خلیفہ مہدی موجود ہے۔" شاید اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ یہ لوگ حضرت مہدیؑ کی سلطنت اور حکومت کے انتظامات کی تیاری کریں گے' جیسا کہ چند سطور قبل ذکر ہوا۔

اسی باب صفحہ ۱۳۶ میں سعید بن حماد المسیب سے نقل ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: مشرق کی جانب سے بنی عباس کے لئے سیاہ پرچم خروج کریں گے اور

پھر وہی ہو گا جو خدا چاہے گا' پھر چھوٹے چھوٹے سیاہ پرچم نمودار ہوں گے جو آل سفیان کی نسل سے ایک شخص اور اسکے کارندوں کے ساتھ قتال کریں گے اور اطاعت کو مہدی علیہ السلام کی طرف لوٹا دیں گے۔

کلام مصنف : وہ احادیث جو مشرق کی جانب سے سیاہ پرچموں کے نمودار ہونے کے بارے میں مروی ہیں ان میں بعض روایات سے بنی عباس کی دعوت اور ابو مسلم خراسانی کی تحریک کا عندیہ ملتا ہے۔

بعض روایات کا اشارہ اس گروہ کی جانب ہے کہ جو آخر میں مشرق کی سمت سے خروج کرے گا اور مہدی منتظر علیہ السلام کی طرف آنے کی دعوت دے گا۔

اور مذکورہ بالا 'سعید بن المسیب کی نقل کردہ روایت انہی تمام حالات کا خاکہ پیش کرتی ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ کتاب کے شروع میں ہم نے اس بات کی جانب اشارہ کیا تھا کہ درہم و دینار کی چمک دمک نے لوگوں کو اس سلسلے میں روایات گھڑنے پر اکسایا۔ یہ بات صرف ان روایات کی پہلی قسم پر صادق آتی ہے۔ (یعنی بنی عباس کی دعوت)۔

ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں حافظ ابو نعیم سے اور وہ امام محمد بن علی الباقر سے نقل کرتے ہیں کہ : باری تعالیٰ ہمارے محبوں اور پیروکاروں کے قلوب کو شجاعت اور رعب سے بھر دے گا اور جب ہمارے قائم کا ظہور ہو گا تو ہمارے محبوں میں سے ہر شخص کی بہادری شیر سے زیادہ اور وار نیزے کی نوک سے زیادہ کارگر ہو گا۔

کلام مصنف : یہ بات بلاشک و تردید کہی جا سکتی ہے کہ جب کوئی اپنے

قائد کو گنوا دے تو اسکے پائے استقامت میں لغزش آ جاتی ہے بلکہ کبھی کبھی تو اسکے اجتماعی اور معاشرتی رشد و کمال کی رفتار بھی یکسر ختم ہو جاتی ہے۔ برخلاف اسکے' اگر قوم کا قائد موجود ہو اور پختہ ارادے' عزم و ہمت کا حامل اور نپی تلی سوچ کا مالک ہو تو یہ امر پوری کی پوری قوم پر گہرے اور انمٹ نقوش رقم کرتا ہے۔ اور یہ بات ہر انسان کے مشاہدے میں ہے۔

شاید مذکورہ بالا روایت بھی اسی اہم نکتے کی طرف اشارہ کرتی ہو۔ نیز یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ رب العزت ان (حضرت مہدیؑ کے محبوں) کے دلوں کو' خود انہی لوگوں کی حفاظت کی خاطر ایک رعب و دبدبے سے بھر دے گا۔

ظہور سے قبل رونما ہونے والے بعض امکانی واقعات

بہت سے اذہان میں یہ سوال کبھی کبھی ابھرتا ہے بلکہ بعض اوقات تو زبان پر بھی آ جاتا ہے کہ اگر حضرت مہدیؑ کی غیبت کا سبب دشمن کا خوف اور اندیشہ ہے تو پھر کس طرح یہ خوف ختم ہو گا؟ جبکہ دوسری طرف ہم دشمن کی قوت اور طاقت کو روز بروز بڑھتا دیکھ رہے ہیں۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ آپؑ دشمن کی اس طاقت کا کہ جس نے بحر و بر اور خلاء تک اپنا جال پھیلا رکھا ہے ظہور کے دن مقابلہ کر سکیں؟ جب کہ دشمن کے مقابلے میں آپؑ کی طاقت ناکافی اور ناقابل موازنہ ہے۔

اس سوال کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ : یہ عین ممکن ہے کہ مستقبل میں عالمی سطح پر کچھ ایسے واقعات پیش آئیں یا حالات کروٹ لیں اور ایسے حوادث رونما ہوں جن کے نتیجے میں غیبت ختم ہو جائے اور یہ واقعات و

حوادث ظہور کا ایک قوی اور مستحکم سبب بن کر ابھریں۔ جسکے نتیجے میں ظہور کے وقت کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے آپؑ کی طاقت دنیا کے دوسرے حکمرانوں کی ٹکر پر ہو جسکے بعد آپؑ اسی طاقت کو روز بروز بڑھاتے جائیں۔

ان میں سے چند ممکنہ تبدیلیاں یہ ہیں۔

☆ دنیا میں بسنے والی بعض اقوام کی اخلاقی و اصلاحی حالت بہتر ہو' تہذیب نفس' مادی' روحانی اور دیگر انسانی آداب سے تعلق رکھنے والی تعلیمات پروان چڑھیں۔ یا ہر قوم میں مذکورہ بالا کسی بھی ایک پہلو سے شعور و آگاہی بڑھ جائے۔ لہٰذا جب آپؑ ظہور کے وقت لوگوں کو اپنے منشور اور مقاصد اور ان اسلامی تعلیمات جو آپؑ کے ذریعے از سر نو زندہ ہوں گی۔ سے روشناس کروائیں گے اور لوگ آپؑ کے خلوص' سچائی' نیک نیتی' امانتداری' ثابت قدمی اور خیر اندیشی کا مشاہدہ کریں گے تو یقیناً آپؑ کے مقابل سر تسلیم خم کر دیں گے اور آپؑ کی رکاب میں جہاد کریں گے۔

پھر لوگوں کی اس حمایت کے بعد رفتہ رفتہ آپؑ کے ساتھیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور مذکورہ صفات کو دیکھتے ہوئے آپ کے گرد' افرادی قوت کی ایک موثر تعداد جمع ہو جائے گی۔ جیسا کہ آپؑ کے جد امجد حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ جب لوگوں نے آنحضرتؐ کے نیک مقاصد' خلوص اور تمام الٰہی تعلیمات کا مشاہدہ کیا تو آپؐ کی رسالت کی تصدیق کی اور آپؐ پر ایمان لائے۔ اس بات کا ثبوت نجاشی کے اسلام لانے سے بھی ملتا ہے۔

☆ یہ بھی ممکن ہے کہ آپؑ کے ظہور سے قبل کچھ ایسی انجمنیں اور جماعتیں

تشکیل پائیں جو آپؑ کے منشور کی طرف بلاوا دیں نیز روز ظہور آپؑ کی نصرت اور مدد کی خاطر ایک دوسرے سے عہد و پیمان باندھیں۔ اسکے علاوہ عام مجالس و محافل میں خطباء اور ذاکرین کا امام مہدیؑ کے تعمیری اہداف' معنوی اور اخروی اصلاحات نیز آپؑ کے روحانی' مادی' اجتماعی اور انفرادی مقاصد کا پھیلانا اور تبلیغ کرنا بھی لوگوں میں آپ کے ظہور کے لئے تیار کرنے کا اہم سبب ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بھی قارئین کی نظر سے گزرا کہ انتظار ظہور کا اہم ترین مقصد لوگوں میں اس ضروری اور لازمی استعداد اور صلاحیت کو اجاگر کرنا ہے۔ نیز یہ بات کہتا ہمارے خیال میں ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ امام مہدیؑ ہر اصلاح طلب مصلح کی طرح ان تمام مذکورہ بالا کوششوں میں لوگوں کی درپردہ اور ماورائی اعانت میں مصروف ہوں۔ اور یہ بات اس سے پیشتر طے ہو چکی ہے کہ اس قسم کی مدد اور اعانت آپؑ کی غیبت سے ہرگز تضاد و تصادم نہیں رکھتی۔

☆ یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا میں موجودہ نظام بگڑ جائے اور دنیا کے بیشتر ممالک چھوٹی چھوٹی ریاستوں اور راجدھانیوں میں تبدیل ہو کر اپنا اپنا الگ حکمران چن لیں۔ بنابراین ہر ملک کی انفرادی قوت جدا ہو۔ لہٰذا اس صورتحال میں جب آپؑ ظہور کریں گے تو یقیناً ان تمام ممالک کی قوت تقسیم ہو چکی ہو گی جسکے نتیجے میں آپؑ کی انفرادی قوت بھی ظہور کے وقت ان ہی میں سے کسی ایک ملک کی مانند ہو گی پھر آپؑ احکام الٰہی کو بجالاتے ہوئے اس طاقت کو بڑھانے کی کوشش کریں۔

☆ معاشرے پر حاکم طبقہ طاقت کے بل بوتے پر کمزوروں کا استحصال کرتا رہے۔ جسکے نتیجے میں ہر ملک' ہر قوم بلکہ ہر انسان' حیوان' یہاں تک کہ نباتات صبح و شام اپنی اس حالت سے بیزار اور سدھرنے سے مایوس ہو چکے ہوں گے۔

لیکن یہ بیزاری اور مایوسی ان کے دلوں تک ہی محدود رہے اور خود ان کے علاوہ، کوئی اور اس حالت سے آگاہ نہ ہو اور یہ شدید کرب کے عالم میں ہوں لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو' وہ صرف پروردگار عالم کی بارگاہ میں فریاد کریں اور جب (ظہور کے وقت) آسمان اور زمین کے درمیان منادی ندا دے گا کہ خداوند تعالی نے تمہیں' تمہاری اس حالت سے نجات دی' تمہاری آزادی اور گلوخلاصی کو مہدیؑ کے ہاتھوں سونپ دیا کہ جو کعبے میں ظہور کر چکا ہے تو یہ تمام افراد حالات کے بہتر ہونے کی امید میں آپؑ کی طرف لپک کر آئینگے۔ اور شاید روایات میں موجود یہ جملہ کہ "آپ اس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک کہ زمین ظلم و ستم سے بھر نہ جائے" اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ المختصر یہ کہ آپؑ اسی وقت ظہور کریں گے کہ جب پورا کا پورا انسانی معاشرہ ایک (مادرائی) مصلح کی ضرورت کو درک کر چکا ہو۔

☆ یہ بھی ممکن ہے کہ کچھ ایسی جنگیں چھڑ جائیں کہ جن نتیجے میں تمام ممالک بے آب و گیاہ ویرانے میں بدل جائیں۔ لوگوں میں جنگ کرنے کی ہمت نہ ہو قوتیں اور طاقتیں ختم ہونے کے قریب پہنچ چکی ہوں اور ایک تھکاوٹ اور کمزوری لوگوں پر چھا چکی ہو۔

ایسے میں اگر آپؑ ظہور کریں تو یقیناً آپؑ کی افرادی قوت بھی کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے ایسی ہی ہوگی اور ظہور کے بعد آپؑ بھی فوراً اپنی طاقت کو بڑھانے کی کوششوں میں لگ جائیں گے نیز جنگ کے بعد آپؑ کے ہاتھ لگنے والا مال غنیمت بھی اس طاقت کو کئی گنا کر دے گا۔

☆ یہ بھی ممکن ہے کہ ظہور کے وقت چند اسلامی ممالک آپؑ کی دعوت پر

لبیک کہیں اور اپنی تمامتر طاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے آپؑ کے انصار و اعوان میں شامل ہو جائیں' آپؑ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کریں اور آپؑ کی رکاب میں جہاد کریں' اور اپنے تمام امور کی زمام آپؑ کو سونپ دیں۔ اسکے علاوہ باری تعالی کے فرستادہ ان فرشتوں کی مدد بھی آپؑ کے شامل حال ہو کہ جس طرح آپؑ کے جد امجد حضرت رسول اکرمؐ کے شامل حال تھی۔

نیز وہ تائید اور اعانت کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے سبب آپؑ کو ملے گی بجائے خود ایک قابل ذکر امر ہے۔ اور آئندہ صفحات میں انشاءاللہ ہم اس کا ذکر کریں گے۔

مذکورہ بالا تبدیلیاں اور حالات کا رونما ہونا ہرگز خارج از امکان نہیں ہے۔ ادھر دوسری طرف تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ جب اصلاحی تحریکوں کے قائدین نے انہی حالات اور تبدیلیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اصلاحی تحریکوں کا آغاز کیا۔ اگرچہ ان تبدیلیوں اور واقعات کے رونما ہونے کی بطور یقین پیش گوئی نہیں کی جاسکتی لیکن انسان کو آنے والے کل کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

مزید برآں چودھویں صدی ہجری اور انیسویں صدی عیسوی میں پیش آنے والے واقعات مذکورہ بالا تبدیلیوں کے امکان پذیر ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا رونما ہو رہا ہے اور کیا پیش آنے والا ہے۔

آپؑ کے انصار و اعوان

ابن حجر صواعق میں ابن عساکر سے اور وہ علی علیہ السلام سے نقل کرتے

ہیں کہ : جب قائم آل محمد قیام کرے گا تو خداوند تعالیٰ اہل مشرق و مغرب کو ایک مقام پر جمع کردے گا، اسکے ساتھی کوفہ اور ابدال شام سے ہونگے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر کے باب چہارم، فصل دوم صفحہ ۸۷ میں جابر بن یزید جعفی سے منقول ہے کہ : امام ابو جعفر محمد بن علی الباقرؑ نے فرمایا (اور پھر ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں ظہور کی بعض علامات، سفیانی کا خروج، مدینے سے مکے کی جانب حضرت مہدیؑ کا پناہ کی خاطر آنا اور پھر آخر میں یہ جملہ نقل ہے) پھر خدا مہدیؑ کے لئے اس کے اصحاب کو جمع کردے گا جن کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔

عقد الدرر، باب چہارم فصل اول صفحہ ۵۹ میں ابوعبداللہ حاکم کی کتاب مستدرک سے اور اس میں محمد بن حنفیہ سے نقل ہے کہ : ہم حضرت علیؑ کی خدمت میں تھے کہ ایک شخص نے آپؑ سے مہدیؑ کے بارے میں پوچھا، آپؑ نے سات مرتبہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا کہ دور ہے دور ہے وہ آخری زمانے میں اس وقت خروج کرے گا کہ جب کوئی شخص اللہ اللہ بھی کہے تو قتل کر ڈالا جائے گا۔ خداوند عالم ایک دوسرے سے دور بادلوں کے ٹکڑوں کی طرح منتشر لوگوں کو جمع کردے گا، ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفت و محبت ڈال دے گا، ان کو کسی کا خوف نہ ہوگا، اور نہ ہی وہ میدان چھوڑ کر بھاگیں گے، ان کی تعداد اہل بدر کے برابر ہوگی۔ نہ پچھلے زمانے والوں میں انکی طرح کوئی گزرا ہے اور نہ ہی اگلے زمانے والے ان تک پہنچ سکیں گے۔ وہ طالوت کے ہمراہ نہر عبور کرنے والے افراد کی تعداد کے برابر ہونگے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

صاحب عقد الدرر نے اس حدیث کے بارے میں حاکم کا یہ قول نقل کیا ہے

کہ : مذکورہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں کی نظر میں صحیح ہے لیکن تب بھی انہوں نے اس کو نقل نہیں کیا ہے۔

ابنا اسی کتاب کے باب ہفتم صفحہ ۱۳۹ میں 'ابو عمر عثمان بن سعید المقری کی کتاب سنن لوحہ ۱۰۵ سے اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت مہدیؑ اور آپؑ کے ظہور کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا : پس شام سے ابدال اور ان کے جیسے دیگر لوگ خارج ہونگے' پاکدامن لوگ مصر سے اور سرکردہ افراد مشرق سے یہاں تک کہ وہ مکے آ پہنچیں گے اور پھر انکے (مہدیؑ) ہاتھ پر بیعت کریں گے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ میں ثعلبی سے اور وہ ابن اعثم کوفی سے اور وہ حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا : کیا کہنے کیا کہنے طالقان کے' کیونکہ اس سرزمین میں خدا کے مخفی خزانے ہیں' وہ نہ تو سونے کے ہیں اور نہ ہی چاندی کے' لیکن ایسے مردان با معرفت ہیں کہ جنہوں نے خدا کی معرفت حاصل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے اور وہی آخری زمانے میں مہدیؑ کے انصار ہونگے۔

اسعاف الراغبین میں مرقوم ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک خلیفہ کی موت کے وقت پھوٹ پڑے گی اور پھر حضرت مہدیؑ کا مکہ کی جانب خروج' وہاں پر آپؑ کی بیعت اور سرزمین بیداء پر سفیانی کے لشکر کے دھنس جانے کا ذکر کیا اور فرمایا کہ : جب لوگ اس امر کا مشاہدہ کریں گے تو شام کے ابدال اور عراق کے سربر آوردہ لوگ اس کی جانب آئینگے اور بیعت کریں گے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

فرشتوں کی نصرت کا شاملِ حال ہونا

عقد الدرر کے باب پنجم میں ابو عمر عثمان بن سعید مقری سے انکی کتاب سنن سے اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے نقل ہے کہ ' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کی رکن ومقام کے درمیان بیعت اور شام کی جانب کوچ کرنے کے بارے میں بتلاتے ہوئے فرمایا: جبرائیل انکے آگے اور میکائیل دائیں طرف ہونگے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

عقد الدرر کے باب چہارم، فصل اول صفحہ ۹۵ میں امام ابو جعفرؑ سے حضرت مہدیؑ کے ظہور اور رکن ومقام کے درمیان آپؑ کی بیعت کا تذکرہ ہے اور پھر یہ جملہ ہے کہ: "جبرائیل انکے دائیں اور میکائیل بائیں جانب ہونگے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضا اسی کتاب کے باب ہفتم صفحہ ۱۴۹ میں ابو عمر عثمان بن سعید مقری کی کتاب سنن لوحہ ۱۰۵ اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اکرمؐ سے حضرت مہدیؑ' ان کے ظہور اور مکے میں بیعت کا ذکر نقل کرتے ہیں اور پھر یہ جملہ نقل ہے کہ: پھر وہ شام کا رخ کرے گا اور جبرائیل آپؑ کے آگے اور میکائیل دائیں جانب ہونگے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

نزولِ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ

صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۵۸ میں ابو ھریرہ سے نقل ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اس وقت تم لوگوں کی کیا حالت ہوگی کہ عیسیٰ بن مریم تمہارے درمیان

نزول کریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

عقد الدرر کے باب دھم میں صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۳۷ سے ایسی ہی روایت نقل ہوئی ہے۔

عقد الدرر کے باب اول صفحہ ۲۵ میں ابو نعیم کی کتاب مناقب المہدی سے اور اس میں ابو سعید خدری سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ :
جس کی امامت میں عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے وہ ہم ہی میں سے ہے۔

ایضا اسی مقام پر نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں عبداللہ بن عمر سے تقریبا ایسی ہی حدیث نقل ہے۔

کلام مصنف : اس سلسلے میں روایات مستفیضہ ہیں، نیز یہی بات صحیح ہے اور علمائے اعلام کی اکثریت اسی کی قائل ہے۔ اب رہیں وہ روایات کہ جن میں حضرت مہدیؑ کا، جناب عیسیٰ بن مریم کی امامت میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے تو یہ روایات بہت ہی کم ہیں اور علمائے کرام نے انکو قبول بھی نہیں کیا ہے۔

اسعاف الراغبین میں شیخ محی الدین عربی کی کتاب فتوحات مکیہ سے نقل ہے کہ : باری تعالی عیسیٰ بن مریمؑ کو دمشق کے مشرق میں منارہ بیضاء کے پاس نازل کرے گا، آپؑ دو فرشتوں کا سہارا لئے ہوئے ہوں گے، ایک فرشتہ داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب، اس وقت لوگ نماز عصر میں مشغول ہوں گے۔ امام جماعت اپنی جگہ آپؑ کے لئے خالی کردے گا پھر آگے بڑھ جائیں گے اور لوگ آپؑ کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔

مندرجہ بالا اقتباس کو نقل کرنے کے بعد صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ :
جناب محی الدین کا یہ کہنا کہ یہ حضرت عیسیٰؑ ہی ہیں کہ جنکے نزول کے بعد

لوگ انکی امامت میں نماز ادا کریں گے' اس روایت سے متضاد اور متصادم ہے جسکے مطابق حضرت مہدیؑ کی امامت میں لوگ نماز پڑھیں گے' اور گزشتہ صفحات میں یہ بات موجود ہے۔ پھر اسکے بعد یہ کہنا کہ جناب عیسیٰؑ جب نزول کریں گے تو لوگ عصر کی نماز میں مشغول ہوں گے تو یہ بات کتاب السیرۃ الحلبیہ میں موجود اس بات سے متضاد ہے جس کے مطابق آپؑ (عیسیٰ) نماز فجر کی ادائیگی کے دوران نزول کریں گے۔ (تمام ہوا کلام عقد الدرر)

ابن حجر' صواعق میں لکھتے ہیں کہ : جس بات کی جانب دلائل واضح تر انداز سے اشارہ کرتے ہیں وہ یہی ہے کہ حضرت مہدیؑ کا خروج' حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے ہوگا' اگرچہ بعد میں ہونے کی جانب بھی ایک قول اشارہ کرتا ہے۔

ابوالحسن ابری کا کہنا ہے کہ : رسول اکرمؐ سے آپؑ کے خروج' اہل بیت میں سے ہونے' سلطنت کے سات برس پر محیط ہونے' زمین کو عدل و انصاف سے بھرنے' حضرت عیسیٰؑ کے ہمراہ خروج' پھر حضرت عیسیٰؑ کا فلسطین میں باب لد کے مقام پر دجال کے قتل میں آپؑ کی مدد کرنا آپؑ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اور امت کی قیادت اور امامت کرنا جیسے امور پر نقل شدہ روایات کے راویوں کی تعداد بے شمار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ روایات اس سلسلے میں ہر شک و شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے' استفاضہ و تواتر کی حدود کو پہنچ گئی ہیں۔ (تمام ہوا کلام ابوالحسن ابری)

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام مہدیؑ کے پیچھے نماز ادا کریں گے تو اس امر کی (جیسا کہ نظر سے گزرا ہے) احادیث نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن سعد الدین تفتازانی نے جس چیز کو صحیح جانا ہے اور کہا ہے کہ حضرت

مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ کی امامت اور اقتداء میں نماز پڑھیں گے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدیؑ سے افضل ہیں۔ بنابرایں حضرت عیسیٰؑ کی امامت اولی ہے۔ تو جناب تفتازانی کا حضرت عیسیٰؑ کی امامت کی اولویت کے لئے مذکورہ دلیل لانا صحیح نہیں۔ کیونکہ نماز میں حضرت مہدیؑ کا حضرت عیسیٰؑ کے لئے امام بننے کا مقصد بجز اسکے کچھ نہیں کہ آپؑ (عیسیٰ) ہمارے نبی اکرمؐ کی شریعت کے تابع 'آنحضورؐ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے کا حکم دینے والے بن کر نازل ہوئے ہیں۔ نیز آپؑ (عیسیٰ) اپنی شریعت پر عمل کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ اس امر کی نشاندہی کے لئے آپ (عیسیٰ) شریعت محمدیؐ پر عمل پیرا شخص (یعنی حضرت مہدی) کی اقتداء کریں گے' باوجود اسکے کہ آپؑ اس امام جماعت (مہدی) سے افضل ہیں۔

اب حضرت عیسیٰؑ کا افضل ہونا اسکے باوجود آپ کا امام مہدیؑ کی امامت میں نماز ادا کرنا' یہ دو متصادم باتیں ہیں جن کے تصادم کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰؑ 'امام مہدیؑ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے تاکہ اس امر کی وضاحت ہو جائے کہ آپ (عیسیٰ) شریعت محمدیؐ کے تابع ہیں پھر اسکے بعد حضرت مہدیؑ مفضول کو فاضل کی اقتداء کرنے' کے قانون کے تحت حضرت عیسیٰؑ کی اقتداء کریں گے' اور اس توجیہ کے بعد دونوں قول صحیح اور ان کا تصادم ختم ہو جائے گا۔ (تمام ہوا کلام)

کلام مصنف : مذکورہ بالا کلام میں چاہے وہ سعد الدین کا اعتراض ہو۔۱

۱۔ اگر قانون اقتدائے مفضول بالفاضل 'یعنی اولی کا غیر اولی کی امامت کرنا' طے شدہ امر اور عقلی قوانین کے تحت ثابت شدہ ہے' تو پھر عقلی قوانین میں (بقیہ اگلے صفحے پر)

یا ان کے تحریر کردہ اعتراض کا جواب (جو انھوں نے دیا ہے اور تصادم کو ختم کیا ہے) دونوں میں ہمیں کلام اور اعتراض ہے۔ جیسا کہ قارئین کرام پر بھی مخفی نہیں۔

اسعاف الراغبین اور کتاب الکشف مولفہ حافظ سیوطی میں

(گزشتہ صفحے سے پیوستہ) تخصیص کی گنجائش نہیں پس حضرت مہدی کی امامت پر معنی وارد

مزید برآں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہیں لیکن رسول اکرمؐ سے بلند ہرگز نہیں اور اسی طرح رسول اکرمؐ کے خلیفہ اور آپؐ کے نائب حضرت مہدی سے بھی اولیٰ و افضل نہیں۔ کیونکہ نائب اور منوب عنہ میں ماتحت اور مماثلت کا پایا جانا، جس لحاظ سے وہ نائب اور منوب عنہ ہیں لازمی اور ضروری ہے۔

اسکے علاوہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اولیٰ و افضل ہیں تو رسول اکرمؐ، صحابہ کرامؓ امہات المومنینؓ اور ائمہ اطہارؑ نیز اہل بیت کرامؑ سے مروی روایات میں تمام کا مرکز و محور حضرت مہدیؑ کی ذات کیوں ہے؟ اس صورت میں تو روایات کا محور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کو ہونا چاہیے تھا۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں اور تمام مشکلات، پریشانیوں، مصائب اور آلام کا اختتام "ظہور مہدیؑ" کو بتلایا گیا ہے۔

نیز صواعق محرقہ، اسعاف الراغبین اور دیگر کتب میں جس حکومت کے فضائل اور برکات کی نشاندہی کی گئی ہے وہ حضرت مہدیؑ (روحی لہ الفداء) کی حکومت ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔

مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں (البتہ ہمارے پاس اور بھی بہت سے دلائل ہیں لیکن مقام ہذا، اختصار کی اقتضاء کرتا ہے) سعد الدین تفتازانی کا یہ ثابت کرنا کہ در حقیقت امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہونا چاہیے اور افضل حضرت عیسیٰؑ ہیں غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

راویوں کے مختلف سلسلوں سے منقول ہے کہ : حضرت عیسیٰؑ اپنے نزول کے چالیس برس بعد تک ٹھہرے رہیں گے۔ یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ صرف ہمارے نبی یعنی ختمی مرتبتؐ کی شریعت پر عمل کروائیں گے۔ اس بات کا علماء نے صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور احادیث کے علاوہ اس مسئلہ پر اجماع بھی قائم ہے۔" (تمام ہوا کلام اسعاف الراغبین)

کلام مصنف : اس موضوع پر احادیث بے شمار بلکہ مستفیض ہیں۔ نیز کتاب ہذا کی فصل سوم میں اسی موضوع کی مناسبت سے جناب محدث حنفی کا کلام نقل کیا گیا ہے۔

ظہور کی برکات

عقدالدرر باب ششم صفحہ ۱۳۱ میں حاکم ابو عبداللہ کی کتاب مستدرک سے اور اس میں عبداللہ بن عباس سے حضرت مہدیؑ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

"چوپائے اور وحشی درندے تک امن و امان کی زندگی بسر کرنے لگیں گے اور زمین اپنے جگرپارے اگل دے گی۔"

راوی کہتا ہے میں نے پوچھا : زمین کے جگرپاروں سے کیا مراد ہے؟

ابن عباس نے جواب دیا : ستونوں کی مانند سونے اور چاندی کے ٹکڑے۔

صاحب عقدالدرر اس حدیث کے بارے میں حاکم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ : یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں کی نظر میں صحیح ہے لیکن تب بھی انہوں

نے اسے نقل نہیں کیا ہے۔

کلام مصنف : بظاہر زمین کے جگر پاروں سے مراد معدنیات ہیں۔

ایضاً اسی کتاب کے باب ہفتم صفحہ ۱۴۹ میں 'ابو عمر عثمان بن سعید مقری سے خود انکی کتاب سنن سے اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اکرمؐ سے حضرت مہدیؑ اور انکے ظہور کا قصہ نقل کرتے ہیں اور پھر آنحضرتؐ کا یہ جملہ نقل ہے کہ : اہل آسمان و زمین' درندگان' پرندگان اور سمندر کی مچھلیاں تک اس کے وجود کے سبب شاد و خوشحال ہونگے' اسکی سلطنت کے ایام میں پانی فراوانی سے ہوگا' نہریں طویل اور زمین پر اگنے والی نعمتیں دوچند ہوں گی نیز تمام معدنی خزانے دریافت ہو جائیں گے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً باب ہفتم صفحہ ۱۳۱ میں حاکم' کی مستدرک سے اور اس میں ابوسعید خدری سے نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ : میری امت پر ایسی آفات نازل ہونگی کی اس سے شدید کبھی نہ سنی گئی ہوں گی یہاں تک کہ یہ زمین اپنے پھیلاؤ کے باجود ان پر تنگ اور ظلم و ستم سے بھر جائے گی' مومن کو ظلم سے بچنے کے لئے پناہ گاہ تک نہ ملے گی۔ اس وقت خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا' اہل آسمان و زمین اس سے راضی و خشنود ہوں گے' زمین اپنے اندر بونے والے ہر بیج کو اگا کر دم لے گی اور آسمان باران رحمت کا کوئی قطرہ برسائے بغیر نہ رکھے گا۔ وہ لوگوں کے درمیان سات' آٹھ یا نو برس زندگی گزارے گا' اہل زمین کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے ایسی خیر و برکات پہنچیں گی کہ مردہ لوگ زندہ ہونے کی تمنا کریں گے۔

صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ : حاکم (المستدرک۔ ج ۴۔ ص ۴۶۵) نے

کہا ہے کہ : یہ حدیث صحیح السند ہے لیکن تب بھی امام بخاری اور امام مسلم نے اسکو نقل نہیں کیا ہے۔

ایضا اسی باب صفحہ ۱۴۹ میں ابو نعیم کی مناقب المہدی سے اور طبرانی کی معجم سے اور یہ دونوں ابو سعید خدری سے اور وہ رسول اللہؐ سے نقل کرتے ہیں کہ : مہدیؑ کے ایام میں میری امت کو ایسی نعمتیں نصیب ہونگی جو اس سے پہلے ہرگز نہ نصیب ہوئی ہونگی' آسمان باران رحمت کو موسلادھار برسائے گا اور زمین اپنی اگنے والی چیزوں کو اگایا کرے گی۔

ایضا اسی باب صفحہ ۱۴۸ میں ابو سعید خدری سے نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : مہدیؑ میری امت کے درمیان خروج کرے گا۔ خدا اس کو باران رحمت کی مانند قرار دے گا جس میں لوگ نعمتوں سے بہرہ مند ہونگے۔ چوپائے اور حیوانات تک اسی کے سائے میں جئیں گے' زمین تمام نباتات کو اگادیا کرے گی اور وہ اموال و دولت کو لوگوں کے درمیان مساوات سے تقسیم کرے گا۔

ایضا اسی کتاب کے باب ہشتم صفحہ ۱۷۰ میں طبرانی سے انکی کتاب معجم اور نعیم بن حماد سے انکی کتاب الفتن سے اور یہ دونوں ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ : میری امت کو مہدیؑ کے دور میں ایسی نعمتیں نصیب ہوں گی جو اس سے پہلے کبھی نصیب نہ ہوئی ہوں گی۔ آسمان باران رحمت موسلادھار برسائے گا' زمین اپنی اگنے والی تمام اشیاء کو اگائے گی۔ اموال و دولت اس دن ایک حقیر اور بے حیثیت شئے ہوگی یہاں تک کہ کوئی بھی شخص کھڑے ہو کر کہے گا کہ اے مہدیؑ! مجھے کچھ مال عطا کرو۔ تو وہ فورا کہے گا کہ : یہ لو۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضا اسی کتاب عقد الدرر صفحہ ۱۵۶ میں ابو نعیم اصفہانی کی کتاب صفۃ

المہدی سے اور اس میں ابو سعید خدری سے نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : ایک شخص میرے اہل بیت سے خروج کرے گا جو میری سنت پر عمل پیرا ہوگا' آسمان سے برکتیں نازل ہوں گی اور زمین اسکی برکت سے اپنے خزانوں کو خارج کرے گی اور اس کے وجود کی بنا پر اسی طرح عدل سے بھر جائیگی جس طرح ظلم سے بھر چکی ہوگی۔

ابن حجر صواعق میں حاکم کی کتاب صحیح سے اور وہ رسول اللہؐ سے حضرت مہدی کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں ۔۔۔۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ : اہل آسمان و زمین اس سے محبت کریں گے آسمان باران رحمت کا ایک ایک قطرہ برسائے گا اور زمین اپنی اگنے والی تمام چیزیں اگائے گی اور زمین اپنے اندر چھپی ہوئی کسی بھی نعمت کو روک کر نہ رکھے گی۔ باری تعالی اہل زمین کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے گا کہ مردے زندہ ہونے کی تمنا کیا کریں گے۔

حاکم کہتے ہیں کہ طبرانی اور بزاز نے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

آپؑ کی دعوت کس چیز کی جانب ہوگی

عقد الدرر کے باب ہفتم صفحہ ۱۴۶ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں ابو جعفر محمد بن علیؑ سے نقل ہے کہ : جب بے دینی پھیل چکی ہوگی تو اس وقت مہدیؑ مکے میں ظہور کرے گا' اس کے پاس رسول اللہؐ کا پرچم' انکی تلوار' کرتا' نیز انکی نشانیاں نور اور بیان ہوں گی' نماز عشاء کو بجا لانے کے بعد باآواز بلند کہے گا۔

"اے لوگو! تمہیں خداوند عزوجل کی بارگاہ میں تمہاری حیثیت سے آگاہ

کر رہا ہوں۔ یقیناً حجت تمام ہو چکی' انبیاء مبعوث ہوئے اور کتب آسمانی نازل کی جا چکیں ہیں' تمہیں حکم دیتا ہوں کہ خدا کے ساتھ کسی کو اسکا شریک نہ بناؤ۔ خدا اور اسکے رسولؐ کی اطاعت پر کاربند رہو' جس چیز کو قرآن نے زندہ کیا تم بھی اسکو زندہ کرو اور جس کو قرآن نے صفحہ ہستی سے مٹا دیا تم بھی اسکو مٹا دو۔ پرہیز گاری' ہدایت اور تقویٰ میں (مہدیؑ کے) اعوان و انصار بنو' کیونکہ دنیا کی بربادی قریب ہے اور اس نے اپنی رخصت کا اعلان کر دیا ہے۔ میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ خدا اور اسکے رسول کی طرف آؤ۔ اسکی کتاب پر عمل کرنے کو نصب العین قرار دو۔ باطل کو مٹا دو اور سنت رسولؐ کو زندہ کرو۔"

پھر امام ابو جعفرؑ نے فرمایا کہ : وہ اصحاب بدر کی طرح تین سو تیرہ افراد کے درمیان اچانک ظہور کرے گا وہ لوگ موسم بہار کے بادلوں کی طرح ٹکڑیوں میں بٹے ہوں گے۔ راتوں کو محراب عبادت میں خدا کے عبادت گزار رہتے اور دن کو شیر غراں ہوں گے۔ پس خدا مہدیؑ کے ہاتھوں سرزمین حجاز کو فتح کروائے گا اور بنی ہاشم سے تعلق رکھنے والے قیدیوں کو رہائی دلوائے گا۔ اور سیاہ پرچم کوفے میں اتریں گے اور بیعت کے ہمراہ مہدیؑ کی طرف روانہ کیے جائینگے' مہدیؑ اپنے لشکروں کو تمام دور دراز مقامات کی جانب بھیجے گا۔ اہل ظلم ستم کا نام و نشان مٹ جائے گا اور تمام شہر اس کے زیر پرچم آجائینگے۔

ایضاً اسی باب صفحہ ۱۵۶ میں ابو نعیم سے انکی کتاب صفۃ المہدی سے اور اس میں ابو سعید خدری سے نقل ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : میرے اہل بیت میں سے ایک شخص خروج کرے گا جو میری سنت کے مطابق عمل کرے گا۔

آسمان سے برکتیں نازل ہوں گی۔ زمین اپنی برکتیں اگل دے گی' آپؑ ہی کے وجود کی بدولت زمین عدل سے اس طرح بھر جائے گی جس طرح ظلم و ستم سے بھر چکی ہوگی۔

ایضاً اسی فصل صفحہ ۲۲۶ میں عبداللہ بن عطار سے منقول ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام سے کہا کہ مجھے قائم کے بارے میں کچھ بتایئے؟

انہوں نے فرمایا: وہ میں نہیں ہوں نہ وہ لوگ کہ جن کو تم سمجھتے ہو۔

پھر میں نے پوچھا کہ اس کے طور اطوار کیسے ہوں گے۔

فرمایا: رسول اللہؐ جیسے۔

ایضاً اسی باب میں نعیم بن حماد سے اور وہ جناب عائشہ سے اور وہ رسول اکرمؐ سے نقل کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مہدی میری عترت میں سے ایک شخص ہے۔ میری سنت (کے دفاع) میں اسی طرح قتال کرے گا جس طرح میں نے وحی (کے دفاع) میں قتال کیا۔

ابن حجر نے صواعق کے صفحہ ۹۸ پر اور ینابیع کے صفحہ ۴۳۳ پر اسی مضمون سے ملتی جلتی ایک حدیث نقل کی ہے۔

صاحب اسعاف الراغبین کہتے ہیں کہ فتوحات مکیہ میں ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ: حضرت مہدیؑ تمام مقدمات کے فیصلے اور احکامات کا صدور ان قوانین شرعیہ کی روشنی میں کریں گے جو ان پر ایک فرشتہ الہام کی صورت میں لائے گا۔ کیونکہ شریعت محمدیؐ آپؑ (مہدیؑ) کو الہام کی صورت میں موصول ہوگی' لہٰذا آپؑ اسی الہام کی روشنی میں احکامات صادر کریں گے' جیسا کہ اس بات کی جانب حدیث مہدی میں اشارہ ملتا ہے کہ آنحضرتؐ نے

فرمایا:

"وہ میرے نقش قدم پر چلے گا اور اس سے ہرگز غلطی سرزد نہ ہوگی۔"

پس اس حدیث کے ذریعے آنحضرتؐ نے ہم کو بتا دیا کہ حضرت مہدیؑ آنحضرت کی شریعت کے تابع ہیں' کسی نئی شریعت کے بانی نہیں۔ نیز آپؑ اپنے تمام فیصلوں اور احکامات میں لغزش و خطا سے پاک ہیں۔ اب کیونکہ فرشتۂ الہام کے ذریعے' اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدیؑ کو تمام احکامات واضح انداز سے بتا دیئے ہیں لہٰذا امام مہدیؑ پر اجتہاد حرام ہے۔ بلکہ بعض علماء نے تو تمام اہل اللہ کے لئے اجتہاد کو حرام قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ ان اہل اللہ کے سامنے رسول اکرمؐ مشہود ہیں' جب بھی یہ لوگ کسی حکم یا حدیث کی صحت کے بارے میں شک میں مبتلا ہوتے ہیں' رسول اللہؐ سے رجوع کرتے ہیں اور آنحضرتؐ ان کو یقظہ اور مشاہدہ کے عالم میں حقیقت امر سے آگاہ کرتے ہیں۔

لہٰذا اس طرح کے مشہود کا حامل اور مالک سوائے رسول اکرمؐ کی تقلید کے کسی اور امام کی پیروی کا ہرگز محتاج نہیں۔

آپؑ کی سیرت مبارکہ

عقد الدرر کے باب پنجم صفحہ ۱۴۹ میں ابو عمر عثمان بن سعید مقری سے انکی کتاب سنن سے اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اللہؐ سے حضرت مہدیؑ کے بارے میں نقل کرتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا کہ: اہل آسمان و زمین پرندے' درندے حتیٰ سمندر کی مچھلیاں تک اس کے وجود سے خوشحال ہونگی۔

عقد الدرر کے باب ہشتم صفحہ ۱۵۵ میں ابو نعیم کی کتاب صفۃ المہدی سے اور امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں اور یہ دونوں ابو سعید بن خدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا : میں تمہیں مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں ۔۔۔۔۔۔ پھر فرمایا کہ : اس سے آسمان و زمین کے باسی خوش ہوں گے۔

عقد الدرر کے باب سوم صفحہ ۳۹ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور وہ اس میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام ابو جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ :

"آپ مجھ سے یہ پانچ سو درہم میرے مال کی زکوۃ کے بابت قبول کیجئے۔

آپؑ نے جواب دیا : یہ تم خود رکھو اور اپنے مسلمان پڑوسیوں نیز نادار مسلم بھائیوں کو دے دینا۔

پھر فرمایا : جب ہمارا مہدیؑ قیام کرے گا تو مال کو مساوات سے تقسیم کرے گا اور رعایا سے عدل برتے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً اسی کتاب کے اسی باب میں ابو عمر مقری کی کتاب سنن اور حافظ نعیم بن حماد سے اور یہ دونوں کعب الاحبار سے نقل کرتے ہیں کہ : میں نے گزشتہ انبیاء کی بعض کتابوں میں یہ موجود پایا ہے کہ مہدیؑ کے فیصلوں اور صادر شدہ احکامات میں نہ تو ظلم ہو گا اور نہ ہی سختی۔

ابن حجر، صواعق صفحہ ۹۸ میں رویانی، طبرانی اور چند دوسرے لوگوں سے نقل کرتے ہیں کہ : مہدیؑ میری اولاد سے ہے (یعنی رسول اکرمؐ) ۔۔۔۔۔۔ پھر آگے چل کر فرمایا کہ :

"اس کی خلافت پر اہل آسمان و زمین اور پرندے تک راضی و خوشنود ہوں

گے۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

اسکے علاوہ صفحہ ۹۹ (صواعق کے) احمد اور ماوردی سے اس حدیث کے ملتی جلتی حدیث نقل ہے۔

آپؑ کا حسنِ اخلاق

کتاب عقدالدرر کے باب سوم میں حرث بن مغیرہ النذری سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبداللہ بن علیؑ سے پوچھا:

"ہم مہدی کو کس طرح پہچانیں؟؟"

جواب دیا : وقار اور اطمینان خاطر کے ذریعے۔ (حدیث ملاحظہ کریں)

ایضا اسی کتاب صفحہ ۳۸ میں حافظ ابو محمد الحسین کی کتاب المصابیح سے اور اس میں کعب الاحبار سے منقول ہے کہ:

"المھدی یخشع للہ خشوع النسر بجناحیہ"

ایضا باب ہشتم صفحہ ۱۹۸ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۹۲ سے اور اس میں طاؤس سے منقول ہے کہ : "حضرت مہدیؑ کی نشانی یہ ہے آپؑ اپنے کارندوں کے کاموں پر کڑی نظر رکھیں گے۔ مال کو سخاوت سے تقسیم کریں گے اور ناداروں سے ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں گے۔

ایضا باب نہم کی فصل سوم صفحہ ۲۲ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں ابو روبہ سے نقل ہے کہ حضرت مہدیؑ اپنے ہاتھ سے مسکین کو مکھن چٹائیں گے۔

ایضا باب نہم فصل سوم صفحہ ۲۲۸ میں حضرت ابو عبداللہ الحسین بن علی

علیہما السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ:

"جب مہدیؑ خروج کرے گا تو اسکے اور عرب و قریش کے درمیان صرف تلوار ہوگی۔ وہ لوگ (بنابرایں) مہدیؑ کے خروج کے سلسلے میں عجلت کیوں کریں گے؟ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ اس کا لباس سخت اور کھردرا ہوگا غذا صرف جو کے آٹے سے تیار کی گئی ہوگی اور وہ جہاں بھی ہوگا موت اسکی تلوار کے سائے میں ہوگی۔"

دین کا آپؑ کے ہاتھوں اختتام تک پہنچنا

عقد الدرر کے باب اول صفحہ ۱۴۲ میں حفاظ کرام کی ایک جماعت سے جن میں ابوالقاسم طبرانی، ابونعیم اصفہانی، ابو عبدالرحمن بن ابی حاتمؒ ابو عبداللہ نعیم بن حماد اور دوسرے شامل ہیں منقول ہے کہ امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ نے رسول اللہؐ سے روایت کی کہ میں نے رسول اکرمؐ سے پوچھا : یا رسول اللہؐ آیا مہدیؑ ہم میں سے ہے یا کسی اور سے؟

رسول اللہؐ نے جواب دیا : یقیناً ہم ہی سے ہے خدا اس کے ہاتھوں اسی طرح دین کو آخر تک پہنچائے گا جس طرح ہمارے ہاتھوں اس کی بنیاد رکھوائی۔"

ایضاً باب ہفتم میں مذکورہ بالا حفاظ کرام ہی سے اور وہ سب علی بن ابی طالبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! آیا مہدیؑ ہم آل محمدؐ سے ہے یا کسی اور سے؟

آپؑ نے جواب دیا : یقیناً ہم ہی سے۔ خداوند تعالیٰ دین کو اس کے ہاتھوں اسی طرح اختتام تک پہنچائے گا جس طرح ہمارے ہاتھوں ابتداء کروائی۔"

ایضاً اسی باب صفحہ ۱۲۵ میں حافظ ابوبکر بیہقی سے اور وہ امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: مہدیؑ ہم ہی سے ہے، دین اسی کے ہاتھوں اختتام تک پہنچے گا جس طرح ہمارے ہاتھوں شروع ہوا۔

ابن حجر صواعق صفحہ ۹۷ میں ابوالقاسم طبرانی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : مہدیؑ ہم ہی سے ہے۔ جس طرح ہمارے ہاتھوں دین شروع ہوا اسی طرح اس کے ہاتھوں اختتام تک پہنچے گا۔"

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۶ میں مرقوم ہے کہ طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ : مہدیؑ ہم اہل بیت سے ہے۔ جس طرح دین ہمارے ہاتھوں شروع ہوا، اسی طرح اسکے ہاتھوں اختتام تک پہنچے گا۔"

یہود اور نصاریٰ

عقدالدرر کے باب ہفتم صفحہ ۱۴۴ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے اور اس میں سلیمان بن عیسیٰ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا : مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تابوت سکینہ بحیرہ طبریہ سے مہدی کے ہاتھوں ہی خارج ہوگا اور پھر وہاں سے ان کے سامنے بیت المقدس میں رکھا جائے گا، جس کو دیکھ کر یہودی اسلام لے آئیں گے۔

ایضاً عقدالدرر کے باب سوم صفحہ ۴۰ میں مرقوم ہے کہ : بعض روایات کے مطابق حضرت مہدیؑ کو اس لئے مہدیؑ کہا گیا ہے کیونکہ آپؑ کو توریت کے

بعض سپاروں کی طرف ہدایات دے کر لے جایا جائے گا تاکہ آپؑ ان گمشدہ سپاروں کو شام کی پہاڑیوں سے نکال سکیں اور پھر یہودیوں کو اسکی جانب دعوت دے سکیں جس کے نتیجے میں ایک کثیر تعداد اسلام لے آئے گی۔

صاحب عقد الدرر کہتے ہیں کہ ابو عمرو الدانی نے اپنی کتاب سنن میں تحریر کیا ہے کہ : مہدیؑ کو اس لئے مہدیؑ کہا گیا ہے کیونکہ ان کو شام کی پہاڑیوں کے راستے کی ہدایت کی جائے گی جس میں سے وہ توریت کے سپارے نکالیں گے' اور اسی کے ذریعے یہودیوں سے محاجہ کریں گے جسکے نتیجے میں یہودیوں کی ایک تعداد آپؑ کے ہاتھوں پر اسلام لے آئے گی۔

اسعاف الراغبین میں مرقوم ہے کہ : امام مہدیؑ تابوت سکینہ کو انطاکیہ کے غار سے اور توریت کے سپاروں کو شام کی پہاڑیوں سے نکالیں گے پھر اسی کے ذریعے یہودیوں سے محاجہ کریں گے جسکے نتیجے میں بہت سے یہودی اسلام لے آئینگے۔" (تمام ہوا کلام اسعاف الراغبین)

ینابیع المودۃ میں مشکوۃ المصابیح سے اور اس میں ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا : خدا کی قسم! ابن مریم ایک عادل قاضی اور حاکم کی صورت میں ضرور نازل ہونگے۔ پس صلیب کو توڑ دیں گے' سوروں کو ختم اور جزیئے کو اٹھا دیں گے (زکوۃ کے مال کی) اونٹنی کو کھلا چھوڑ دیں گے لیکن تب بھی کوئی اس کو مال کو (مال و دولت کی فروانی و بہتات کے سبب) ہاتھ نہ لگائے گا" کینہ' آپس کا بغض اور ایک دوسرے سے حسد بھی کچھ ختم ہو جائیگا۔

کلام مصنف : یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں جزیہ اٹھائے جانے سے مراد تمام لوگوں کا اسلام لے آنا ہے۔ جیسا کہ تمام صلیبوں کے

توڑے جانے سے تمام لوگوں کے اسلام کی طرف کنایہ اشارہ ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ آپس کی دشمنی بغض اور اور حسد کے ختم ہو جانے سے مراد، حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور انکی برکت سے یہود و نصاریٰ کے درمیان سے ان صفات کا اٹھ جانا ہے۔

دینِ اسلام کا غلبہ

عقد الدرر کے باب دوم صفحہ ۳۲ میں ابو الحسن ربعی مالکی سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے اور وہ رسول اللہؐ سے وہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ جس میں آپؐ نے حضرت مہدیؑ کی سیرت، کنیت اور بیعت کا مقام بتایا ہے۔ پھر آخر میں فرمایا کہ

> "خدا اسکے ذریعے دین کی حاکمیت کو لوٹائے گا، عظیم الشان فتوحات اس کا مقدر ہونگی اور زمین پر بجز "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کے کوئی باقی نہ بچے گا۔" (حدیث ملاحظہ کریں)

ینابیع المودۃ میں شیخ محی الدین عربی کی کتاب فتوحات مکیہ کے تین سو تریسٹھویں (۳۶۳) باب سے ایک طویل عبارت حضرت مہدیؑ اور ان کے وزراء کے بارے میں نقل ہے۔ اس سے اقتباس پیش خدمت ہے:

> "وہ اس وقت ظاہر ہوگا کہ جب دین معاشرے میں ضعیف اور ناتواں ہو چکا ہوگا۔ جو اس کا انکار کرے گا موت کے گھاٹ اتارا جائے گا اور جو اس کی راہ میں روڑے اٹکائے گا ذلیل و خوار ہوگا، دین کے حقیقی اور اصلی چہرے کو اسطرح روشناس کرائے گا کہ اگر رسول اللہؐ بھی اس زمانے میں ہوں تو اسی طرح دین کو روشناس کرائیں زمین سے تمام (من

کثرت) ادیان کا قلع قمع کر دے گا اور زمین پر بجز دین خالص کے کوئی دین باقی نہ رہے گا۔" (تمام ہوا کلام شیخ محی الدین عربی)

آپؑ کے اصلاحی کام

ینابیع المودۃ میں المناقب سے اور اس میں امام علی بن موسی الرضاؑ سے اور وہ اپنے آباؤ اجداد سے اور وہ رسول اللہؐ سے ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں جس میں ائمہؑ کی فضیلت اور واقعہ معراج کا بھی کچھ ذکر ہے۔ حدیث کا اقتباس پیش خدمت ہے: رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے کہا : اے میرے پروردگار! میرے اوصیاء کون ہیں؟

تو مجھے ایک آواز آئی کہ اے محمدؐ! تمہارے اوصیاء کے نام میرے عرش کے کنگروں پر لکھے ہیں۔

اب جو میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو بارہ نور تھے اور ہر نور میں ایک سبز پردہ تھا جس پر میرے وصی کا نام لکھا تھا۔ ان میں کے پہلے علیؑ اور آخری مہدیؑ تھے۔

میں نے عرض کی:

اے میرے پروردگار! یہ میرے بعد میرے اوصیاء ہیں؟

آواز آئی : اے محمد! یہ میرے اولیاء، مجھے چاہنے والے، میرے برگزیدہ بندے اور تمہارے بعد میری مخلوق پر میری حجت ہیں۔ اور یہی تمہارے اوصیاء ہیں۔ قسم ہے میری عزت اور میرے جلال کی میں زمین کو ان میں سے آخری یعنی مہدیؑ کے ذریعے ظلم سے پاک کر کے

رہونگا۔ اسکو زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنا کر دم لوں گا۔ ہواؤں کو اس کے لئے ضرور مسخر کرونگا۔ نیز مشکلات کو اسکے سامنے آسان و خاضع اور یقیناً تمام اسباب کو اسکے لئے مہیا کرونگا۔ اپنے لشکر سے اسکی نصرت کرونگا۔ اپنے فرشتوں کو اسکی مدد کے لئے روانہ کرونگا' یہاں تک کہ میری حکومت کا پرچم لہرانے لگے اور جس کے نتیجے میں تمام مخلوق میری توحید پر جمع ہو جائے۔ اسکی سلطنت کو قائم و دائم رکھوں گا اور ایام حکمرانی کو اپنے اولیاء کے درمیان قیامت تک گردش دیتا رہوں گا۔"

ایضاً ینابیع المودۃ میں ابوالموید موفق بن احمد الخوارزمی اپنی سند کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہؐ کے خادم ابوسلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ : ابوسلیمان نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا کہ جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا' اور پھر رسول اللہؐ آپکے اہل بیتؑ اور بارہ اوصیاءؑ کی فضیلت کا بیان ہے۔ اور پھر رسول اللہؐ کے یہ جملے نقل ہیں :

مجھے پکارا گیا کہ اے محمدؐ کیا تم اپنے اولیاء کو دیکھنا چاہتے ہو؟

میں نے جواب دیا : یقیناً اے میرے پروردگار۔

میرے پروردگار نے مجھے مخاطب کیا اور کہا:

عرش کے داہنی جانب دیکھو۔

میں نے نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں علی' فاطمہ' حسن' حسین' علی بن حسین' محمد بن علی' جعفر بن محمد' موسیٰ بن جعفر' علی بن موسیٰ' محمد بن علی' علی بن محمد' حسن بن علی اور محمد المہدی بن الحسن ہیں اور مہدی ان سب کے درمیان ایک روشن ستارے کی مانند جگمگا رہا ہے۔

پھر رب العزت نے فرمایا : اے محمدؐ! یہ میرے بندوں پر میری حجت ہیں اور یہی تمہارے اوصیاء ہیں۔ ان میں سے مہدی تمہاری عترت کو قتل کرنے والوں سے انتقام لے گا۔ قسم ہے میری عزت اور میرے جلال کی کہ یہی میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اور میرے اولیاء کا مددگار ہوگا۔"

عقد الدرر کے باب چہارم فصل اول صفحہ ۹۲ میں ابو نعیم اصفہانی کی صفۃ المہدی سے اور اس میں حذیفہ بن الیمان سے منقول ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا : "خدا رحم کرے اور اس امت کو ان ظالم و جابر حکمرانوں سے بچائے جو کس طرح قتل عام کا بازار گرم کریں گے اور اپنے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں کے علاوہ سب کو ڈرائیں دھمکائیں گے" پاکباز مومن اپنی زبان سے ان کے ساتھ بنا کر رکھے گا لیکن دل میں نفرت بھری ہوگی۔ اور جب خداوند تعالی اسلام کی عزت کو لوٹانے کا ارادہ کرے گا تو ہر ظالم و جابر کی کمر توڑ کر رکھ دے گا۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نیز اس پر بھی قادر ہے کہ امت کی تباہی کے بعد اسکی اصلاح کرے۔"

پھر فرمایا : اے حذیفہ اگر دنیا کی عمر میں صرف ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خداوند تعالی اس دن کو اس قدر طویل کرے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی مملکت قائم ہوگی اور وہی ایک گھمسان کی جنگ کرے گا۔ اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور خدا اپنے وعدے سے ہرگز نہیں پھرتا اور وہ بہت سریع حساب لینے والا ہے۔"

ایضاً باب نہم کی فصل سوم صفحہ ۲۲۴ میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ سے

حضرت مہدیؑ اور ان کے اصلاحی افعال کے بارے میں مروی ہے کہ : کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی کہ جس کو جڑ سے اکھاڑ نہ پھینکے گا اور کوئی سنت ایسی نہ ہوگی جس کو وہ مرسوم نہ کرے۔

ایضاً باب ہفتم صفحہ ۱۴۲ میں حفاظ کرام کی ایک جماعت سے جن میں ابو نعیم، ابو القاسم طبرانی، ابو عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، ابو عبداللہ نعیم بن حماد شامل ہیں، منقول ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے رسول اللہؐ سے وہ حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت مہدی کا آل محمدؐ سے ہونا اور خداوند تعالیٰ کا آپؑ ہی کے ہاتھوں دین کو اختتام تک پہنچانے کا ذکر ہے، اسی حدیث میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ :

"اور لوگوں نے جس طرح ہماری بدولت شرک سے نجات پائی اسی طرح مہدی کی بدولت فتنوں سے نجات پائیں گے، نیز جس طرح دلوں میں کفر سے پیدا ہونے والی عداوت کو ہماری بدولت باری تعالیٰ نے الفت و محبت میں بدل دیا اسی طرح فتنوں سے پیدا ہونے والی عداوت کو مٹا کر مہدیؑ کی برکت سے الفت و محبت میں بدل دے گا۔"

ایضاً باب نہم کی فصل سوم صفحہ ۲۲۷ میں عبداللہ بن عطا سے منقول ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علیؑ کو آپؑ (مہدی) کے بارے میں کچھ کہتے سنا تو پوچھا کہ :

"جب (امام) مہدیؑ ظہور کریں گے تو کونسے کام انجام دیں گے؟

جواب دیا : جس طرح سے رسول اللہؐ نے اپنے دور سے پہلے کی تمام غلط رسومات مٹائیں اسی طرح سے وہ بھی تمام غلط رسومات کو نیست و نابود کرے گا اور اسلام کو از سر نو زندہ کرے گا۔"

ایضاً باب نہم کی فصل سوم صفحہ ۲۲۴ میں علی بن ابی طالبؑ سے حضرت

مہدیؑ کے بارے میں ایک حدیث منقول ہے کہ آپ فرماتے ہیں : کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی کہ جس کو وہ نیست و نابود نہ کرے اور کوئی سنت ایسی نہ ہوگی کہ جس کو وہ قائم نہ کرے۔

ایضاً باب سوم صفحہ ۱۵۶ میں منقول ہے کہ ابوبکر بیہقی اپنی کتاب البعث و النشور میں اور احمد بن حنبل اپنی مسند میں اور ابو نعیم اپنی کتاب صفۃ المہدی میں اور یہ تمام لوگ روایت کرتے ہیں ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"میں تم لوگوں کو مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں، وہ اس وقت ظاہر ہوگا کہ جب میری امت کا ایمان ڈگمگا رہا ہوگا اور ان میں پھوٹ پڑ چکی ہوگی۔ اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم ستم سے بھر چکی ہوگی-------

پھر فرمایا کہ : امتِ محمدیؐ کے قلوب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کرے گا اور اس کے عدل کا سایہ سب پر پڑے گا۔" (ملاحظہ کریں حدیث)

اسی کتاب کے باب ہفتم صفحہ ۱۵۹ میں امیرالمومنین علیؑ سے حضرت مہدیؑ کے بارے میں نقل ہے جس میں آپ کہتے ہیں کہ : مہدیؑ دیگر شہروں میں اپنے مقرر کردہ والیوں کو لوگوں کے درمیان عدل سے کام لینے کا حکم دے گا۔ پھر شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پئیں گے۔ نو عمر بچے سانپوں اور بچھوؤں سے کھیلا کریں گے لیکن ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا، شر ختم اور خیر باقی رہ جائیگا۔ ایک مٹھی اگر کوئی بوئی جائے گی تو سات سو مٹھیوں کے برابر فصل پیدا ہوگی۔ جیسا کہ

قرآن میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا' زنا' شراب خوری اور سود کا نام نشان تک مٹ جائے گا۔ لوگ عبادات' شریعت کی پیروی اور دینداری کی طرف آئیں گے۔ اور نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے لگیں گے۔ عمریں طولانی ہونگی' امانتیں ادا کی جائیں گی' درخت پھلوں سے لدے پھندے ہونگے' برکتیں دوچنداں ہو جائینگی' بدکردار لوگ نیست و نابود ہو جائینگے' پرہیز گار باقی رہیں گے اور اہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔

اسی کتاب کے باب سوم صفحہ ۳۶ میں نعیم بن حماد کی کتاب الفتن لوحہ ۹۸ سے اور اس میں جعفر بن بشار الشامی سے منقول ہے کہ: حضرت مہدی کے ذریعے مظالم اور حق تلفیوں کا احتساب اس (کڑی) حد تک پہنچ جائے گا کہ اگر کسی انسان کے ایک دانت کے نیچے بھی کسی کی کوئی چیز (ناحق) دبی ہوئی ہوگی تو وہ اس کو بھی کھینچ کر اسکے اصلی مالک کو لوٹا دیں گے۔"

آپؑ کی فتوحات اور مملکت کی وسعت

عقد الدرر کے باب دوم صفحہ ۳۱ میں ابوالحسن مالکی سے اور وہ حذیفہ بن الیمان سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : اگر دنیا کی عمر میں ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا میری نسل سے ایک شخص کو ظاہر کرے گا کہ جسکا نام میرے نام کی طرح اور کردار میرے کردار کی طرح ہوگا ــــــــــ پھر فرمایا : خدا دین (کی عزت) کو اسی کے ذریعے لوٹائے گا اور عظیم الشان فتوحات اسکو عطا کرے گا پس زمین پر کوئی باقی نہ بچے گا بجز "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کے۔"

(حدیث ملاحظہ کریں)

ایضاً باب اول صفحہ ۲۰ میں ابو عبداللہ بن الجوزی کی کتاب تاریخ سے اور اس میں عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : چار لوگ زمین کے مالک بنے دو مومن اور دو کافر' مومنوں میں سے ایک ذوالقرنین اور دوسرے سلیمان اور کافروں میں سے ایک بخت نصر اور دوسرا نمرود اور بہت جلد میرے اہل بیت میں سے ایک شخص مالک بنے گا۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۹ میں درج ہے کہ : روایات میں یہ جملہ بھی موجود ہے کہ آپؑ زمین کے مشرق و مغرب کے مالک بنیں گے۔

ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : میرے بعد بارہ خلیفہ اور اوصیاء لوگوں پر خدا کی حجت ہیں' ان میں کا پہلا علیؑ اور آخری میرا فرزند مہدیؑ ہے' روح اللہ عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہونگے اور مہدیؑ کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔ زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اسکی سلطنت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

ایضاً اسی صفحہ پر ابو امامہ باہلی سے اور وہ نبی اکرمؐ سے حضرت مہدیؑ کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں جس کا ایک جملہ پیش خدمت ہے :

"تمام خزانوں کو دریافت کرے گا اور سارے کے سارے بلادِ شرک کو فتح کرے گا۔"

ینابیع المودۃ میں فرائد السمطین سے اور اس میں سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : اگر دنیا کی عمر میں ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو تب بھی خدا اس دن کو اس قدر طویل کر دے گا یہاں تک کہ اس

میں میرا فرزند مہدیؑ خروج کرے ــــــــ پھر فرمایا : زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اسکی سلطنت مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی۔

آپؑ کی خلافت اور سلطنت

آپؑ کی مدت خلافت، سلطنت اور بابرکت عمر کے بارے میں مروی روایات مختلف ہیں۔ خصوصاً وہ روایات کہ جو ہمارے برادران اہل سنت والجماعت کے یہاں منقول ہیں۔

امام ابوداؤد سے آپؑ کی مدت سلطنت سات برس مروی ہے۔

امام ترمذی کے مطابق پانچ، سات یا نو برس ہے۔

ابن ماجہ کی رائے بھی امام ترمذی کی طرح ہے۔

ادھر حاکم سے جیسا کہ اسعاف الراغبین میں نقل ہے۔ سلطنت کی مدت سات یا نو برس منقول ہے، لیکن ابن حجر نے حاکم سے صرف سات برس کو نقل کیا ہے، نو برس کو نہیں۔

طبرانی اور بزاز کہتے ہیں کہ آپؑ سات یا آٹھ برس حکومت کریں گے اور زیادہ سے زیادہ نو برس۔

احمد اور ماوردی کا کہنا ہے آپؑ پانچ، سات، آٹھ یا نو برس تک حکومت کریں گے اور پھر آپؑ کے بعد زندگی میں کوئی خیر و بہتری باقی نہ رہے گی۔

بعض روایات میں بیس برس بھی ملتا ہے، جیسا کہ عقد الدرر میں ابو نعیم اور طبرانی سے منقول ہے۔

ایضاً عقد الدرر میں ابی نعیم بن حماد سے مروی ہے کہ حضرت مہدیؑ چالیس

سال تک زندہ رہیں گے۔

اسکے علاوہ ' اسی موضوع پر اور بھی بہت سے احادیث نقل ہوئی ہیں ' لیکن احادیث کی اکثریت مدت سلطنت کو سات برس بتاتی ہیں۔

بعض روایات کے مطابق آپ سات برس تک حکومت کریں گے اور ہر برس کی مدت ہمارے بیس برسوں کے مساوی ہوگی 'یعنی آپ جن اصلاحی کاموں اور اسلامی تعلیمات سکھانے کا بیڑہ اٹھائیں گے اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے ' دیگر اصلاحی تحریکوں کے قائد بیس برسوں میں وہ کام انجام دیں گے۔

اور بعض روایات سے دس برس کی مدت کا پتہ چلتا ہے۔

اسی بنا پر ان احادیث کی توجیہ ' تاویل اور معانی کے تضاد کو ختم کرنے کے سلسلے میں علماء کے اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض علماء کے مطابق روایات میں مدت کا حتمی طور سے بیان نہ کرنا خود راوی کی طرف سے ہے۔ اور راوی خود تردد کا شکار تھا۔ اس کی گواہی کے طور پر امام ترمذی کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے کہ "شک کرنے والوں کی تعداد بہت ہے۔"

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۲ میں یہ مرقوم ہے کہ : اکثر روایات کے مضمون سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ آپ کی مملکت سات برس کے عرصے پر محیط ہوگی ' اسکے علاوہ نو اور چھ برس (جیسا کہ چند سطور پہلے گزرا) پر کوئی یقینی اور حتمی دلیل نہیں۔

ابن حجر کا کہنا ہے کہ احادیث کے مضامین متفق علیہ انداز سے بلاشک وشبہ اس بات کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ آپ کی مملکت سات برس کے عرصے پر محیط ہوگی۔

ایضا ابوالحسن ابری سے بھی منقول ہے کہ : آپؑ کی حکمرانی کا عرصہ سات برس بتانے والی روایات استفاضہ اور تواتر کی حدود کو پہنچ چکی ہیں۔

کلام مصنف : مذکورہ بالا قول (سات برس) ہی روایات کی رو سے واضح تر اور علماء کے درمیان مشہور تر ہے۔ نیز یہ قول اس عظیم الشان فضیلت کی جانب اشارہ بھی ہے۔ یعنی جس طرح آپؑ کے جد امجد حضرت خاتم الانبیاء والمرسلین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہجرت کے دوسرے برس سے اپنے وصال تک' آٹھ برس کے اس مختصر عرصے میں وہ تمام اصلاحات انجام دیں' اسی طرح حضرت مہدیؑ بھی سات برس کی مختصر مدت میں ان تمام متوقع دنیاوی اور اخروی اصلاحات اور فلاحی کاموں کو انجام دیں گے۔

اسعاف الراغبین صفحہ ۱۳۴ میں درج ہے کہ : ایک اور روایت کے مطابق آپؑ کی حکمرانی کی مدت مذکورہ مدت سے زیادہ ہے۔ اس روایت کے مطابق یہ مدت چالیس برس کے عرصے پر مشتمل ہو گی' جبکہ ایک اور روایت کے مطابق اکیس اور ایک دوسری روایت کے مطابق چودہ برس پر محیط ہو گی۔ اسکے علاوہ اور بھی چند مدتیں مذکور ہوئی ہیں۔

ابن حجر عسقلانی کا کہنا ہے کہ : حضرت مہدی منتظرؑ کی علامات کے بارے میں منقولہ روایات میں' سب سے زیادہ سات برس کا ہی تذکرہ ملتا ہے۔ اور یہی علماء کے درمیان مشہور ہے۔ اور اگر ان مختلف مدتوں کی نشاندہی کرنے والی تمام روایات کو صحیح مان لیا جائے تو ان روایات کا تضاد اور ٹکراؤ اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ آپؑ کی سلطنت طاقت' اقتدار اور غلبہ پانے کے لحاظ سے مختلف ہو گی۔ چالیس سال کا عدد' بطور مثال' آپ کی سلطنت کے قیام کے پہلے دن سے

لے کر آخری دن تک کی جانب اشارہ ہے۔۔۔۱ سات' آٹھ یا اسی طرح کے دوسرے عدد آپؑ کی سلطنت کے اعلیٰ ترین اقتدار اور سو فی صد تسلط کی جانب اشارہ کرتے ہیں اور بیس سال یا اس سے نزدیک مدتیں آپؑ کی سلطنت کی اوسط اور درمیانی طاقت کے ایام ہیں۔

کلام مصنف : مدت کے بارے میں روایات میں موجود اختلاف کو ختم کرنے کے لئے یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ اس سے حقیقت کا چھپانا اور حضرت مہدیؑ کی حکمرانی اور سلطنت کی مدت کا مخفی رکھنا مقصود ہے۔ جس طرح آپؑ کے ظہور کے وقت کو مخفی رکھا گیا ہے تاکہ سامع کا ذہن کسی ایک طرف نہ جا سکے اور وہ اسی طرح فتح کی امید رکھتے ہوئے' حضرت مہدیؑ کے لئے طویل سے طویل تر عمر کی دعا کرتا رہے' اگرچہ ان روایات میں (جیسا کہ چند سطور پہلے مذکور ہوا) سات برس کا پلڑا بھاری ہے اور یہ قول مستحکم تر ہے۔

۱۔ اسعاف الراغبین صفحہ : ۱۳۳

اختتام

نہایت مستحسن اور پسندیدہ بلکہ ضروری اور لازم امور میں سے ہے کہ جن کتب اور تصانیف کا ہم نے اپنی کتاب میں حوالہ دیا ہے ان کا ذکر مع مصنف کے نام کے کریں۔ تاکہ ان علماء کا حق ادا ہونے کے ساتھ ساتھ محترم قارئین کو اطمینان اور سکون خاطر حاصل ہو سکے۔

لہٰذا پیش خدمت ہیں

اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفی وفضائل اہل بیتہ الطاہرین۔

مولف : استاد گرامی قدر جناب شیخ محمد الصبان۔ متوفی ۱۲۰۶ھ

طبع شدہ : ۱۳۱۶ھ ق۔ مطبعہ ازہریہ۔ مصر۔

الجامع اللطیف فی فضل مکۃ واھلھا وبناء المسجد الشریف۔

مولف : علمی مباحثوں کے ماہر جناب علامہ شیخ جمال الدین محمد جار اللہ بن محمد نور الدین بن ابوبکر بن علی بن ظہیرۃ القرشی المخزومی۔ آپ نے یہ کتاب

۹۵۰ھ میں تحریر کی اور مطبعہ دار احیاء الکتب العربیہ نے اسے ۱۳۷۶ھ میں چھاپا۔

شرح نہج البلاغہ

شارح : امام الادب اللغت و تاریخ شیخ عزالدین ابو حامد عبدالحمید بن عبد اللہ المدائنی المشتہر ابن ابی الحدید۔

متوفی ۶۵۵ھ : طبع شدہ : مطبعہ دار الکتب العربیہ مصر۔ جلد ۴

صحیح بخاری

تالیف امام المحدثین ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرۃ۔

متوفی : ۲۵۶ھ۔ طبع شدہ : مطبعہ بہیۃ ۱۳۱۲ھ

صحیح سنن المصطفی

تالیف : الامام المحدث ابوداؤد سلیمان بن اشعر سجستانی۔

متوفی : ۲۵۳ھ۔ طبع شدہ : امام زرقانی کی شرح صحیح موطا کے حاشیہ پر۔ مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۱۰ھ

صحیح ترمذی

تالیف : الامام المحقق ابو عیسیٰ محمد بن سورۃ۔

متوفی : ۲۷۸ھ۔ طبع شدہ : مطبعہ نول کشور لکھنؤ۔ ۱۳۱۰ھ

الصواعق المحرقہ فی الرد علی اہل البدع والزندقہ

تالیف : الشیخ العالم الفاضل شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی۔ مقیم مکہ المعظمہ۔

متوفی : ۹۷۳ھ۔ طبع شدہ : مطبعہ یمنیہ مصر۔ ۱۳۱۲ھ

عقد الدرر فی اخبار الامام المنتظر۔

اس کتاب کو عقد الدرر فی الاخبار المهدی یا اخبار المنتظر بھی کہا جاتا ہے۔

تالیف : العالم الفاضل المحقق ابوبدر شیخ جمال الدین یوسف بن یحییٰ بن علی بن عبد العزیز بن علی المقدسی الشافعی الدمشقی۔ آپ اس کتاب کی تالیف سے ۶۵۸ھ میں فارغ ہوئے۔ ہم نے برادران اہل سنت کی اس موضوع میں جتنی کتب کا مطالعہ کیا ان میں سب سے بہتر اسی کو پایا۔ اسکا طبع شدہ نسخہ تو ہمیں نہ مل سکا، شاید یہ ابھی تک چھپی نہ ہو۔ لیکن اس کے دو نسخے کتابخانہ حضرت امام رضاؑ میں موجود ہیں جن میں سے ایک پر ۹۵۳ھ کی تاریخ درج ہے۔ دوسرا نسخہ ہمارے محترم امام ائمہ حدیث میرزا محمد حسین نوری طبری طاب ثراہ (متوفی ۱۳۲۰ھ) کے کتابخانے میں ہے۔ جیسا کہ ان کی کتاب کشف الاستار میں مذکور ہے۔

ایک اور نسخہ ہمارے محترم اور حوزہ علمیہ قم کے استاد جناب سید شہاب الدین مرعشی الحسینی النجفی کے کتابخانہ میں ہے، جیسا کہ انھوں نے مجھے خود بتایا ہے۔

ایک اور نسخہ ہمارے محترم علامہ ابوالمجد محمد رضا اصفہانی کے کتابخانے میں ہے اگرچہ یہ بھی اغلاط سے خالی نہ ہو لیکن تب بھی کتاب ہذا میں ہم نے جتنے حوالے دیئے ہیں اسی نسخے کے تحت ہیں۔

کتاب عقد الدرر کو "کتاب الدرر الموسویہ میں" سید علی بن شہاب ہمدانی کی کاوش قلم بتایا گیا ہے۔ بظاہر سہواً یہ کام ہوا ہے کیونکہ ہم نے کہیں بھی سید علی بن شہاب کے لئے اس نام کی کسی کتاب کا تذکرہ نہیں پایا جاتا ہے۔ ہاں انکی ایک کتاب "مودۃ القربیٰ" نام کی ضرور ہے۔

مترجم : کتاب عقد الدرر کے جس نسخے کا ہم نے ترجمے میں حوالہ دیا وہ ہے : طبع شدہ ۱۹۷۹ء۔ مطبع خانہ : مکتبہ دار الفکر قاہرہ مصر۔

تحقیق : ڈاکٹر عبد الفتاح محمد الحلو۔

کتاب ینابیع المودۃ کے اواخر اور کتاب غایۃ المرام سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ صاحب کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان اور کفایۃ الطالب فی فضائل علی بن ابی طالب یعنی ابو عبد اللہ گنجی الامام المحدث نے اپنی بعض کتب میں عقد الدرر سے روایات نقل کی ہیں۔

آٹھویں چھاپ۔ استنبول : ۱۳۰۲ھ ق

الفتوحات الاسلامیۃ بعض مضی الفتوحات النبویہ

تالیف : الاستاذ الامام المحقق سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ۔ متوفی ۱۳۰۴ھ۔

طبع شدہ : مکتبہ تجاری کبریٰ کے مالک مصطفیٰ محمد کے چھاپ خانے میں۔ ۱۹۶۲ء۔

الفتوحات المکیہ

تالیف : العالم العارف المحقق الشیخ ابو عبد اللہ محی الدین محمد بن علی معروف بابن عربی حاتمی طائی۔

سچ تو یہ ہے کہ یہ اپنے موضوع پر بڑی سود مند کتاب ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ تصانیف کی دنیا میں اس جیسی کوئی دوسری کتاب موجود ہو۔

طبع شدہ : مطبعہ دار الکتب العربیہ الکبریٰ۔ مصر۔

کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون۔

اپنے موضوع میں بڑی زبردست کتاب ہے۔ خود اس کا نام اسکے موضوع کا بیانگر ہے۔

تالیف : العالم المحقق ملا کاتب چلپی۔ متوفی ۱۰۶۷ھ

طبع شدہ : دار السعادۃ : ۲ جلد ۱۳۱۰ھ

مفاتیح الغیب

یہ وہی مشہور زمانہ تفسیر ہے جسکا شہرہ سارے عالم میں ہے۔

تالیف : الامام المحقق محمد فخر الدین رازی۔ متوفی ۶۰۶ھ۔ ۸ جلد

طبع شدہ : مطبعہ عامرہ۔ آستانہ علیا ۱۳۰۸ھ۔ اسکے حاشیہ پر الامام الفاضل ابو مسعود کی تفسیر بھی ہے۔

مفردات قرآن

مولف : الشیخ الامام' المحدث' لغت کے زبردست ماہر ابو القاسم حسین بن محمد الفضل معروف بہ راغب اصفہانی۔ متوفی ۵۰۲ھ

طبع شدہ : مصر۔ اسی کے حاشیہ پر ابن اثیر کی نہایہ بھی ہے۔

نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار

مولف : العالم الفاضل سید مومن بن حسن شبلنجی۔

طبع شدہ : مطبعہ عثمانیہ۔ مصر ۱۳۰۴ھ

النہایہ فی غریب الحدیث و القرآن

تالیف : جناب محترم محدث' ماہر لغت و ادب' ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن الجزری (ابن اثیر)۔ متوفی ۶۰۶ھ

طبع شدہ : مطبعہ خیریہ مصر۔ ۴ جلدی

نہج البلاغہ

اسکو جمع کیا ہے۔ قبلہ وکعبہ ذوی الاحترام جناب شریف رضی محمد بن ابو احمد موسوی ۔ بغداد میں آل ابوطالب کے نقیب۔ آپ نے اس کتاب میں امیرالمومنین علیؑ کے منتخب خطبات اور کلمات قصار کو جمع کیا ہے۔

طبع شدہ : مطبعہ استقامہ مصر۔ ۳ جز ۔ ۱ جلد

اس پر امام شیخ محمد عبدہ مفتی اعظم مصر اور جامع ازہر کے استاد جناب عالم فاضل شیخ محی الدین محمد عبدالحمید کی شرح بھی ہے۔

رسالہ ھدی الاسلام

مصر کا یہ رسالہ ہفتے وار ہے۔ اسکے مالک اور مدیر محمد احمد صیرفی ہیں۔ اس رسالے میں مصر کے فاضل علماء کرام کی تحریریں چھپتی ہیں۔ سچ تو یہ ہے یہ دینی اور اصلاحی رسالہ اپنی مثال آپ ہے۔

۱۳۵۴ھ (۱۹۳۴ء) میں چھپنا شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے۔ (۱۹۳۸ء)

ینابیع المودۃ فی مودۃ ذوی القربیٰ۔

تالیف : شیخ عالم فاضل عارف جناب سلیمان بن خواجہ کلان الحسینی بلخی قندوزی نقشبندی۔ متوفی ۱۲۹۴ھ

طبع شدہ : مطبعہ اختر۔ آستانہ علیا

بحمد اللہ (تبارک تعالیٰ) تمام ہوئے وہ تمام امور جن کو ہم نے بارہویں امام حضرت ابوالقاسم محمد بن الحسن المہدی المنتظر کے بارے میں برادران اہل سنت کی مروی احادیث اور ان کے علمائے کرام کے اقوال سے جمع کیا اور اسکی تالیف و تشریح کا ارادہ کیا۔

قارئین کرام سے میری استدعا یہی ہے کہ اپنی اصلاحی تجاویز سے مجھ کو ضرور نوازیں تاکہ میں دوسری طباعت میں ان کو کتاب میں شامل کر سکوں۔

اور اللہ تعالیٰ ہی سے اپنے اور قارئین کرام کے لئے توفیق اور خطاؤں سے دوری کی دعا کرتا ہوں۔ آمین

یہ سطور لکھی گئیں بروز شنبہ ۲۲ صفر ۱۳۵۸ھ ق۔ بمطابق: ۱۹۳۸ء۔ قم المقدس

استدعا

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ایک سورہ فاتحہ کا ثواب حضرت آیت اللہ العظمیٰ العلامہ المتتبع سید صدرالدین صدر کی روح کو پہنچائیں۔

نامِ کتاب ------ المہدی (عج)

تالیف ------ آیت اللہ العظمیٰ السید صدر الدین الصدرؒ

ترجمہ ------ مجلسِ مترجمین

ناشر ------ مجمع العلماء الاسلامی

تاریخ اشاعت، اول ------ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ، جولائی ۱۹۹۸ء

تعداد ------ ۱۰۰۰

ٹائٹل کور ڈیزائننگ ------ العصر پبلشر، ناظم آباد، کراچی فون : ۶۶۸۳۳۰۷

مرکزی دفتر:

قم۔ بلوار محمد امین (ص)۔ کوچہ ۱۹۔ پلاک ۵۳۷

جمہوری اسلامی ایران

فون : ۰۰۹۸-۲۵۱-۹۳۳۴۵۷، ۸۳۳۱۷۷

فیکس : ۰۰۹۸-۲۵۱-۹۳۳۴۵۷